عزاداری پر ایک مفصل کتاب

جلد اول

صَلَاةُ العزا

قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ

اِنَّ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عليه السلام حَرَارَةً فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَبْرُدُ اَبَداً

گریہ

ماتم

زنجیر زنی و قمہ زنی

تحریر و تحقیق

سید علی اصغر عباس زیدی

کبھی اے حقیقتِ مُنتظَرؑ،

نظر آ لباسِ مجاز میں

نام کتب -- صلاۃ العزا

موضوع -- عزاداری

تحریرو تحقیق--سید علی اصغر عباس زیدی

بسم الله الرحمن الرحيم

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَواتُكَ

عَلَيْهِ وَعَلى آبائِهِ في هذِهِ السّاعَةِ وَفي كُلِّ ساعَةٍ

وَلِيّاً وَحافِظاً وَقائِداً وَناصِراً وَدَليلاً وَعَيْناً حَتّى

تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعاً وَتُمَتِّعَهُ فيها طَويلاً۔

فہرست

انتساب 12

تشکر 13

مقدمہ 14

گریہ 16

غم حسین علیہ السلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ 22

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت جعفر اور زید پر گریہ 25

حضرت حمزہ کی شہادت پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ 28

حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ اور رونے والوں کو دعا 31

شہادت مولا حسین علیہ السلام پر آسمان کا رونا اور جنات کی نوحہ خوانی 34

امام حسن علیہ السلام کی شہادت پر گریہ و نوحہ 40

الوکا مولا حسین علیہ السلام پر گریہ 43

نوحہ کرنا حضرت نوح علیہ السلام کی سنت 45

مردے پہ رونا صبر کے خلاف نہیں! 48

ماتم 51

قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ کا ماتم 52

موت کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا ماتم 57

حضرت آدم علیہ السلام کا چالیس سال ماتم کرنا 60

مصیبت میں سر پیٹنا سنت حضرت یوسف علیہ السلام 63

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بی بی سارہ کیلیے ماتم کرنا 66

توریت میں ماتم اور نوحہ خوانی کا خدائی حکم 68

مغموم اور ماتمیوں کو حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت 70

ام المومنین بی بی ام سلمہ سلام اللہ علیھا کو ماتم کی اجازت 72

ران پیٹنا سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 76

ران پیٹنا سنت علی علیہ السلام 79

ران پیٹنا سنت صحابہ 82

صحابی کا ماتم روزہ ٹوٹنے پر 87

مصیبت کے وقت ماتم کرنا اور سر پیٹنا حضرت عمر کی سنت 91

کتاب عقد الفرید اور اس کے مؤلف فقیہ احمد بن محمد عبد ربہ کی توثیق 95

ماتم ابوہریرہ 108

حضرت ابو بکر کی وفات پر ماتم 112

حضرت عمر کی وفات پر جنات کا ماتم 115

ماتم زوجہ حضرت عثمان 118

حضرت عثمان کی تدفین پر ان کی صاحبزادی کا ماتم 121

حضرت بلال کا ماتم 124

شہادت رسول اللہ ﷺ پر بی بی عائشہ کا ماتم 127

شہادت رسول ﷺ پر عورتوں نے اپنے رخسار پیٹ پیٹ کر منہ سرخ کر لیے 145

بنی ہاشم کی عورتوں کا مولا حسن علیہ السلام پر ماتم 150

بیبی زینب سلام اللہ علیھا کا مولا حسین علیہ السلام پر ماتم 153

اہل بیت علیہ السلام کا مولا حسین علیہ السلام پر ماتم 156

خالد بن ولید پہ سات روز ماتم ہوا 160

امام حنبل کی وفات پر ماتم 163
امام مالک کی وفات پر ماتم 166
امام الحرمین کی وفات اور انکا ماتم 169
تخصیصاً ماتم حسین علیہ السلام از کتب شیعہ 172
مولا حسین علیہ السلام کے ماتم کی اجازت 175
زنجیر زنی و قمہ زنی 183
آسمان و زمین کا خون بہانا 184
حضرت آدم علیہ السلام کا خون بہانا 193
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خون بہانا 198
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خون بہنا 202
شہداء کے غم میں زخم لگانا خون بہانا 206
سرکار امام زمانہ عج سے اجازت زنجیر زنی و قمہ زنی 214
مولا امام زمانہ عج کا خون رونا 220
مولا سجاد علیہ السلام کا خون رونا 227

مولا سجاد علیہ السلام کا خون بہانا 232
مولا سجاد علیہ السلام کا چالیس سال خون رونا 237
امام علی رضا علیہ السلام کی زخمی پلکیں 240
بی بی زینب سلام اللہ علیھا کا پتھر سے ماتم 243
روانگی شہزادہ علی اکبر علیہ السلام اور پتھروں کا ماتم 247
روز عاشور پتھر کا خون رونا 251
مولا سجاد علیہ السلام کا غم حسین علیہ السلام میں خون رونا 254
بی بی زینب سلام علیہا کا سر سے خون نکالنا 259
زیارت مفجعہ 275
ایک اعتراض کا جواب 278
بیبی زینب سلام اللہ علیھا کا قبر حسین علیہ السلام پر خون کا پرسہ 290
صحابیہ حضرت ہند کا غم اہل بیت علیہ السلام میں خون بہانا 294
صحابی حضرت عابس شاکری علیہ السلام کا سر پر ضرب لگانا 301
صحابی امام علی علیہ السلام صعصعہ بن صوحان کا غم امام حسین میں قمہ زنی کرنا 311

حضرت اویس قرنی کا دندان توڑنا 315
امام جعفر صادق علیہ السلام کا زنجیر زنی کا حکم دینا 318
مولا حسین کے غم وماتم میں جسموں پر ایسے زخم لگاتے رہو کہ نشان باقی رہیں۔ 321
مزید کچھ کتابیں 329

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اس بی بی سلام اللہ علیھا کے نام منسوب کرتا ہوں کہ جس کی رضا ضامن نجات ہے۔

تشکر

میں شکر گزار ہوں ان تمام مومنین کا کہ جنہوں نے مجھے ایک لمحے کے لیے بھی اکیلا نہ چھوڑا اور ہر وقت میری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جسکی مثل اعلیٰ کو علی علیہ السلام کہتے ہیں درود و سلام ہو اس خاندان پر کہ جن سے مس ہوئ مٹی کو بھی اگر عقیدے کے ساتھ تھام لیا جاے تو وہ ضامن نجات بن جاتی ہے۔

امابعد

مذہب شیعہ کائنات کا واحد ایسا مذہب ہے کہ جس کی صداقت کی دلیل دنیا کی تمام مذاہب کی کتب میں موجود ہے ہے ویسے تو موضوع ھٰذا پہ آج سے پہلے سیکڑوں کتب لکھی گئیں ہیں لیکن ان کا طرز کتابت ادبیات سے پُر ہے جس کی وجہ سے سادہ لومومنین اس سے وہ فائدہ حاصل نہیں کر پاتے جو انہیں کرنا چاہئے میری کوشش

تھی کہ میں اس موضوع پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو سادہ لو مومنین کے لیے ہو اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کتاب ھٰذا میں آسان اردو کا استعمال کیا گیا ہے اور مومنین کی سہولت کے لیے ساتھ ہی ساتھ کتاب کے اسکین بھی لگائے گئے ہیں اس کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی جلد میں گریہ ماتم اور زنجیر زنی کے جواز پر دلائل دیئے گئے ہیں اور انشاءاللہ و مولاؑ دوسری جلد میں شعائر اللہ (علم، تابوت وغیرہ) کے جواز پر دلائل دیے جائیں گے۔ اسکے علاوہ عزاداری پر جو اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں ان سب کا جواب دیا جائے گا۔

طالبِ حق

عبدِ محمد وآل محمد

سید علی اصغر عباس زیدی

گریه

بی بی ام سلمہ سلام اللہ علیھا اور خاک کربلا

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ: ام المومنین بی بی ام سلمہ سلام اللہ علیھا نے مجھے خبر دی کہ ایک دن رسول اللہؐ سو رہے تھے کہ اچانک پریشانی کی حالت میں بیدار ہوئے، پھر سو گئے اور دوبارہ بیدار ہوئے تو انکے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی خاک تھی جس کو وہ سونگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون سے خاک ہے؟ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو عراق میں شہید کر دیا جائے گا اور یہ اسی سرزمین کی خاک ہے جہاں پر امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا جائے گا۔ اس پر میں نے جبریل علیہ السلام سے چاہا کہ اس سرزمین کی خاک مجھے دکھائے۔ یہ خاک وہی خاک ہے جو اب میرے ہاتھ میں ہے۔

امام حاکم نیشاپوری کہتے ہیں: یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم کی شرط کے مطابق بھی صحیح ہے، لیکن انہوں نے اپنے کتاب میں اس روایت کو نقل نہیں کیا۔

المستدرک الحاکم جلد 4 صفحہ نمبر 440

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق

مصطفى عبد القادر عطا

تتمة كتاب معرفة الصحابة، كتاب الأحكام، كتاب الأطعمة، كتاب الأشربة، كتاب البر والصلة، كتاب اللباس، كتاب الطب، كتاب الأضاحي، كتاب الذبائح، كتاب التوبة والإنابة، كتاب الأدب، كتاب الأيمان والنذور، كتاب النذور، كتاب الرقاق، كتاب الفرائض، كتاب الحدود، كتاب تعبير الرؤيا، كتاب الطب، كتاب الرقى والتمائم، كتاب الفتن والملاحم، كتاب الأهوال.

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

أغبر معه قارورة فيها دم فقلت: يا نبي الله ما هذا؟ قال: «هذا دم الحسين وأصحابه لم أزل التقطه منذ اليوم» قال: فأحصي ذلك اليوم فوجدوه قتل قبل ذلك بيوم.

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

٨٢٠٢/٢٩ ـ أخبرناه أبو الحسين علي بن عبد الرحمن الشيباني بالكوفة، ثنا أحمد بن حازم الغفاري، ثنا خالد بن مخلد القطواني قال: حدثني موسى بن يعقوب الزمعي، أخبرني هاشم بن هاشم بن عتبة بن أبي وقاص، عن عبد الله بن وهب بن زمعة قال: أخبرتني أم سلمة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ اضطجع ذات ليلة للنوم فاستيقظ وهو حائر ثم اضطجع فرقد ثم استيقظ وهو حائر دون ما رأيت به المرة الأولى ثم اضطجع فاستيقظ وفي يده تربة حمراء يقبلها فقلت: ما هذه التربة يا رسول الله؟ قال: «أخبرني جبريل عليه الصلاة والسلام أن هذا يقتل بأرض العراق للحسين فقلت لجبريل أرني تربة الأرض التي يقتل بها فهذه تربتها».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٨٢٠٣/٣٠ ـ أخبرنا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد القطان ببغداد، أنبأ عبد الكريم بن الهيثم الديرعاقولي، ثنا أبو اليمان، أنبأ شعيب بن أبي حمزة، عن ابن أبي حسين، عن نافع بن جبير، عن ابن عباس، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «رأيت في المنام كأن في يدي سوارين من ذهب فهمني شأنهما فأوحي إلي أن أنفخهما فنفختهما فطارا فأولتهما كاذبين يخرجان من بعدي فقال: لأحدهما مسيلمة صاحب اليمامة والعدني صاحب عنساء».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٨٢٠٤/٣١ ـ أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، ثنا أبي، ثنا عبد الرحمن بن مهدي، عن معاوية بن صالح، عن ربيعة بن يزيد، عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «إن أعظم الفرية أن يفتري الرجل على عينيه يقول: رأيت ولم ير أو يفتري على والديه أو يقول: سمعني ولم يسمعني».

٤/٣٩٩ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه. /

٨٢٠٢ ـ قال في التلخيص: مرَّ هذا على شرط البخاري ومسلم.
٨٢٠٣ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
٨٢٠٤ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

ام المومنین بی بی ام سلمہ سلام اللہ علیھا کا مولا حسین علیہ السلام پر گریہ

حضرت سلمی فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہ سلام اللہ علیھا کے ہاں گئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی پر خاک تھی میں نے پوچھا تو فرمایا: میں ابھی حسین علیہ السلام کا قتل دیکھ کر آیا ہوں۔۔

(ترمذی شریف/جلد دوم، صفحہ نمبر574/ابواب المناقب، حدیث نمبر 3541)

اس حدیث سے دو باتیں واضح ہیں۔

- غم حسین علیہ السلام میں رونا
- اور رسول اللہؐ کا مولا علیہ السلام کے غم میں اپنی داڑھی اور سر میں خاک ڈالنا (یعنی آج کے دور میں جو بھی مولاؑ کے غم میں سر میں خاک ڈال رہا ہے وہ سنت رسول ادا کر رہا ہے)

الثَّوْبَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ انْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا یَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا

آنحضرت ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ حسن اور حسین دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے شعبہ اسے محمد بن ابی یعقوب سے نقل کرتے ہیں اور ابو ہریرہؓ بھی آنحضرت ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ابن ابی نعم وہی عبدالرحمٰن بن ابی نعم بجلی ہیں۔

۳۵٤۱۔ حدثنا ابو سعید الاشج نا ابو خالد الاحمر نا رزین قَالَ حَدَّثَتْنِیْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ وَهِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَایُبْکِیْكِ قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا

۳۵۴۱۔حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہؓ کے ہاں گئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی پر خاک تھی میں نے پوچھا تو فرمایا: میں ابھی حسینؓ کا قتل دیکھ کر آیا ہوں۔

یہ حدیث غریب ہے۔

۳۵٤۲۔ ابوسعید الاشج نا عقبة بن خالد ثنی یوسف بن ابراهیم اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ اَهْلِ بَیْتِكَ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَکَانَ یَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِیْ لِیَ ابْنَیَّ فَیَشُمُّهُمَا وَیَضُمُّهُمَا اِلَیْهِ

۳۵۴۲۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے آپ کس سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: حسنؓ اور حسینؓ سے۔ نیز آنحضرت ﷺ حضرت فاطمہؓ سے کہا کرتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ اور پھر انہیں سونگھتے اور کلیجے سے لگا لیتے۔

یہ حدیث انسؓ کی روایت سے غریب ہے۔

باب ۱۸۲۷۔

باب ۱۸۲۷۔

۳۵٤۳۔ حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن عبدالله الانصاری نا الاشعث هوابن عبدالملك عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ یُصْلِحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ

۳۵۴۳۔حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے یہ دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سے مراد حسنؓ ہیں۔

باب ۱۸۲۸۔

باب ۱۸۲۸۔

۳۵٤٤۔ حدثنا الحسین بن حریث نا علی بن

۳۵۴۴۔حضرت ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خطبہ

غم حسین علیہ السلام میں رسول اللہ ﷺ کا گریہ

عبداللہ بن نجی کے والد ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جا رہے تھے، ان کے ذمے حضرت علیؑ کے وضو کی خدمت تھی، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوا کے قریب پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام نے پکار کر فرمایا ابو عبداللہ فرات کے کنارے پر رک جائو، میں نے پوچھا کہ خیریت ہے؟ **فرمایا میں ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوئوں کی بارش ہو رہی تھی،** میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپکو غصہ دلایا ہے، خیر تو ہے کہ آپکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں؟ فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس سے جبریل علیہ السلام اٹھ کر گئے ہیں، وہ کہہ رہے تھے کہ حسین علیہ السلام کو فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپکو اس مٹی کی خوشبو سونگھا سکتا ہوں؟ میں نے انہیں اثبات میں جواب دیا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر کر مٹی اٹھائی اور مجھے دے دی، بس اس وقت سے اپنے آنسوؤں پر مجھے قابو نہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند الخلفاء الراشدین، جلد اول، صفحہ نمبر 337، حدیث نمبر 248)

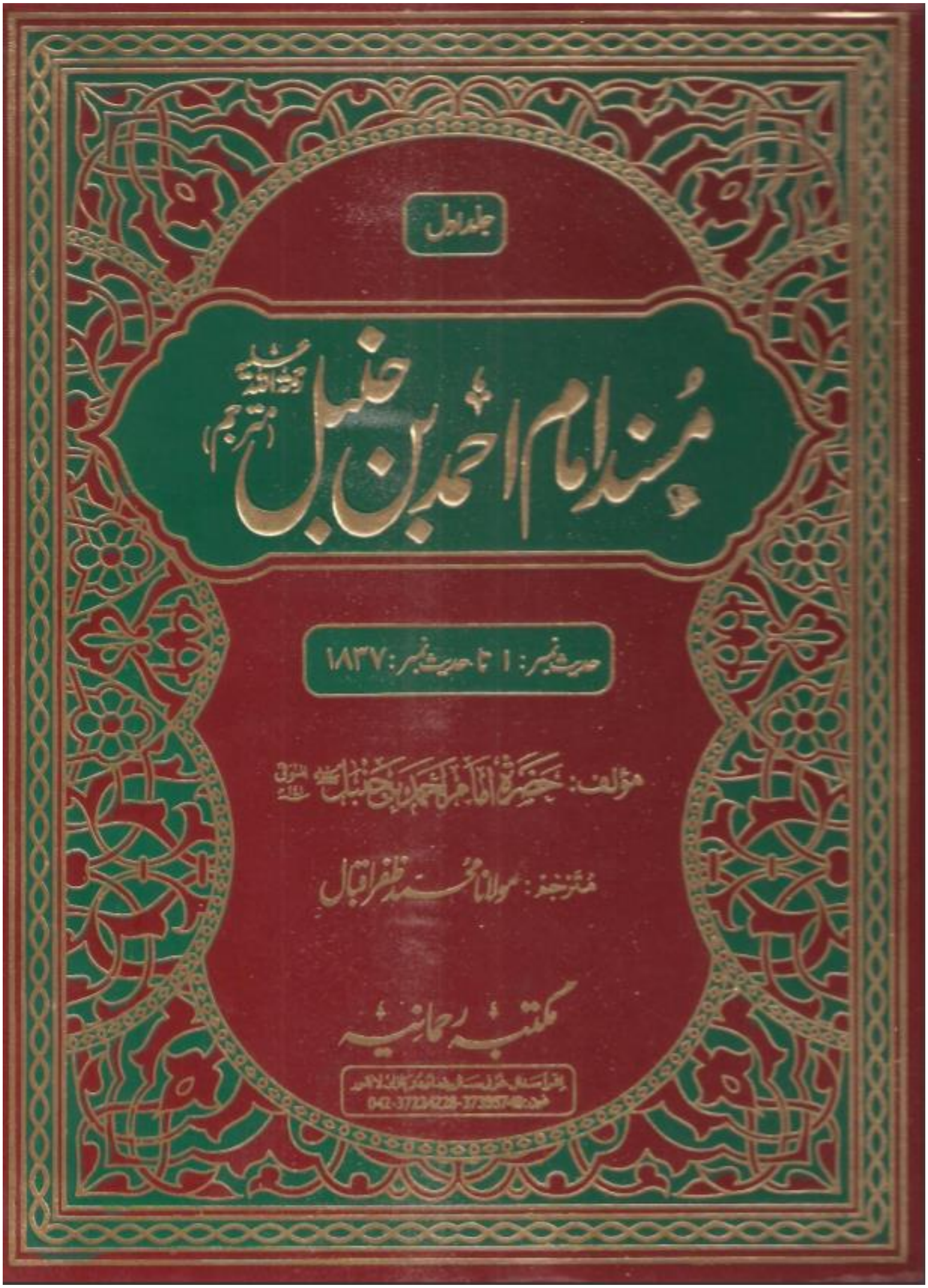
جلد اول
مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)
حدیث نمبر: ۱ تا حدیث نمبر: ۱۸۳۷
مؤلف: حضرت امام احمد بن حنبل
مترجم: مولانا محمد ظفر اقبال
مکتبہ رحمانیہ

(٦٤٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ فَلَمَّا حَاذَى نِينَوَى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّينَ فَنَادَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ وَمَاذَا قَالَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَغْضَبَكَ أَحَدٌ مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ قَالَ بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قَالَ فَقَالَ هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا [إسناده ضعيف]

(٦٤٨) عبداللہ بن نجی کے والد ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، ان کے ذمے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وضو کی خدمت تھی، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی کے قریب پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکار کر فرمایا ابوعبداللہ! فرات کے کنارے پر رک جاؤ، میں نے پوچھا کہ خیریت ہے؟ فرمایا میں ایک دن نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی، میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے، خیر تو ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں؟ فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس سے جبریل اٹھ کر گئے ہیں، وہ کہہ رہے تھے کہ حسین کو فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس مٹی کی خوشبو سونگھا سکتا ہوں؟ میں نے انہیں اثبات میں جواب دیا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر کر مٹی اٹھائی اور مجھے دے دی، بس اس وقت سے اپنے آنسوؤں پر مجھے قابو نہیں ہے۔

(٦٤٩) حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ أَنْبَأَنَا الْأَزْهَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْكَاهِلِيُّ عَنْ الْخَضِرِ بْنِ الْقَوَّاسِ عَنْ أَبِي سُخَيْلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى حَدَّثَنَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ وَسَأُفَسِّرُهَا لَكَ يَا عَلِيُّ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مَرَضٍ أَوْ عُقُوبَةٍ أَوْ بَلَاءٍ فِي الدُّنْيَا فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَاللَّهُ تَعَالَى أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَيْهِمْ

رسول اللہ ﷺ کا حضرت جعفر اور زید پر گریہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر اور زید کی خبر آنے سے پہلے ان کی شہادت کے بارے میں بتادیا اور آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(صحیح بخاری شریف جلد دوم، کتاب الانبیاء صفحہ نمبر 386، حدیث نمبر 832)

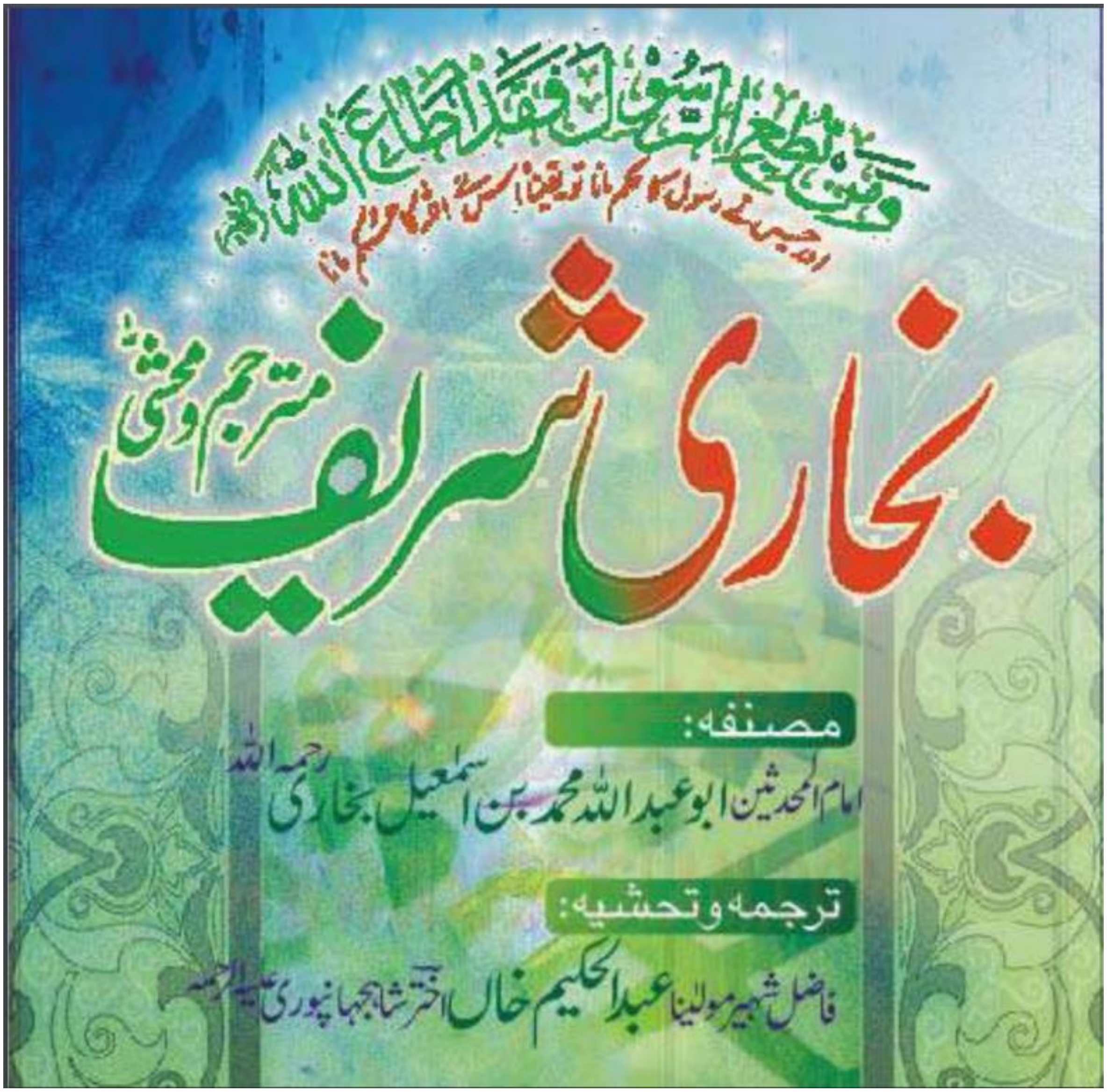

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ
بخاری شریف
مترجم و محشی
مصنفه:
امام المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ
ترجمه وتحشیه:
فاضل شہیر مولینا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ

يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار کے نیک لوگوں کی قدر کرے اور جو ان میں سے غلط کار ہوں ان سے درگزر کرے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ آخری مجلس تھی جس میں آپ بیٹھے۔

....

۸۳۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہمراہ امام حسن کو لے کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ پھر فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔

۸۳۲۔ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر اور حضرت زید کی خبر آنے سے پہلے ان کی شہادت کے بارے میں بتا دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ف: یہ بات تفصیل طور پر اسی جلد کی حدیث ۱۰۵، ۳۰۹، ۹۳۵ اور ۳۴۳ کے تحت گزر چکی ہے اور ان میں سے کسی حدیث کے تحت اس کا تفصیلی حاشیہ بھی ہے۔ لہٰذا آپ کے اس خبر دینے اور جنگ موتہ کے ان حالات کے بارے میں وہ حاشیہ ملاحظہ فرمایا جائے۔

۸۳۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے! ارشاد فرمایا۔ یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ پس آج میں اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے ذرا پرے ہٹا لو تو وہ جواب دیتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ پس میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

۸۳۴۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے نکلے اور امیہ بن خلف ابو صفوان کے ہاں ٹھہرے اور امیہ شام کی طرف جاتے ہوئے جب مدینہ منورہ سے گزرتا تو

حضرت حمزہ کی شہادت پر رسول ﷺ کا گریہ

انصار اپنے مقتولین پر روئے، رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ حضرت حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں، انصار کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آئیں اور حمزہ پر روئیں، رسول اللہ ﷺ نے انکے لیے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آج تک وہ عورتیں جب انصار میں سے کوئی مرتا ہے۔ تو پہلے حمزہ علیہ السلام پہ روتی ہیں پھر میت پر۔

(طبقات ابن سعد، جلد اول، اخبار النبی، صفحہ نمبر 280)

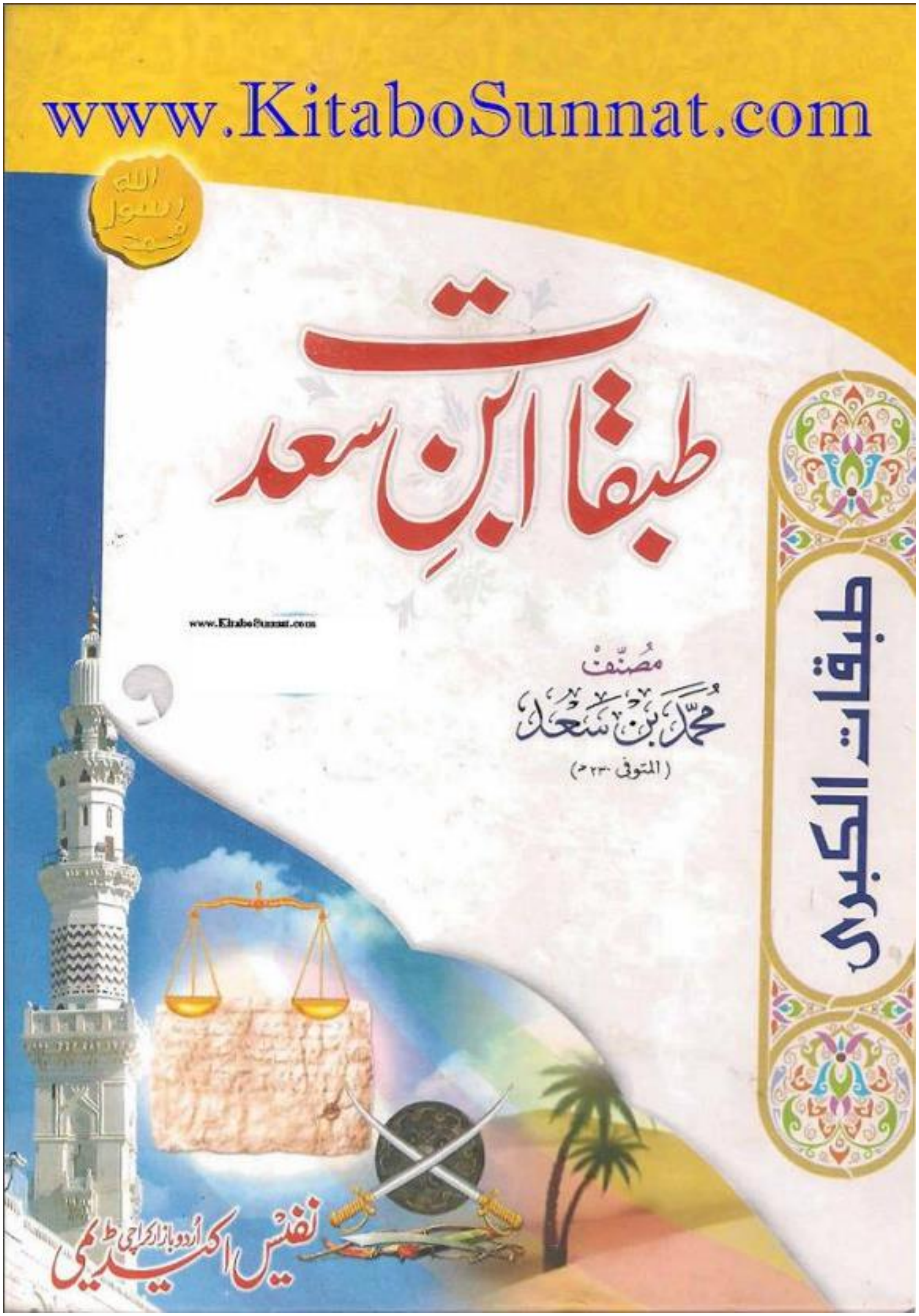
www.KitaboSunnat.com
طبقات ابنِ سعد
طبقات الکبریٰ
مُصنّف
محمد بن سعد
(المتوفی ۲۳۰ھ)
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سوگ:

انصار اپنے مقتولین پر روئے رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والا کوئی نہیں' انصار کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آئیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آج تک وہ عورتیں جب انصار میں سے کوئی مرتا ہے۔ تو پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ پر روتی ہیں پھر میت پر۔

شعبی سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے ساتھ مکر کیا (یعنی خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ مکر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے زخم:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی ﷺ کے دانت (جو نچلی اور سامنے کے دانتوں کے درمیان تھے) اور آپ کی پیشانی زخمی ہوگئی چہرہ پر خون بہا (صلوات اللہ علیہ رضوانہ رحمۃ و برکاتہ)۔

آپ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا حالانکہ وہ انہیں کے پروردگار کی طرف بلاتا تھا۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لیس لك من الامر شی او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون﴾ (یعنی آپ کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں خدا کو اختیار ہے۔ انہیں معاف کرے یا ان پر عذاب کرے۔ کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں)۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی ابلیس نے پکار کر کہا' اے اللہ کے بندو اپنی دوسری جماعت کو دیکھو پہلی جماعت لوٹی' وہ اور ان کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرنے لگی' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اتفاقاً ان کے باپ نعمان ہیں (جنہیں تلوار ماری جارہی ہے) تو کہا اے اللہ کے بندو یہ تو میرے باپ ہیں' میرے باپ ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ لوگ نہ باز آئے تا آنکہ انہیں قتل کردیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔

عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی بقیہ خیر حذیفہ میں رہی یہاں تک کہ وہ بھی اللہ سے جا ملے۔

نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کا جوش وخروش:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ذبح کی ہوئی گائے دیکھی تعبیر لی کہ زرہ سے مراد مدینہ اور گائے سے مراد جماعت ہے۔ اگر تم چاہو تو ہم مدینے میں مقیم رہیں جب وہ لوگ حملہ آور ہوں تو ان سے جنگ کریں۔

انہوں نے کہا' واللہ جاہلیت میں کوئی ہمارے شہر میں داخل نہ ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا؟ آپ نے فرمایا: تمہاری مرضی' وہ چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے زرہ پہن لی تو انہوں نے کہا' کہ ہم نے یہ کیا کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے کو رد کر دیا۔ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مرضی' فرمایا کسی نبی کو جائز نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے قتال سے پہلے

حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت پر رسول ﷺ کا گریہ اور رونے والوں کو دعا

اسی دوران میں انحضرت ﷺ نے انصاری عورتوں کو اپنے شوہروں، اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کیلیے روتے ہوئے سنا۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ "حمزہ کے لیے کوئی رونے والا بھی نہیں ہے۔!"

یہ کہتے کہتے رسول اللہ ﷺ خود رو پڑے۔ غالباً مدینے میں حضرت حمزہ علیہ السلام کی نہ کوئی بیوی تھی اور نہ بیٹی تھی۔ چنانچہ حضرت سعد ابن معاذ نے اپنے گھر کی عورتوں اور اپنی قوم کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے گھر جائیں اور حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت پر اپنے غم کا اظہار کریں اور روئیں۔

مغرب کے وقت جب آپ ﷺ مسجد سے واپس تشریف لانے لگے تو آپکو رونے کی آواز آئی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ انصاری عورتیں حضرت حمزہ علیہ السلام پہ رو رہی ہیں۔ آپ نے ان خواتین کیلیے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد سے راضی ہو۔۔!"

(سیرت حلبیہ اردو، جلد دوم نصف آخر، صفحہ نمبر 224)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مفصل و مستند تصنیف

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی کی مایہ ناز عربی تصنیف کا اردو ترجمہ

ام السیر

سیرۃ حلبیہ اردو

مع اضافات

۲
جلد دوم
نصف آخر

مرتب و مترجم اردو ○ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند

زیر سرپرستی ○ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون 2631861

دعا فرمائی۔ حضرت حمنہ کے یہاں حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے محمد ابن طلحہ پیدا ہوئے تھے۔

(قال) اسی طرح حضرت سعد ابن معاذؓ کی والدہ ہانپتی کانپتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ آنحضرت ﷺ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت سعد ابن معاذ گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! میری والدہ ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو خوش آمدید کہو۔ آپ نے ان کی وجہ سے اپنا گھوڑا روک لیا۔ یہاں تک کہ وہ قریب آکر آنحضرت ﷺ کو دیکھنے لگیں۔ آپ نے ان کو ان کے بیٹے حضرت عمرو ابن معاذؓ کی شہادت پر تعزیت پیش فرمائی تو انہوں نے کہا۔

جب میں نے آپ کو صحیح سلامت دیکھ لیا تو بس اب میری مصیبت اور غم ختم ہو گیا۔!"

شہداء کے عزیزوں کو بشارت...... آنحضرت ﷺ نے ام سعدؓ سے فرمایا۔

"اے ام سعد! تمہیں خوش خبری ہو۔ اور سب شہیدوں کے گھر والوں کو بھی خوش خبری دے دو کہ ان سب کے مقتولین جنت میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور سب نے اپنے اپنے گھر والوں کے لئے (حق تعالیٰ سے) شفاعت اور سفارش کی ہے۔!"

پسماندگان کے لئے صبر و سکون کی دعا...... ام سعدؓ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! ہم سب راضی برضا اور خوش ہیں۔ اور اس خوش خبری کے بعد بھلا ان پر کون رو سکتا ہے۔!"

پھر انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! سب شہیدوں کے پسماندگان کے لئے دعا فرمائیے چنانچہ آپ نے سب شہداء احد کے گھر والوں کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ! ان کے دلوں سے غم و الم کو مٹا دے، ان کی مصیبتوں کو دور فرما دے اور شہیدوں کے جو جانشین ہیں انہیں ان کا بہترین جانشین بنا دے۔!"

حمزہ کی بے بسی پر آنحضرت ﷺ کی دلگیری...... اسی دوران میں آنحضرت ﷺ نے انصاری عورتوں کو اپنے شوہروں، اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کے لئے روتے ہوئے سنا۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔

"حمزہ کے لئے کوئی رونے والا بھی نہیں ہے۔!"

یہ کہتے کہتے آنحضرت ﷺ خود رو پڑے۔ غالباً مدینے میں حضرت حمزہ کی نہ کوئی بیوی تھی اور نہ بیٹی تھی۔ چنانچہ حضرت سعد ابن معاذؓ نے اپنے گھر کی عورتوں اور اپنی قوم کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے گھر جائیں اور حضرت حمزہ کی شہادت پر اپنے غم کا اظہار کریں اور روئیں۔

خواتین کے رونے کی آواز اور آپ کی طرف سے دعا...... غرض جب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مدینے میں اپنے مکان پر پہنچے تو چونکہ آپ سخت زخمی تھے اس لئے حضرت سعد ابن معاذ اور حضرت سعد ابن عبادہ نے آپ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر گھوڑے سے اتارا۔ پھر آپ ان کا سہارا لئے ہوئے اپنے مکان میں تشریف لے گئے اس کے بعد کچھ ہی دیر میں حضرت بلالؓ نے مغرب کی اذان کہی اور آنحضرت ﷺ اس طرح باہر تشریف لائے کہ آپ سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ کا سہارا لئے ہوئے تھے پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد جب آپ مسجد سے واپس تشریف لے جانے لگے تو آپ کو رونے کی آواز آئی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ انصاری عورتیں حضرت حمزہؓ پر رو رہی ہیں۔ آپ نے ان خواتین کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد سے راضی ہو۔!"

شہادت مولا حسین علیہ السلام پر آسمان کا رونا اور جنات کی نوحہ خوانی

علی بن مسہر سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا جب امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کے لیے روتا رہا۔

خصائص الکبری، حصہ دوم، صفحہ نمبر 257

صاحب کتاب نے اس باب کے بعد پورا ایک باب باندھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنوں کا نوحہ کرنا وہ آپ سکین پیج سے پڑھ سکتے ہیں۔

الخصائص الکبری

مصنف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ مدقق مولانا عبدالاحد قادری

جلد دوم

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

besturdubooks.wordpress.com

لگایا جس نے اپنے چہرے پر زعفران ملا، اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھر کو پلٹتے، اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی﴾

جمیل بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا اور کسی کو قدرت نہ ہوئی کہ اس کا کچھ حصہ نگل سکے۔

﴿بیہقی﴾

گوشت آگ بن گیا:

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے زعفران کو دیکھا تو وہ خاکستر ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

شہادت حسین پر آسمان کا رونا:

علی بن مسہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کیلئے روتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

قاتلان حسین کا برا انجام:

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی دادی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جعفیین کے دو آدمی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں موجود تھے تو ان سے میں ایک کا آلہ تناسل اتنا دراز ہوا کہ وہ اسے لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس کے منہ سے لگایا جاتا ہے اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا یعنی اس کی پیاس نہ بجھتی۔

﴿ابونعیم﴾

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا:

✿ حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

مسح النبی جبینه　　فله بریق فی الخدود
ابواه فی عنیا قریش　　وجده و خیر الجدود

besturdubooks.wordpress.com

7

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر دست اقدس پھیرا ہے، ان کے رخساروں میں نور کی چمک ہے۔ ان کے ماں باپ قریش میں بلند رتبہ ہیں اور ان کے جد ساری مخلوق کے اجداد سے بہتر ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب سے نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی ہے، میں نے جنات کو نوحہ کرتے نہیں سنا بجز آج کی رات کے۔ میرا خیال ہے کہ میرا فرزند یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ ضرور شہید کر دیئے گئے ہیں، پھر میں نے اپنی باندی سے کہا: جاؤ پوچھ کر آؤ تو اس نے آکر خبر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جنات اس طرح نوحہ کرتے تھے:

الا یا عین فاحتفلی بجهد   و من یبکی علی الشهداء بعدی

علی رهط تفودهم المنایا   الی متجبر فی ملک عبد

ترجمہ: ''اے آنکھ تو کوشش کے ساتھ آنسو بہا، میرے بعد ان شہیدوں پر کون روئے گا، یہ رونا ان شہیدوں پر ہے جو موتیں، تجبر، ابن زیادہ ملعون اور عبد بادشاہ یعنی یزید شقی کی طرف کھینچے لیے جا رہی ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

فریدہ بن جابر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے جنات کو امام حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

انعی حسینا هبلا

کان حسین جبلا

ترجمہ: ''میں حسین کی شہادت کی خبر دیتا ہوں، وہ بڑے بردبار تھے حسین نکوئی کے پہاڑ تھے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ابو قبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ناپاکوں نے آپ کا سر اقدس تن مبارک سے جدا کر دیا اور وہ ایک منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو ایک دیوار سے لوہے کا قلم ان پر نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی:

اترجوا امة قتلت حسینا

شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ: ''وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، قیامت کے دن ان کے جد کریم ﷺ کی شفاعت کی کیا امید رکھتی ہے۔''

﴿ابونعیم﴾

ام سلمہ سلام اللہ علیھا سے روایت ہے کہ میں نے جنوں کو سنا کہ وہ امام حسین علیہ السلام پر رو رہے تھے۔

(فضائل صحابہ، صفحہ نمبر455، حدیث نمبر1373)

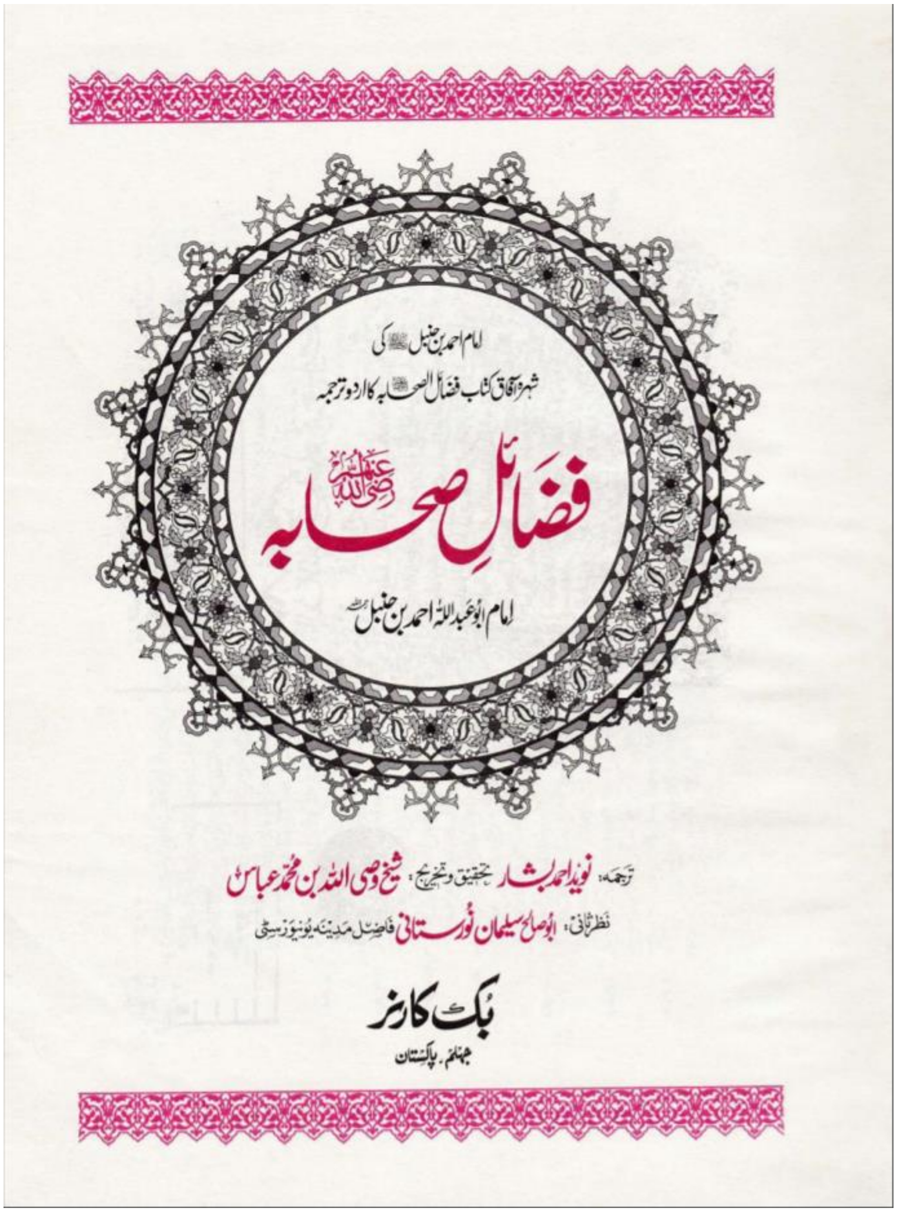

۱۳۷۲۔ ابن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ان کو دیکھ کر فرمایا: جوجنتی نو جوانوں کے سردار کو دیکھنا پسند کرتا ہوتو وہ ان کو دیکھ لے، میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (1)

[1373] حدثنا عبد الله قال حدثني أبي نا عبدالرحمٰن بن مهدي قال نا حماد بن سلمة عن عمار قال سمعت أم سلمة قالت سمعت الجن يبكين على حسين قال وقالت أم سلمة سمعت الجن تنوح على الحسين رضى الله تعالى عنه

۱۳۷۳۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جنوں کوسنا کہ وہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پر رو رہے تھے۔ (2)

[1374] حدثنا عبد الله قال حدثني أبي نا حسن هو بن موسى نا حماد بن سلمة عن يونس عن الحسن قال جاء راهبا نجران إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم أسلما تسلما فقالا قد أسلمنا قبلك فقال النبي صلى الله عليه وسلم كذبتما منعكما من الإسلام ثلاث سجودكما للصليب وقولكما اتخذ الله ولدا وشربكما الخمر فقالا فما تقول في عيسى قال فسكت النبي صلى الله عليه وسلم ونزل القرآن ذلك نتلوه عليك من الآيات والذكر الحكيم إلى قوله أبناءنا وأبنائكم قال فدعاهما رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الملاعنة قال وجاء بالحسن والحسين وفاطمة أهله وولده قال فلما خرجا من عنده قال أحدهما لصاحبه اقرر بالجزية ولا تلاعنه قال فرجعا فقالا نقر الجزية ولا نلاعنك قال فأقر بالجزية

۱۳۷۴۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجران کے دو راہب پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: مسلمان ہو جاؤ تمہارے لیے سلامتی ہوگی، انہوں نے کہا: ہم آپ سے پہلے مسلمان ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں جھوٹے ہو بلکہ تین چیزوں نے تمہیں اسلام لانے سے روکا ہے:

۱۔ صلیب کو سجدہ کرنے نے۔
۲۔ تم دونوں کے اس قول نے کہ اللہ نے (معاذ اللہ) اپنے لئے بیٹا بنالیا ہے۔
۳۔ شراب خوری نے۔

پھر انہوں نے کہا: آپ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تو قرآن نازل ہوا۔ (ذلك نتلوه عليك من الآيات والذكر الحكيم.... سے ... ابناءنا وابناء كم۔ تک) آل عمران 61-58

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ملاعنہ (مباہلہ) کی دعوت دی، راوی کہتے ہیں: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حسن، سیّدنا حسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم جو آپ کے اہل و اولاد ہیں، کے ساتھ آئے، جب وہ دونوں پادری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جانے لگے تو ایک دوسرے سے کہنے لگا۔ جزیہ مان جاؤ، مباہلہ نہ کرو پھر وہ واپس پلٹے اور کہا: ہم کو جزیہ قبول ہے اور ہم آپ سے مباہلہ نہیں کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو جزیہ کا اقرار کرلو۔ (3)

[1375] حدثنا عبد الله قال حدثنا أبي نا بن أبي عدي عن بن عون عن عمير بن إسحاق قال كنت مع الحسن بن علي فلقينا

---

(1) تحقیق: اسنادہ صحیح؛ تخریج: المطالب العالیۃ لابن حجر: 71/4

(2) تحقیق: اسنادہ حسن؛ تخریج: المعجم الکبیر للطبرانی: 131/3؛ ح: 2862؛ الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم: ح: 425 و؛ قال الہیثمی (321/9؛ ح: 15179): رجالہ رجال الصحیح

(3) تحقیق: اسنادہ صحیح؛ تخریج: المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 157/3

امام حسن علیہ السلام کی شہادت پر گریہ ونوحہ

محمد بن اسحق نے بیان کیا ہے کہ بنی سعد بن بکر کے غلام مساور نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسن علیہ السلام فوت ہوئے میں نے ابوہریرہ کو رسول اللہ کی مسجد میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کرتے ہوئے دیکھا اے لوگوں! آج رسول اللہ کا محبوب فوت ہو گیا ہے پس تم گریہ کرو، آپ کے جنازے کیلیے لوگ جمع ہو گئے حتی کہ بقیع میں کسی آدمی کے سمانے کی گنجائش نا رہی اور مردوں اور عورتوں نے ساتھ روز آپ پر گریہ کیا اور بنی ہاشم کی عورتیں **مسلسل ایک ماہ تک آپ کا نوحہ کرتی رہیں نیز بنو ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک آپ کا سوگ کیا۔**

(تاریخ ابن کثیر جلد ہشتم صفحہ نمبر 24)

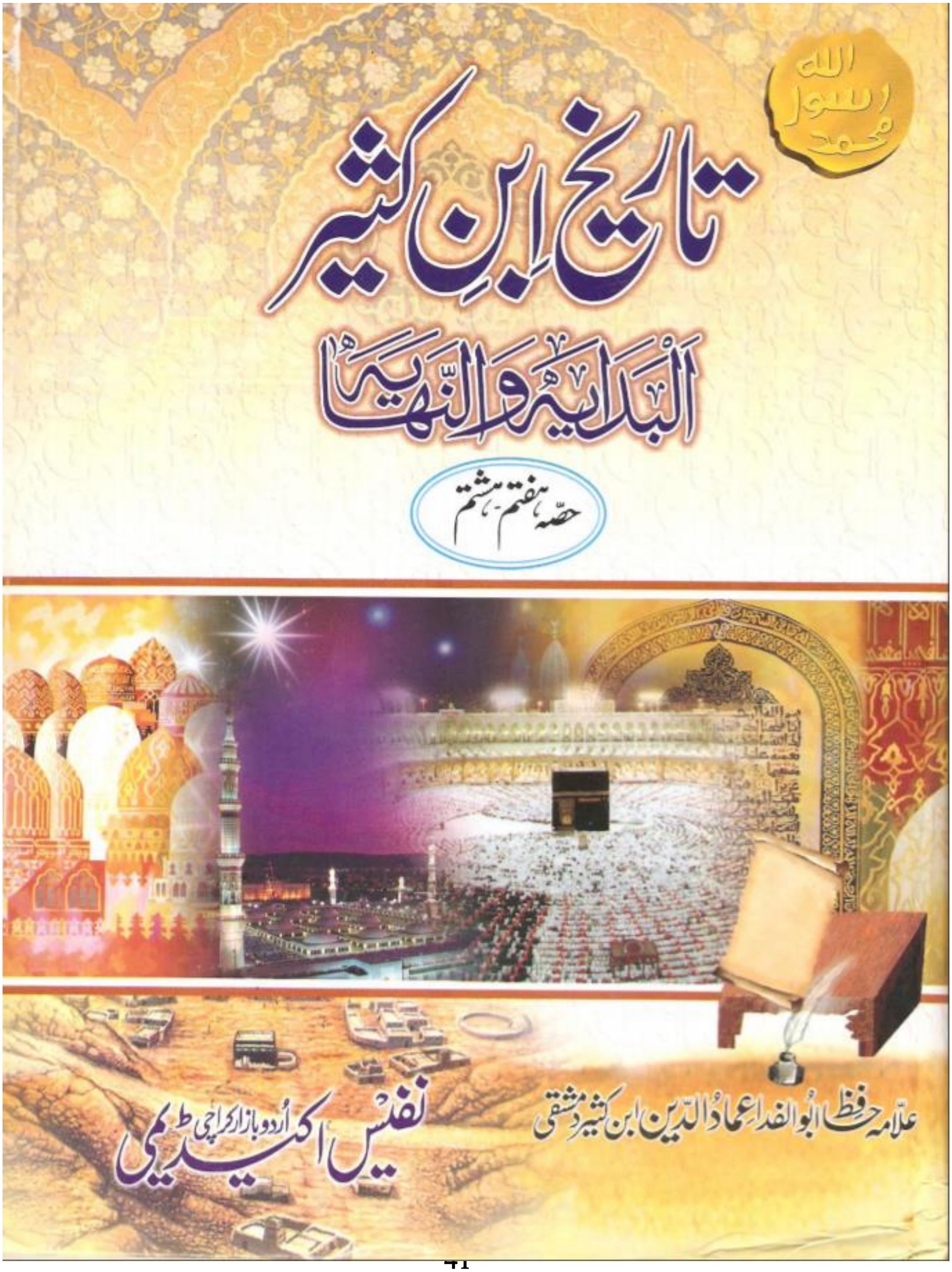
الله
رسول
محمد
تاریخ ابنِ کثیر
البدایہ والنہایہ
حصہ ہفتم۔ ہشتم
علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

دیں اور مروان نے آپ کو چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور مروان ان دنوں معزول تھا اور حضرت معاویہؓ کو راضی کرنا چاہتا تھا۔ اور مروان ہمیشہ بنی ہاشم کا دشمن رہا یہاں تک کہ مر گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے ان دنوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی اور میں نے کہا اے ابو عبداللہ خدا سے ڈرو اور فتنہ کو نہ بڑھاؤ بلاشبہ تمہارا بھائی اس بات کو پسند نہ کرتا تھا جو تم دیکھ رہے ہو انہیں اپنی ماں کے ساتھ بقیع میں دفن کر دو تو انہوں نے ایسے ہی کر دیا پھر واقدی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن نافع نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی موت کے وقت موجود تھا میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا خدا سے ڈرو اور فتنہ کو نہ بڑھاؤ اور خونریزی نہ کرو اور اپنے بھائی کو اپنی ماں کے پہلو میں دفن کر دو اور آپ کے بھائی نے بھی آپ کو اس بارے میں وصیت کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت حسینؓ نے ایسے ہی کر دیا اور واقدی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی قسم کی روایت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنؓ نے اس بارے میں حضرت عائشہؓ سے اجازت طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور جب حضرت حسنؓ فوت ہو گئے تو حضرت حسینؓ نے ہتھیار پہن لیے اور بنوامیہ نے بھی ہتھیار لگا لیے اور کہنے لگے ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن نہیں ہونے دیں گے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بقیع میں دفن ہوں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حجرہ میں دفن ہوں؟ اور جب لوگوں کو جنگ کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہو گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابو ہریرہ' حضرت جابر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ جنگ نہ کریں تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور اپنے بھائی کو اپنی ماں کی قبر کے نزدیک بقیع میں دفن کر دیا۔

اور سفیان ثوریؒ نے سالم بن ابی حفصہ سے بحوالہ ابو حازم بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس روز حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو آگے کیا اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور کہنے لگے اگر یہ سنت نہ ہوتی تو میں انہیں آگے نہ کرتا۔

اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ بنی سعد بن بکر کے غلام مساور نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کرتے دیکھا اے لوگو! آج رسول اللہ ﷺ کا محبوب فوت ہو گیا ہے پس تم گریہ کرو' آپ کے جنازہ کے لیے لوگ جمع ہو گئے حتیٰ کہ بقیع میں کسی آدمی کے سمانے کی گنجائش نہ رہی اور مردوں اور عورتوں نے سات روز آپ پر گریہ کیا اور بنی ہاشم کی عورتیں مسلسل ایک ماہ تک آپ کا نوحہ کرتی رہیں نیز بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک آپ کا سوگ کیا' یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ۵۸ سال کی عمر میں قتل ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر میں فوت ہوئے اور شعبہ نے بحوالہ ابوبکر بن حفص بیان کیا ہے کہ حضرت سعد اور حضرت حسن بن علی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر دس سال گزرنے کے بعد وفات پائی اور علیہ نے جعفر بن محمد سے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور یہی بات کئی لوگوں نے بیان کی ہے اور یہی اصح ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۴۹ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ

الو کا مولا حسین علیہ السلام پر گریہ

مولاؑ فرماتے ہیں کہ الو دن میں روزہ رکھتا ہے رات میں جب افطار کرتا ہے تو غمزدہ ہو جاتا ہے اور پوری رات حسین ابن علی علیہ السلام پر غم زدہ رہتا ہے۔

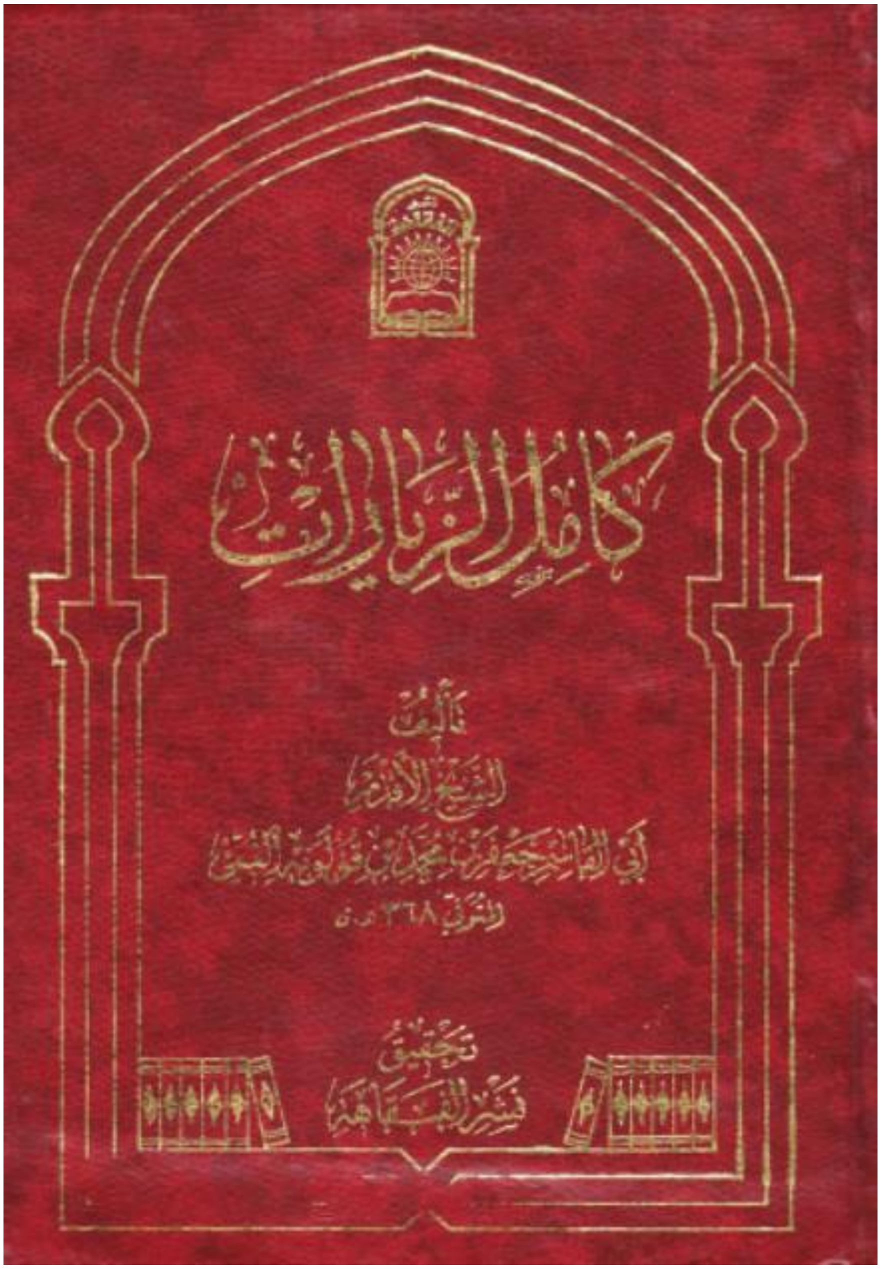

الى الخراب و الجبال و البراري، و قالت: بئس الامة انتم، قتلتم ابن بنت نبيكم و لا آمنكم على نفسي[١].

[٢٨٣] ٣ ـ و حدثني محمد بن جعفر الرزاز، عن خاله محمد بن الحسين بن ابي الخطاب، عن الحسن بن علي بن فضال، عن رجل، عن ابي عبد الله عليه السلام، قال: ان البومة لتصوم النهار، فاذا افطرت تدلّهت[٢] على الحسين بن علي عليهما السلام حتّى تصبح[٣].

[٢٨٤] ٤ ـ حدثني علي بن الحسين بن موسى، عن سعد بن عبد الله، عن موسى بن عمر، عن الحسن بن علي الميثمي[٤]، قال: قال ابو عبد الله عليه السلام: يا يعقوب رأيت بومة بالنهار تنفس[٥] قط، فقال: لا، قال: و تدري لم ذلك، قال: لا، قال: لانها تظل يومها صائمة على ما رزقها الله، فاذا جنها الليل افطرت على ما رزقت، ثم لم تزل ترنم على الحسين بن علي عليهما السلام حتّى تصبح[٦].

---

١ ـ عنه البحار ٤٥:٢١٤، ٦٤:٣٢٩.

٢ ـ الدله ـ محركة ـ و الدلوه: ذهاب الفؤاد من هم و نحوه، و دلهه العشق تدليها فتدلّه.

٣ ـ عنه البحار ٤٥:٢١٤، ٦٤:٣٢٩.

٤ ـ كذا في النسخ، و لعله سقط في البين الراوي عن الامام عليه السلام و هو يعقوب بن شعيب الميثمي، و هو بقرينة خطاب الامام اليه، و يمكن ان يعقوب بن شعيب كان حاضراً في المجلس و خطاب الامام عليه السلام معه.

٥ ـ لعل التنفس كناية عن التصويت، او عن الاكل و الشرب او عن التفرج و التوسع، كما يقال: انت في نفس من عمرك اي في سعة و فسحة.

٦ ـ عنه البحار ٤٥:٢١٤، ٦٤:٣٢٩.

نوحہ کرنا حضرت نوح علیہ السلام کی سنت

نوح کا نام عبد الجبار ہے اور آپ کے بھائی کا نام صابی بن لامک ہے۔ صائبین کا دین و مذہب انہی کی طرف منسوب ہے۔ اہل علم نے لکھا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک طویل مدت تک دین کی دعوت دیتے رہے۔ اس کے باوجود کم لوگ مسلمان ہوئے تو آپ امت پر نوحہ کیا کرتے تھے اس لیے آپک کا نام نوح پڑ گیا۔

(حیات الحیوان جلد اول صفحہ نمبر 54)

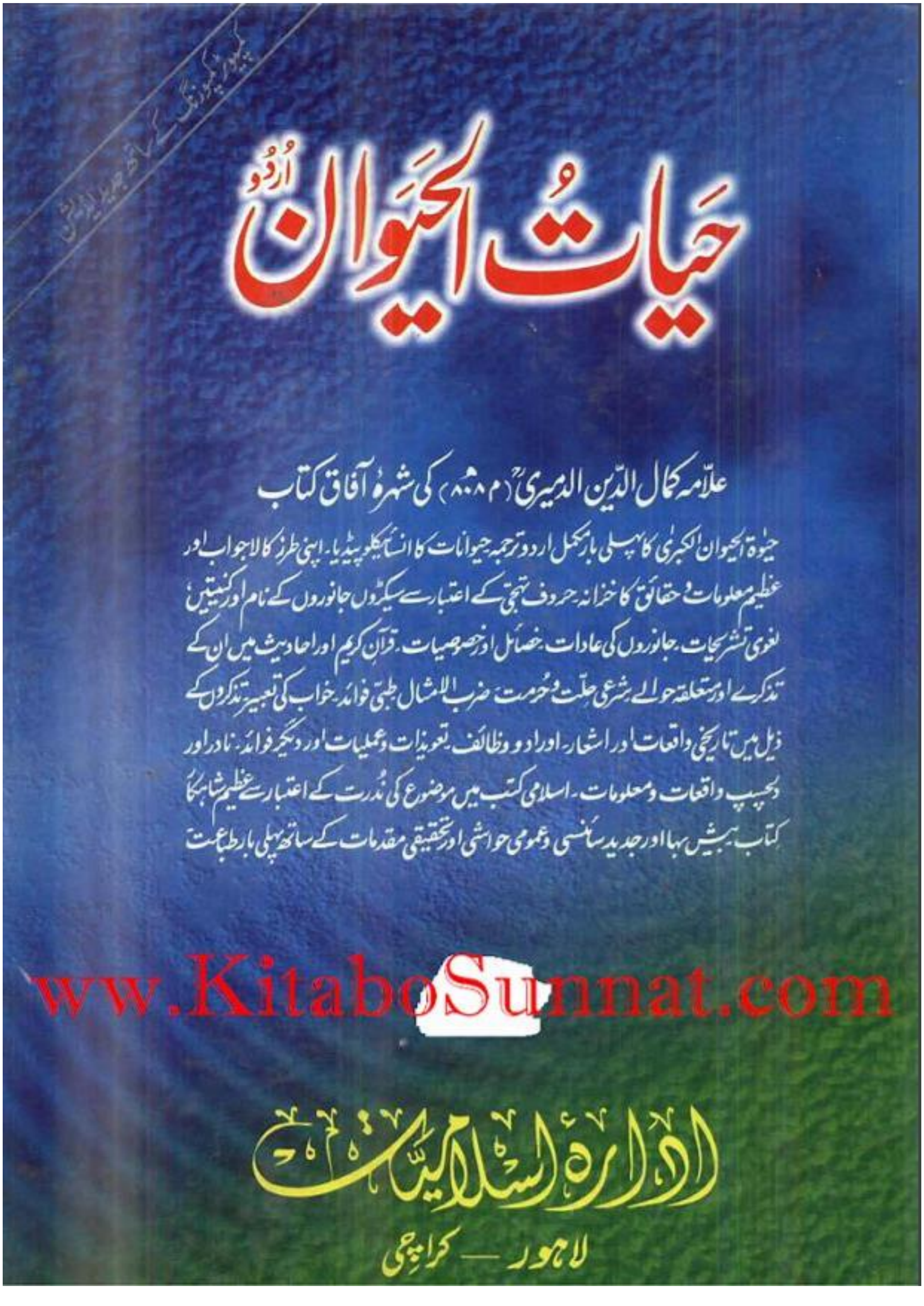
حیاتُ الحیوان
اردو
علامہ کمال الدین الدمیریؒ (م ۸۰۸ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب
حیوۃ الحیوان الکبریٰ کا پہلی بار مکمل اردو ترجمہ حیوانات کا انسائیکلوپیڈیا۔ اپنی طرز کا لاجواب اور
عظیم معلومات و حقائق کا خزانہ۔ حروف تہجی کے اعتبار سے سیکڑوں جانوروں کے نام اور کنیتیں،
لغوی تشریحات، جانوروں کی عادات، خصائل اور خصوصیات۔ قرآن کریم اور احادیث میں ان کے
تذکرے اور متعلقہ حوالے، شرعی حلت و حرمت، ضرب الامثال، طبی فوائد، خواب کی تعبیر، تذکروں کے
ذیل میں تاریخی واقعات اور اشعار، اوراد و وظائف، تعویذات و عملیات اور دیگر فوائد۔ نادر اور
دلچسپ واقعات و معلومات۔ اسلامی کتب میں موضوع کی ندرت کے اعتبار سے عظیم شاہکار
کتاب، بیش بہا اور جدید سائنسی و عمومی حواشی اور تحقیقی مقدمات کے ساتھ پہلی بار طباعت
www.KitaboSunnat.com
ادارہ اسلامیات
لاہور — کراچی

www.KitaboSunnat.com

ورقت دموع العین حتی کا نھا   دموع دموعی لا دموع جفونی

ترجمہ:۔اور جب آنکھ سے آنسو بہنے لگے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ میری آنکھوں کے آنسو نہیں بلکہ آنسوؤں کے آنسو ہیں۔"

(وفیات الاعیان)

نوح علیہ السلام کا واقعہ مورخین نے لکھا ہے کہ نوح علیہ السلام نے انگور کی بیل لگائی۔ایک دن ابلیس آیا اور اس نے اس میں پھونک ماری تو بیل سوکھ گئی۔ یہ ماجرا دیکھ کر آپ رنجیدہ ہو گئے۔ پھر آپ کی خدمت میں ابلیس آیا اور بولا' اے اللہ کے نبی! آپ آج رنجیدہ کیوں نظر آرہے ہیں۔ آپ نے واقعہ سنایا۔ اس پر ابلیس نے یہ مشورہ دیا کہ اگر اس بیل کو سرسبز و شاداب دیکھنا چاہتے ہیں تو میرے مشورہ پر عمل کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس بیل پر شیر' چیتا' ریچھ' گیدڑ' کتا' لومڑی' مرغ۔ سات جانوروں کا خون بھینٹ کے طور پر چڑھا دوں۔ اس عمل سے مجھے یقین ہے کہ یہ بیل پھر سے سرسبز ہو جائے گی۔ آپ نے اسے اجازت دے دی اور یہ اجازت لاعلمی کی وجہ سے تھی۔ چونکہ نوح کو اس وقت بھینٹ چڑھانے کی حرمت معلوم نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ ابلیس نے ان ساتوں جانوروں کا خون انگور کی بیلوں پر چڑھایا۔ اچانک وہ سبز ہونے لگی بلکہ خون ڈالنے سے اتنا فائدہ ہوا کہ ہمیشہ بیل میں ایک ہی قسم کے انگور لگتے تھے لیکن اس بار سات قسم کے انگور آگئے۔اسی وجہ سے شرابی شیر کی طرح بہادر' ریچھ کی طرح طاقت ور' چیتے جیسا غصہ ور' گیدڑ کی طرح بھونکنے والا' کتے کی طرح جھگڑالو' لومڑی کی طرح چاپلوس اور مرغ کی طرح چیختا رہتا ہے۔

اسی زمانے سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر شراب حرام کر دی گئی۔(روضۃ العلماء)

نوح [1] علیہ السلام کا نام عبدالجبار ہے اور آپ کے بھائی کا نام صابی بن لامک ہے۔صابئین کا دین و مذہب انہی کی طرف منسوب ہے۔ اہل علم نے لکھا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک طویل مدت تک دین کی دعوت دیتے رہے۔اس کے باوجود کم لوگ مسلمان ہوئے تو آپ امت پر نوحہ کیا کرتے اس لیے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔

---

[1] "نوح علیہ السلام" سب سے پہلے نبی ہیں جن کو رسالت سے نوازا گیا۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے "یَانُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَی الْاَرْضِ۔" (مسلم باب الشفاعۃ) اے نوح تم زمین میں پہلے رسول بنائے گئے ہو۔ علمائے انساب نے آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے:۔ نوح بن لامک بن متوشالح بن اخنوخ یا خنوخ بن یارد بن مھلیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن آدم۔ قرآن کریم نے نوحؑ کا تذکرہ تینتالیس جگہ کیا۔ نیز ان کی عمر کی تصریح بھی کی ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا (عنکبوت) گویا ساڑھے نو سو سال کی طویل عمر پائی۔ بظاہر یہ طویل عمر خلاف عقل معلوم ہوتی ہے۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لیے چند باتیں ملاحظہ فرمایئے۔(۱) ابتدائے دنیا میں زیادہ بیماریاں نہیں ہوتی تھیں۔(۲) جس طرح رسالت اللہ کا خاص عطیہ ہے اسی طرح ان کی عمر بھی مستثنیات میں ہے جو انبیائے کرامؑ کی تاریخ میں موہبت الٰہی و آیۃ اللہ کی فہرست میں شمار ہوتی ہے جن کی حکمت کا معاملہ خود خداوند قدوس کے سپرد ہے۔ اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمان امت پر جو طوفان آیا تھا وہ خاص تھا یا عام۔ بعض کہتے ہیں یہ طوفان اسی علاقے میں تھا جہاں ان کی قوم آباد تھی جس کی مساحت ایک لاکھ چالیس ہزار کیلو میٹر مربع بتائی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ طوفان عام تھا۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ طوفان خاص تھا۔ایک دوسری بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابوالعلاء المعری شاعر نے اشعار میں بیان کیا ہے کہ قدیم زمانے میں دستور تھا کہ لوگ سنہ و عام بول کر شہر (ماہ۔ مہینہ) مراد لیا کرتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مردے پہ رونا صبر کے خلاف نہیں!

جب سرکار دو عالم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپکی آنکھوں میں آنسو آگئے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو ہمیں رونے سے منع کرتے ہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:-

یہ رحمت ہے اور اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد چہرم صفحہ نمبر 226)

تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور اسرارِ شریعت کا حسین مجموعہ

ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا

جلد چہارم

اِحیاءُ علومُ الدّین

جدید اور بامحاورہ سلیس ترجمہ

مذاقُ العارفین

مُصَنِّف

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالیؒ

جدید ترجمہ: مولانا ندیم الواجدی فاضل دیوبند

دارالاشاعت

اردو بازار، کراچی ۱ فون ۲۶۳۱۸۶۱

رکھا وہ کھانے لگے' اسی دوران انھوں نے لڑکے کے بارے میں دریافت کیا میں نے کہا الحمد للہ اچھے حال میں ہے' یہ اس لئے کہا کہ جیسا سکون اسے اس رات میسر ہوا بیماری کے بعد اتنا سکون کبھی نہ ملا تھا' پھر میں نے اچھے کپڑے پہنے اور اپنے آپ کو خوب بنایا سنوارا' یہاں تک کہ وہ مجھ سے ہم بستر ہوئے' پھر میں نے ان سے کہا کہ ہمارے ہمسائے کو ایک چیز مانگنے سے ملی تھی' جب دینے والے نے وہ چیز اس سے واپس لے لی تو وہ شور مچانے لگا' انھوں نے کہا ہمسائے نے اچھا نہیں کیا' اسے ایسا نہ کرنا چاہیے تھا' اسکے بعد میں نے ان سے کہا کہ تمہارا بیٹا ہمارے پاس اللہ کی طرف سے امانت تھا' اس نے اپنی امانت واپس لے لی' انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا' صبح کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور پورا واقعہ عرض کیا' آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فِيْ لَيْلَتِهِمَا (بخاری و مسلم۔ انس)

اے اللہ ان دونوں کو رات کے معاملے میں برکت دے۔

راوی کہتے ہیں اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اللہ نے انھیں سات لڑکے عطا کئے' جو سب کے سب قرآن کریم کے حافظ اور قاری ہوئے۔ حضرت جابر ابن عبد اللہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خود کو جنت میں دیکھا وہاں میری ملاقات ابو طلحہ کی بیوی رمیصاء سے ہوئی۔ بعض عارفین فرماتے ہیں کہ صبر جمیل یہ ہے کہ مصیبت والا دوسروں سے ممتاز نہ ہو' یعنی اسکے چہرے پر کوئی ایسی علامت نہ پائی جائے جس سے وہ مصیبت زدہ معلوم ہو۔

<u>مردے پر رونا صبر کے خلاف نہیں</u> : مردے پر آنسو بہانا یا دل کا غمزدہ ہونا صبر کے خلاف نہیں ہے' اس لئے کہ یہ بشریت کے تقاضے ہیں' انسان زندگی میں خود کو ان سے جدا نہیں کر سکتا' اسی لئے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے' صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو ہمیں رونے سے منع کرتے ہیں' آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

یہ رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔

مرنے والے کے غم میں رونے سے آدمی مقام رضا سے بھی دور نہیں ہوتا' آدمی فصد کھلواتا ہے' پچھنے لگواتا ہے' کیا وہ اس پر راضی نہیں ہوتا' یقیناً راضی ہوتا ہے اگرچہ تکلیف بھی محسوس کرتا ہے بلکہ اگر تکلیف زیادہ ہو تو رونے لگتا ہے' کیا اس کے رونے کا یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ خوشی سے فصد نہیں کھلوا رہا ہے۔ ہم اس کی مزید تحقیق کتاب الرضا میں کریں گے انشاء اللہ۔

ابن ابی نجیح نے کسی خلیفہ کی موت پر تعزیتی خط میں لکھا جو شخص یہ بات جانتا ہے کہ جو چیز اللہ نے اس سے لی ہے وہ اس کا حق ہے وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ جو چیز اللہ نے اسکے لئے باقی رکھی ہے اس میں اس کے حق کی عظمت کا احساس کرے' جان لو کہ جو تم سے پہلے چلا گیا ہے وہ تمہارے لئے باقی ہے' اور جو تمہارے بعد باقی ہے اسکو تمہارے باب میں (صبر کرنے کا) ثواب ملے گا' یہ بات بھی یاد رکھو کہ صابرین کو مصیبت پر صبر کرنے کا جو ثواب ملتا ہے وہ اس نعمت کی بہ نسبت زیادہ عمدہ اور اعلا ہے جو مصائب سے بچے رہنے کی صورت میں انھیں حاصل ہوئی ہے۔

<u>مصیبتوں کو چھپانا کمال صبر ہے</u> : کمال صبر یہ ہے کہ آدمی اپنے مرض' تنگدستی اور دوسری تمام مصیبتیں پوشیدہ رکھے' ایک بزرگ کا قول ہے کہ مصائب' آلام' اور صدقات کا اخفاء احسان کے خزانوں میں سے ایک قیمتی خزانہ ہے۔

صبر کی ان تقسیمات سے پتہ چلتا ہے کہ صبر تمام احوال اور افعال میں واجب ہے' جو شخص شہوات سے بچنے کے لئے گوشہ نشین ہو جائے' وہ صبر سے بے نیاز نہیں ہو سکتا' خواہ کتنا ہی تنہا کیوں نہ رہے اس لئے کہ شیطانی وسوسے قلب پر اثر انداز ہوتے ہیں'

ماتم

قرآن میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ کا ماتم

حضرت ابرہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اللہ نے بلند کیا ہے۔ آپ اللہ کے محبوب نبی تھے۔ آپ پر اللہ کی جانب سے بڑے بڑے امتحانات گزرے۔ جسکی بنا پر بلند مقام و مرتبہ پہ فائز ہوئے۔ آپ پاک نبی اکرم ﷺ کے جد امجد بھی ہیں اور آپ کا دین ہی ملت ابراہیمی ہے۔ ایک مرتبہ فرشتے انسانی شکل میں آئے تاکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کیا جائے۔ لیکن دوسری جانب اللہ سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بیٹے کی خوشخبری تھی اسکو آپ تک پہنچانا تھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرشتوں کی ذات کی طرف توجہ مبذول نہیں کی۔ جب انکے سامنے کھانا رکھا تو وہ انکاری ہوئے۔ تو آپ سمجھ گئے کہ یہ زمینی مخلوق نہیں ہے۔ تب فرشتوں کے قائد نے کہا کہ آپکو اللہ کے ہاں سے ایک بیٹے اسحاق کی خوشخبری ہے۔ جب یہ خبر آپکی اپنی زوجہ نے سنی تو اس نے گھبراہٹ سی محسوس کی اور شوہر کے سامنے مقام حیرت اور تعجب سے بڑی چیخ ماری اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ لیا اور کہا اور کہا کہ اس بڑھاپے کی حالت میں بچے کی پیدائش؟ جناب ابراھیم علیہ السلام اس پر کوئی رکاوٹ نہیں بنے۔ اور نہ ہے زوجہ کو منع کیا اور نہ ہی اس کو ناجائز عمل قرار دیا۔ مفسرین اور مترجمین نے اپنی تفاسیر و تراجم میں **صرۃ** کا معنی چیخ اور **فضکت وجھھا** کا ماتھے یا جبین پر تھپڑ اور ہاتھ مارنے کا لیا ہے۔

- حضرت بی بی سارہ ایک نبی کی بیوی اور دوسرے نبی کی ماں تھیں۔
- حضرت سارہ کو ایک بچے کی خوشخبری دی گئی۔
- حضرت سارہ کی وہ عمر گزر گئی تھی جس میں بچہ جنا جاتا ہے۔
- مقام بشارت آپ کے لیے حیرت اور تعجب کا سبب بنا اور آپ نے چیخیں ماری اور منہ کو پیٹ لیا۔
- نبی کے سامنے جب کوئی عمل کرے اس پر نبی خاموش رہے تو وہ عمل دین کیلیے حجت ہے۔
- خاموشی نبی شریعت کی زبان میں قول اور فعل کے بعد تقریر دین کی تفسیر کیلیے حجت ہوتا ہے۔
- مقام حیرت اور مصیبت میں کوئی عمل جو خلاف فطرت ہو اس کا ہو جانا شریعت میں جائز عمل اور رخصت جانا جاتا ہے۔

سورۃ الذاریات آیت نمبر 29

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ

ترجمہ:- تو ابراہیمؑ کی بیوی چلاّتی آئی اور اپنا منہ پیٹ کر کہنے لگی کہ (اے ہے ایک تو) بڑھیا اور (دوسرے) بانجھ۔

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد نے فرمایا: فی صرۃ کا معنی خوبصورتی ہے اور فصکت وجھھا کا معنی ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پہ دے مارا۔ اور کہا **ہائے افسوس، ہائے ہلاکت۔**

(تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ نمبر 241)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تفسیر درِ منثور مترجم

جلد ششم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ۰ محمد بوستان ۰ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امام ابوالشیخ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ میں رزق سے مراد بارش ہے اور وَ مَا تُوْعَدُوْنَ (اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے) اس سے مراد جنت اور دوزخ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور خیر و شر میں سے ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ الآیہ کے تحت انہوں نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان اقوام کو قتل اور تباہ و برباد کرے جن کے لیے ان کے رب نے قسم کھائی پھر انہوں نے تصدیق نہ کی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے قول باری تعالیٰ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ کے تحت فرمایا: یہ ہر اس شے کے بارے میں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرمایا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ کو اس خدمت کی خبر پہنچی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بذات خود اپنے معزز مہمانوں کی کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑے کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عام مال بیل اور گائیں تھیں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ میں غلام سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ کا معنی ہے اور آپ کی بیوی چیختی چلاتی آئی۔ فَصَكَّتْ اور اپنے چہرے پر طمانچہ دے مارا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ فِيْ صَرَّةٍ کا معنی صیحۃ خوبصورتی ہے اور فَصَكَّتْ وَجْهَهَا کا معنی ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر دے مارا۔ اور کہا ہائے افسوس، ہائے ہلاکت۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-240، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 241 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 102 (9636)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 243 6۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 243 7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 244
8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 45-244 9۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 245

موت کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا ماتم

جب حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو انکے بیٹوں اور پوتوں میں چالیس ہزار اولادیں موجود تھیں، جنہوں نے ان پر ماتم کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی موت طبعی تھی، شہادت نہ تھی۔ اسکے باوجود دادا کی جدائی پر ماتم ثابت ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ نمبر 115)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مُفصل و مُستند تصنیف

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کی مایہ ناز عربی تصنیف کا اردو ترجمہ

أمّ السیر

سیرۃ حلبیہ اردو

مع اضافات

۱
جلد اول
نصف اول

مرتب و مترجم اردو ○ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند

زیر سرپرستی ○ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون 2631861

ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو یہ نور ان کے پیٹھ میں رکھ دیا۔ یعنی پھر یہ نور ان کی پیشانی میں دمکتا تھا اور ان کے سارے نور پر غالب رہتا تھا۔ جیسا کہ آگے پوری بات آئے گی۔

آدمؑ سے صلب شیثؑ میں...... پھر (آدمؑ سے) یہ نور ان کے بیٹے حضرت شیثؑ کے نطفے میں منتقل ہوا جو ان کے نائب بنے۔ حضرت شیثؑ کو اس نور کے متعلق جو کچھ بھی وصیت کی گئی ان میں سے یہ بھی ہے کہ ان کی اولاد میں جس کی طرف بھی وہ اس نور کو منتقل کریں اس کو وصیت کر دیں کہ وہ اس نور کو کسی پاک دامن عورت کے رحم میں رکھے۔ یہ وصیت گذشتہ زمانوں میں اسی طرح چلتی رہی یہاں تک کہ یہ نور عبدالمطلب تک پہنچا۔

نور محمدی ﷺ نسل در نسل...... یہ سب تفصیل اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے آباء واجداد میں جس کی طرف بھی یہ نور منتقل ہوا اس میں یہ واضح طور پر محسوس ہوتا تھا۔ یہ بات اس گذشتہ بات کے خلاف جاتی ہے جس میں اس نور کے منتقل ہونے کے متعلق بعض مخصوص حضرات کا ذکر کیا گیا ہے (کیونکہ اس تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نور حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت کے والد عبداللہ تک برابر ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا مگر اس سے پہلے جو روایت گزری ہے اس میں متعین طور پر بعض ناموں کا ذکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

شیثؑ حوا کی تنہا اولاد...... حضرت حوا کے کبھی کوئی تنہا اولاد نہیں ہوئی سوائے حضرت شیثؑ کے (کہ وہ تنہا پیدا ہوئے) جو اس نور ہی کی کرامت تھی۔

شیثؑ پیٹ میں نظر آتے تھے...... روایت ہے کہ وہ یعنی حضرت شیثؑ اپنی والدہ کے پیٹ میں اتنی مدت رہے کہ پیٹ ہی میں ان کے دانت نکل آئے تھے۔ اور ان کی والدہ یعنی حضرت حواؑ کا پیٹ اس وقت اتنا صاف اور پاکیزہ تھا کہ شیثؑ ماں کے پیٹ میں نظر آتے تھے۔ یہ آدمؑ کی تیسری اولاد ہیں۔

آدمؑ کی کل اولاد...... حضرت حوا کے ہر مرتبہ دو بچے ایک لڑکا ایک لڑکی ایک ساتھ پیدا ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت ہے کہ ان کے یہاں بیس مرتبہ پیدائش ہوئی جس میں چالیس اولاد ہوئی۔

ایک روایت ہے کہ ایک سو بیس (۱۲۰) بچے ہوئے۔ ایک روایت ہے کہ ایک سو اسی (۱۸۰) بچے ہوئے اور ایک روایت ہے کہ پانچ سو (۵۰۰) بچے ہوئے۔

موت کے وقت آدمؑ کی اولاد...... کہا جاتا ہے کہ جب آدمؑ کی وفات ہوئی تو ان کے بیٹوں اور پوتوں میں چالیس ہزار آدمی تھے جنہوں نے ان کا ماتم کیا۔ آدمؑ کی نسل میں سوائے شیثؑ کی اولاد کے اور کسی بیٹے کی اولاد کے متعلق تاریخی علم نہیں ہے اس لئے کہ ان کی بالکل اولادیں نہیں ہوئیں (یا ان کا سلسلہ نہیں چلا) اس لئے وہ ابوالبشر (یعنی انسانوں کے باپ) ہیں۔

حضرت جابرؓ ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا:۔

"یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے بتلائے کہ ساری چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز کو پیدا فرمایا"؟

آنحضرت ﷺ عالم موجودات کی اصل...... آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔"

اسی میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ (اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ) تمام موجودات کی اصل ہیں۔ واللہ

حضرت آدم علیہ السلام کا چالیس سال ماتم کرنا

ابن عطیہ روایت کرتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو سال مقیم رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ جنت میں ساٹھ سال مقیم رہے، جنت کی جدائی پر ستر سال اور اپنی خطا پر بھی ستر سال روئے اور جب آپکے فرزند ہابیل قتل ہوئے **تو آپ نے چالیس سال ماتم کیا۔**

قصص الانبیاء صفحہ نمبر 37

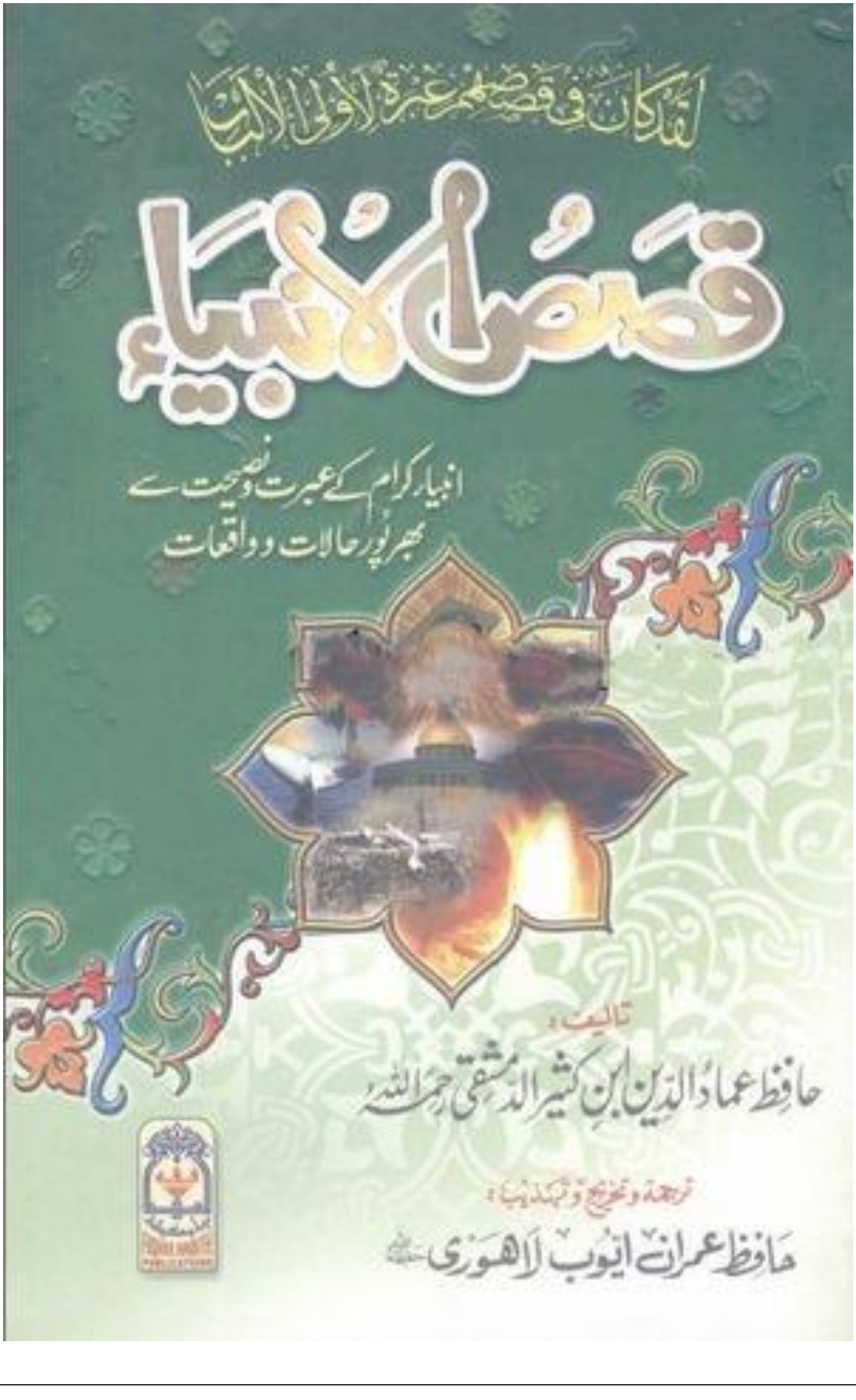

لقد کان فی قصصهم عبرة لأولی الألباب
قصص الأنبیاء
انبیاء کرام کے عبرت ونصیحت سے
بھرپور حالات وواقعات
تالیف:
حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ
ترجمہ وتخریج وتہذیب:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

علیہا السلام کو میرے پڑوس سے نکال دو۔ حضرت جبرئیل "و قلنا اھبطو بعضکم لبعض عدو و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین" کے سر سے تاج اتارا۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے ان کی جبین سے جواہر سے مرصع پٹکا کھولا حضرت آدم علیہ السلام جنتی درخت کی ایک ٹہنی میں الجھ گئے۔ سمجھے کہ شاید اسی وقت اس خطا کی سزا دی جا رہی ہے۔ سر جھکا لیا اور عفو و درگزر کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا مجھ سے بھاگنا چاہتے ہو؟ عرض کی: اے میرے مولا! اپنی خطا پر نادم و شرمندہ ہوں، اس لیے بھاگ رہا ہوں، تجھ سے بھاگ کر کہاں جاؤں گا۔

قیام جنت کا عرصہ:

ابن عطیہ روایت کرتے ہیں "حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو سال مقیم رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ جنت میں ساٹھ سال مقیم رہے، جنت کی جدائی پر ستر سال اور اپنی خطا پر بھی ستر سال روئے اور جب آپکے فرزند (ہابیل) قتل ہوئے تو آپ نے چالیس سال ماتم کیا۔" (اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

جنت سے کس مقام پر اترے:

ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکالا گیا تو آپ زمین میں "دحنا" نامی مقام پر اترے جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے۔ اور حسن سے روایت ہے کہ کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اترے اور حواء علیہا السلام جدہ میں۔ ابلیس "دستمسان" سے چند میلوں کے فاصلے پر اترا اور سانپ اصفہان میں۔ (ابن ابی حاتم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔)

سدی کا کہنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اترے اور ان کے ساتھ جنت سے حجر اسود اور جنت کے پتوں کی ایک مٹھی بھی تھی۔ آپ نے ان پتوں کو ہندوستان کی سرزمین پر بکھیر دیا تو اس سے ایک خوبصورت درخت اگ آیا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "حضرت آدم علیہ السلام صفا پر اترے اور حضرت حواء علیہا السلام مروہ پر۔" (اسے بھی ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔)

عبدالرزاق حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو انہیں تمام چیزوں کی کاریگری سکھا دی اور جنت کے پھلوں کا توشہ بھی عطا کر دیا اور فرمایا: تمہارے یہ دنیوی پھل ہیں تو جنت کے میوے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ (باسی اور خراب ہو جاتے ہیں) مگر جنتی پھلوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

مصیبت میں سر پیٹنا سنت حضرت یوسف علیہ السلام

ترجمہ:-ایک دن جبریل جناب یوسف علیہ السلام کے پاس زندان میں آئےاور خبر دی کہ آپکے باپ کی آنکھیں آپ کے غم میں بے کار ہو گئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سر پر ہاتھ مارااور کہا۔کاش میری ماں مجھے نا جنتی اور میں اپنے باپ کیلیے غم کا سبب نہ ہوتا

تفسير الرازي جلد18 صفحہ نمبر199

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

حقوق الطبع محفوظة للناشر
الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن عشر

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

بالنسبة اليه ، جارية مجرى الالقاء في النار للخليل عليه السلام ومجرى الذبح لا بنه الذبيح .

فان قيل : أليس أن الأولى عند نزول المصيبة الشديدة أن يقول (إنا لله وإنا اليه راجعون) حتى يستوجب الثواب العظيم المذكور في قوله (أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وأولئك هم المهتدون)

قلنا : قال بعض المفسرين إنه لم يعط الاسترجاع أمة إلا هذه الأمة فأكرمهم الله تعالى إذا أصابتهم مصيبة وهذا عندي ضعيف لأن قوله (إنا لله) اشارة إلى أنا مملوكون لله وهو الذي خلقنا وأوجدنا ، وقوله (وإنا اليه راجعون) اشارة إلى أنه لا بد من الحشر والقيامة ، ومن المحال أن أمة من الأمم لا يعرفون ذلك فمن عرف عند نزول بعض المصائب به أنه لا بد في العاقبة من رجوعه الى الله تعالى ، فهناك تحصل السلوة التامة عند تلك المصيبة ، ومن المحال أن يكون المؤمن بالله غير عارف بذلك .

﴿ المسألة الثالثة ﴾ قوله (يا أسفي على يوسف نداء الأسف وهو كقوله (يا عجبا) والتقدير كأنه ينادي الأسف ويقول : هذا وقت حصولك وأوان مجيئك وقد قررنا هذا المعنى في مواضع كثيرة منها في تفسير قوله (حاش الله) والأسف الحزن على ما فات . قال الليث : اذا جاءك أمر فحزنت له ولم تطقه فأنت أسيف أي حزين ومتأسف أيضا . قال الزجاج : الأصل (يا أسفي) الا أن ياء الاضافة يجوز ابدالها بالألف لخفة الألف والفتحة .

ثم قال تعالى ﴿ وابيضت عيناه من الحزن ﴾ وفيه وجهان :

﴿الوجه الأول﴾ أنه لما قال يا أسفي على يوسف غلبه البكاء ، وعند غلبه البكاء يكثر الماء في العين فتصير العين كأنها أبيضت من بياض ذلك الماء وقوله (وابيضت عيناه من الحزن) كناية عن غلبة البكاء ، والدليل على صحة هذا القول ان تأثير الحزن في غلبة البكاء لا في حصول العمى فلو حملنا الابيضاض على غلبة البكاء كان هذا التعليل حسناً : ولو حملناه على العمى لم يحسن هذا التعليل ، فكان ما ذكرناه أولى . وهذا للتفسير مع الدليل رواه الواحدي في البسيط عن ابن عباس رضي الله عنهما .

﴿ والوجه الثاني ﴾ أن المراد هو العمى قال مقاتل : لم يبصر بهما ست سنين حتى كشف الله تعالى عنه بقميص يوسف عليه السلام وهو قوله (فالقوه على وجه أبي يأت بصيرا) قيل إن جبريل عليه السلام دخل على يوسف عليه السلام حينما كان في السجن فقال إن بصر أبيك ذهب من الحزن عليك فوضع يده على رأسه وقال : ليت أمي لم تلدني ولم أك حزنا على أبي ،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بی بی سارہ کیلیے ماتم کرنا

اور سارہ کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہوئی۔ سارہ کی زندگی کے اتنے ہی سال تھے۔ اور سارہ نے قریت اربع میں وفات پائی۔ یہ کنعان میں ہے جبرون بھی کہلاتا ہے۔ ابرہام سارہ کیلیے ماتم اور نوحہ کرنے کو وہاں گیا۔

(کتاب مقدس۔ پیدائش باب 23 آیت 2، 1 پرانہ عہد نامہ)

اگر ماتم و نوحہ حرام ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر گز ایسا نا کرتے اور کر لیتے اور اگر کر لیتے تو خدا انکو روک دیتا۔

گی کیونکہ تُو نے میرا حکم مانا۔
۱۹ تب ابرہام اپنے خادموں کے پاس لَوٹ آیا اور وہ سب
بیرسبع کو روانہ ہُوئے اور ابرہام بیرسبع میں قیام کرتا رہا۔

نحور کے بیٹے

۲۰ چند دنوں کے بعد ابرہام کو یہ خبر ملی کہ مِلکاہ بھی ماں بن
چکی ہے اور اُس کے بھی تیرے بھائی نحور سے بیٹے پیدا ہُوئے ہیں'
۲۱ یعنی عُوض جو اُس کا پہلوٹھا ہے اور اُس کا بھائی بُوز، قموائیل
(جو ارام کا باپ ہے)۔ ۲۲ کِسد، حزو، فِلداس، اِدلاف اور
بیتوائیل۔ ۲۳ اور بیتوائیل سے رِبقہ پیدا ہُوئی۔ مِلکاہ کے یہ آٹھوں
بیٹے ابرہام کے بھائی نحور سے پیدا ہُوئے۔ ۲۴ نحور کی داشتہ کے
ہاں بھی' جس کا نام رُومہ تھا' بیٹے پیدا ہُوئے' جن کے نام طبخ،
جاحم، تحش اور معکہ ہیں۔

سارہ کی وفات

۲۳ سارہ کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہُوئی۔
۲ اُس نے ملکِ کنعان کے قریت اربع (یعنی
حبرون) میں وفات پائی اور ابرہام' سارہ کے لیے ماتم اور نوحہ
کرنے کے لیے وہاں گیا۔
۳ تب ابرہام اپنی بیوی کی میت کے پاس سے اُٹھ کر حِتّیوں
سے گفتگو کرنے لگا۔ اُس نے کہا: ۴ میں تمہارے درمیان پردیسی
اور اجنبی ہوں۔ تم مجھے قبرستان کے لیے اپنی کچھ زمین بیچ دو تاکہ
میں اپنے مُردہ کو دفن کر سکوں۔
۵ حِتّیوں نے ابرہام کو جواب دیا: ۶ اے بزرگ' ہماری سن۔
تُو ہمارے درمیان ایک قابلِ تعظیم سردار ہے۔ ہماری قبروں میں
سے جو بہترین ہو' اُس میں تُو اپنے مُردہ کو دفن کر۔ ہم میں سے کوئی
بھی تجھے اپنا مُردہ دفن کرنے کے لیے اپنی قبر دینے سے انکار نہ
کرے گا۔
۷ تب ابرہام اُٹھا اور حِتّیوں کے سامنے' جو اُس ملک کے
باشندے تھے' آداب بجا لایا ۸ اور اُن سے کہا: اگر تمہاری یہ مرضی
ہے کہ میں اپنے مُردہ کو دفن کروں تو میری عرض سنو اور صُحر کے بیٹے
عِفرون سے میری سفارش کرو ۹ کہ وہ مکفیلہ کا غار جو اُس کا ہے
اور اُس کے کھیت کے سرے پر ہے' مجھے بیچ دے۔ اُس سے کہو کہ وہ
اُسے قبرستان کے لیے مجھے بیچ دے۔ میں پوری قیمت ادا کروں گا
تاکہ وہ تمہارے درمیان میری مِلکیّت گنی جائے۔
۱۰ عِفرون حِتّی وہاں اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھا ہُوا تھا اور
اُس نے ان سب حِتّیوں کے روبرو جو اُس کے شہر کے پھاٹک پر
جمع تھے' ابرہام کو جواب دیا۔ ۱۱ اُس نے کہا: اَے میرے مالک!
نہیں' میری بات سُن' میں تجھے وہ کھیت دِیئے دیتا ہوں اور وہ غار
بھی جو اُس میں ہے۔ میں اپنے لوگوں کے روبرو یہ جگہ تیرے حوالہ
کرتا ہوں۔ جا اور اپنے مُردہ کو دفن کر۔
۱۲ تب ابرہام اُس ملک کے لوگوں کے سامنے ایک بار پھر
آداب بجا لایا ۱۳ اور اُن کے روبرو عِفرون سے کہا: میری سُن۔
اگر تیری مرضی ہو تو میں اُس کھیت کو خریدنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے
قیمت لے لے تاکہ میں اپنے مُردہ کو وہاں دفن کر سکوں۔
۱۴ عِفرون نے ابرہام کو جواب دیا: ۱۵ میرے مالک! میری
بات سُن۔ اُس زمین کی قیمت چاندی کے چار سو مِثقال ہے لیکن یہ
رقم میرے اور تیرے درمیان کیا ہے؟ جا! تُو اپنے مُردہ کو دفن کر۔
۱۶ ابرہام نے عِفرون کی بات مان لی اور سوداگروں میں
رائج وزن کے مطابق چار سو مِثقال چاندی اُسے دے دی جس کا
اعلان عِفرون نے حِتّیوں کی موجودگی میں کیا تھا۔
۱۷ لہٰذا عِفرون کا وہ کھیت جو ممرے کے سامنے مکفیلہ میں
تھا اور وہ غار جو اُس میں تھا تمام درختوں سمیت جو اُس کھیت میں
تھے' ۱۸ اُن سارے حِتّیوں کے سامنے جو شہر کے پھاٹک پر موجود
تھے' باقاعدہ ابرہام کی مِلکیّت قرار دِیئے گئے۔ ۱۹ اُس کے بعد
ابرہام نے اپنی بیوی سارہ کو مکفیلہ کے کھیت کے غار میں جو ملک
کنعان میں ممرے (یعنی حبرون) کے سامنے ہے' دفن کیا۔
۲۰ چنانچہ وہ کھیت اور اُس میں کا غار حِتّیوں کی طرف سے قبرستان
کے لیے ابرہام کی مِلکیت قرار دِیئے گئے۔

اِضحاق اور رِبقہ

۲۴ ابرہام اب ضعیف اور عمر رسیدہ ہو چکا تھا اور
خداوند نے اُسے ہر پہلو سے برکت دی تھی۔
۲ اُس نے اپنے گھر کے خاص خادم سے جو اُس کی سب چیزوں کا
مختار تھا' کہا: اپنا ہاتھ میری ران کے نیچے رکھ اور ۳ خداوند کی جو
آسمان اور زمین کا خدا ہے' قسم کھا کہ تُو میرے بیٹے کو کنعانیوں کی
بیٹیوں میں سے' جن کے درمیان میں رہتا ہوں' کسی سے بھی بیاہ
نہیں کرنے دے گا ۴ بلکہ میرے وطن میں میرے اپنے رشتہ داروں
کے پاس جا کر میرے بیٹے اِضحاق کے لیے بیوی لائے گا۔
۵ خادم نے اُس سے پوچھا: اگر وہاں کی کوئی عورت میرے
ساتھ اِس ملک میں آنے کو راضی نہ ہو تو کیا میں تیرے بیٹے کو اُس
ملک میں واپس لے جاؤں جہاں سے تُو آیا ہے؟
۶ ابرہام نے کہا: خبردار' تُو میرے بیٹے کو وہاں ہرگز واپس نہ

توریت میں ماتم اور نوحہ خوانی کا خدائی حکم

اے میرے بنت قوم! ٹاٹ اوڑھ اور راکھ میں لیٹ۔ اپنے اکلوتوں پر ماتم اور دلخراش نوحہ کر کیونکہ غارتگر ہم پر اچانک آئے گا۔

(کتاب مقدس۔ کتاب یرمیاہ۔ باب 6 آیت نمبر 26)

۱۷ میں نے تُم پر نگہبان مُقرّر کیے اور کہا،
نرسنگے کی آواز کو دھیان سے سُنو!
لیکن تُم نے کہا، ہم نہیں سُنیں گے۔
۱۸ اِس لیے، اَے قومو! سُنو؛
اَے گواہو، دیکھو،
کہ اُن کا حشر کیا ہو گا۔
۱۹ اَے زمین، سُن:
میں اِن لوگوں پر ایسی آفت لا رہا ہُوں،
جو خود اُن کی سازشوں کا پھل ہے،
کیونکہ اُنہوں نے میرے کلام پر دھیان نہ دیا
اور میری شریعت کو مسترد کر دیا۔
۲۰ سَبا کے لوبان
اور دُور کے ملکوں سے لائی ہُوئی خوشبودار جڑی بوٹیوں کی
مجھے کیا پروا ہے؟
تمہاری سوختنی قُربانیاں مجھے پسند نہیں؛
اور تمہارے ذبیحے مجھے خُوش نہیں کرتے۔

۲۱ اِس لیے خداوند یوں فرماتا ہے:

میں اُن لوگوں کے آگے رکاوٹیں کھڑی کروں گا۔
اور باپ اور بیٹے دونوں اُن سے ٹھوکر کھائیں گے؛
اور ہمسائے اور دوست ہلاک ہوں گے۔

۲۲ خداوند یوں فرماتا ہے:

دیکھو، شمالی ملک سے
ایک لشکر آ رہا ہے؛
زمین کے کونوں سے
ایک زبردست قوم کو اُبھارا جا رہا ہے۔
۲۳ وہ کمان اور نیزے سے مسلّح ہیں؛
وہ نہایت سنگدل اور بے رحم ہیں۔
جب وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں
تب سمندر کی گرج کی طرح شور مچاتے ہیں۔
اَے صیّون کی بیٹی، وہ جنگ کے لیے آراستہ ہو کر
تجھ پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں۔

۲۴ ہم نے اُن کے حالات سُنے ہیں،
جس سے ہمارے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔
ہم سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئے،
گویا ایک زچہ کی مانند درد میں گرفتار ہیں۔
۲۵ کھیتوں میں مت جاؤ
نہ ہی راستوں پر چلو پھرو،
کیونکہ دُشمن کے پاس تلوار ہے،
اور ہر طرف خوف چھایا ہُوا ہے۔
۲۶ اَے میرے لوگو، ٹاٹ پہنو
اور راکھ میں لیٹ جاؤ؛
جیسا اکلوتے بیٹے پر ماتم کرتے ہو
اُسی طرح دلخراش واویلا کرو،
کیونکہ غارتگر اچانک
ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔

۲۷ میں نے تجھے دھاتوں کا پرکھنے والا بنایا
اور اپنے لوگوں کو کچّی دھات،
تاکہ تُو اُن کی روشوں کو
دیکھے اور پرکھ سکے۔
۲۸ وہ سب لوگ نہایت سرکش ہیں،
جو غیبت کرتے پھرتے ہیں۔
وہ تانبا اور لوہا ہیں؛
اور سب کے سب بداطوار ہیں۔
۲۹ دھونکنیاں زور سے پھونک مار رہی ہیں
تاکہ آگ میں سیسہ پگھل کر صاف ہو جائے،
لیکن صفائی کا عمل بے سود ثابت ہُوا؛
کیونکہ شریر الگ نہ ہو پائے۔
۳۰ وہ مردُود چاندی کہلائیں گے،
کیونکہ خداوند نے اُنہیں مُسترد کر دیا ہے۔

جھوٹا مذہب فضول ہوتا ہے

۷ یہ وہ کلام ہے جو خداوند کی طرف سے یرمیاہ پر نازل
ہُوا: ۲ خداوند کے گھر کے پھاٹک پر کھڑا ہو اور وہاں
یہ پیغام سُنا دے:
اَے یہُوداہ کے سب لوگو جو خداوند کی عبادت کے لیے اِن
پھاٹکوں سے داخل ہوتے ہو، خداوند کا کلام سُنو۔ ۳ ربُّ الافواج،

مغموم اور ماتمیوں کو حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم روؤ گے اور ماتم کرو گے مگر دنیا خوش ہو گی۔ تم غمگیں تو ہو گے مگر تمہارا غم ہی خوشی بن جائے گا۔

(نیا عہد نامہ، کتاب (انجیل) یوحنا باب 16 آیت 20)

پس اگر غم منانا اور ماتم کرنا حرام ہوتا تو حضرت عیسی علیہ السلام مغموم اور ماتمیوں کو خوشی کی خوشخبری نہ دیتے۔

ہو۔ ۷ مگر میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ میرا یہاں سے رُخصت
ہو جانا تمہارے حق میں بہتر ثابت ہوگا۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو
وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا لیکن اگر میں چلا جاؤں گا تو اُسے
تمہارے پاس بھیج دُوں گا۔ ۸ جب وہ مددگار آ جائے گا تو جہاں
تک گناہ، راستبازی اور اِنصاف کا تعلّق ہے وہ دنیا کو مُجرم قرار
دے گا۔ ۹ گناہ کے بارے میں اِس لیے کہ لوگ مجھ پر ایمان نہیں
لاتے۔ ۱۰ راستبازی کے بارے میں اس لیے کہ میں واپس باپ
کے پاس جا رہا ہُوں اور تُم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ ۱۱ اور اِنصاف کے
بارے میں اِس لیے کہ اِس دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا جا چُکا ہے۔
۱۲ مجھے تُم سے اور بھی بہت کچھ کہنا ہے مگر ابھی تُم اُسے
برداشت نہ کر پاؤ گے۔ ۱۳ لیکن جب وہ "رُوحِ حق" آئے گا تو وہ
ساری سچّائی کی طرف تمہاری راہنمائی کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے
کچھ نہ کہے گا بلکہ تمہیں صرف وہی بتائے گا جو وہ سُنے گا اور مستقبل میں
پیش آنے والی باتوں کی خبر دے گا۔ ۱۴ وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا
کیونکہ وہ میری باتیں میری زبانی سُن کر تُم تک پہنچائے گا۔ ۱۵ سب
کچھ جو بھی باپ کا ہے وہ میرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا کہ
پاک رُوح میری باتیں میری زبانی سُن کر تُم تک پہنچائے گا۔
۱۶ تھوڑی دیر بعد تُم مجھے دیکھ نہ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی
دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے۔

غم اور خُوشی

۱۷ اِس پر اُس کے بعض شاگرد آپس میں کہنے لگے کہ اُس
کے یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد تُم مجھے نہ دیکھ
پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے اور یہ کہ میں
باپ کے پاس جا رہا ہُوں۔ ۱۸ چنانچہ وہ ایک دُوسرے سے پُوچھتے
رہے کہ "تھوڑی دیر" سے اُس کا کیا مطلب ہے؟ ہماری سمجھ میں تو
کچھ نہیں آتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔
۱۹ یسُوعؔ نے دیکھا کہ وہ اُس سے اِس بارے میں پُوچھنا
چاہتے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اُن سے کہا: کیا تُم آپس میں یہ پُوچھ
رہے ہو کہ میرا مطلب کیا تھا جب میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے بعد
تُم مجھے نہ دیکھ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ
لو گے؟ ۲۰ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ تُم روؤ گے اور ماتم کرو گے
لیکن دنیا کے لوگ خُوشی منائیں گے۔ تُم غمگین تو ہو گے لیکن تمہارا غم
خُوشی میں بدل جائے گا۔ ۲۱ جب کسی عورت کے بچّہ پیدا ہونے لگتا
ہے تو وہ غمگین ہو جاتی ہے، اِس لیے کہ اُس کے دُکھ کی گھڑی آ پہنچی۔
لیکن جوں ہی بچّہ پیدا ہو جاتا ہے تو اِس خُوشی کے باعث کہ دنیا میں
ایک اِنسان پیدا ہُوا ہے، وہ اپنا درد بھُول جاتی ہے۔ ۲۲ یہی حال
تمہارا ہے۔ اب تُم غمگین ہو مگر میں تُم سے پھر ملوں گا۔ تب تُم خُوشی
مناؤ گے اور تُم سے تمہاری خُوشی کوئی بھی چھین نہ سکے گا۔ ۲۳ اُس
دن تمہیں مجھ سے کوئی بھی سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں تُم
سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ اگر تُم میرا نام لے کر باپ سے کچھ مانگو گے تو
وہ تمہیں عطا فرمائے گا۔ ۲۴ تُم نے میرا نام لے کر اب تک کچھ
نہیں مانگا۔ مانگو تو پاؤ گے اور تمہاری خُوشی پُوری ہو جائے گی۔
۲۵ اگرچہ میں یہ باتیں تمہیں تمثیلوں کے ذریعہ بتاتا ہُوں
مگر وقت آ رہا ہے کہ میں تمثیلوں سے کام نہیں لُوں گا بلکہ میں اپنے
باپ کے بارے میں تُم سے صاف صاف باتیں کروں گا۔ ۲۶ اُس
دن تُم میرا نام لے کر مانگو گے اور میں وعدہ نہیں کرتا کہ میں تمہاری
خاطر باپ سے سوال کروں گا۔ ۲۷ کیونکہ باپ تو خُود تُم سے محبّت
رکھتا ہے اِس لیے کہ تُم نے مجھ سے محبّت رکھّی ہے اور تُم ایمان
لائے ہو کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہُوں۔ ۲۸ میں باپ میں
سے نکل کر دنیا میں آیا ہُوں۔ اب دنیا سے رُخصت ہو کر باپ کے
پاس واپس جا رہا ہُوں۔
۲۹ اِس پر یسُوعؔ کے شاگردوں نے اُس سے کہا: اب تُو صاف
صاف بات کر رہا ہے اور تمثیل سے کام نہیں لے رہا ہے۔ ۳۰ اب ہم
جان گئے کہ تجھے سب کچھ معلوم ہے اور تُو اِس کا محتاج نہیں کہ کوئی
تجھ سے پُوچھے ہم ایمان لاتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے آیا ہے۔
۳۱ یسُوعؔ نے اُنہیں جواب دیا: اب تو تُم ایمان لے آئے۔
۳۲ لیکن وہ وقت آ رہا ہے بلکہ آ پہنچا ہے کہ تُم سب پراگندہ ہو کر
اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔ پھر بھی میں
اکیلا نہیں ہُوں کیونکہ میرا باپ میرے ساتھ ہے۔
۳۳ میں نے تمہیں یہ باتیں اِس لیے کہیں کہ تُم مجھ میں تسلّی
پاؤ۔ تُم دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو مگر ہمّت سے کام لو۔ میں دنیا پر
غالب آیا ہُوں۔

خداوند یسُوعؔ کی دعا

۱۷ جب یسُوعؔ یہ سب کہہ چُکا تو اُس نے آسمان کی
طرف آنکھیں اُٹھا کر یہ دعا کی:

"اَے باپ! اب وقت آ گیا ہے، تُو اپنے بیٹے کا جلال ظاہر
کرتا کہ تیرا بیٹا تیرا اجلال ظاہر کرے۔ ۲ چنانچہ تُو نے اُسے تمام
اِنسانوں پر اِختیار بخشا تاکہ وہ اُن سب کو جنہیں تُو نے اُسے دیا
ہے ہمیشہ کی زندگی دے۔ ۳ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ واحد

ام المومنین بی بی ام سلمہ سلام اللہ علیھا کو ماتم کی اجازت

ترجمہ: ایک دن حضرت اُمِ سلمہ سلام اللہ علیھا نے نبی پاکؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا نبیؐ اللہ ولید ابن ولید ابن مغیرہ کا بنی مخزوم کی عورتوں نے ماتم بپا کیا ہے اور میں اس ماتم میں شرکت کے لیے آپ کی اجازت چاہتی ہوں پس رسولؐ اللہ نے اُمِ سلمہ سلام اللہ علیھا کو اجازت دے دی اور اُمِ سلمہ سلام اللہ علیھا آئیں اور روتے ہوئے اس شعر کے ساتھ ماتم کیا۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا کہ اُم المومنین نے نبی پاکؐ کو ماتم برپا ہونے کی خبر دی اور ماتم میں شرکت کی اجازت بھی طلب کی اور نبی پاکؐ نے اجازت بھی دے دی اگر ماتم کرنا حرام ہوتا تو یقینا" نبی کریمؐ ہر گز اُم المومنین کو اجازت نہیں دیتے اور اس میں جانے سے منع کرتے اور جن عورتوں نے ماتم برپا کیا تھا ان پر ناراض ہوتے کہ یہ غیر شرعی کام ہے لیکن ایسا نہیں ہوا نبی کریمؐ نے انہیں منع نہیں کیا اور اُم المومنین کو شرکت کی اجازت دے دی بی بی اُمِ سلمہ سلام اللہ علیھا نے ماتم میں شرکت ہی نہیں کی بلکہ ماتم میں نوحہ بھی پڑھا اُم المومنین کا نبی کریمؐ کی اجازت سے بزم ماتم میں شرکت کرنا ثابت ہے اور ہم دیکھیں گے کہ مُلا حضرات اس روایت کے بعد اُم المومنین پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔

مجمع الزوائد و منبع الفوائد 1-12 مع الفھارس ج 3 صفحہ نمبر 87

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان
الهيثمي المصري
المتوفى ٨٠٧هـ سنة

تحقيق

محمد عبد القادر عطا

الجزء الثالث

يحتوي على الكتب التالية:

الجنائز - الزكاة - الصيام - الحج

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-Ilmiyah
DKI
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Etablie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

Copyrighted material

اللَّهُ عَذَابًا بِمَا يَقُولُونَ»(١).

رواه أحمد، وَفِيهِ ابن لهيعة، وَفِيهِ كلام.

٦٤ – باب فيما يقال فِي الميت مما فِيهِ

٤٠٣١ – عَنْ ابن عباس، قَالَ: جعلت أم سعد تقول: وَيْلُ أُمِّ سَعْدٍ سَعْدًا جِزَامَةً وجدًّا، فَقَالَ النَّبِي ﷺ: «لا تَزِيدِينَ عَلَى هَذَا، لا تَزِيدِينَ عَلَى هَذَا، وَكَانَ والله مَا عَلِمْتُ حَازِمًا فِي أَمْرِ اللَّه قَوِيًّا فِي أَمْرِ الله».

رواه الطبراني فِي الكبير، وَفِيهِ مسلم الملائي وَهُوَ ضعيف.

٤٠٣٢ – ورواه أيضًا عَنْ محمد بن إسحاق قَالَتْ أم سعد حِينَ حمل نعشه وهي تبكيه: «وَيْلُ أُمِّ سَعْدٍ سَعْدًا جِزَامَةً وجِدًّا وَسَيِّدًا سَدَّ بِهِ مَسَدًّا» فَقَالَ النَّبِي ﷺ: «كُلُّ بَاكِيَةٍ تَكْذِبُ إِلاَّ بَاكِيَةَ سَعْدِ بنِ مُعاذٍ».

٤٠٣٣ – وَعَنْ أم سلمة أنها قَالَتْ: يَا رَسُول اللَّه، إن نساء بني مخزوم قَدْ أقمن مأتمهن على الوليد بن الوليد بن المغيرة، فأذن لها، فَقَالَتْ وهي تبكيه:

أَبْكِي الوَلِيدِ بنَ المُغِيرَة أَبْكِي الوَلِيدِ بنَ الوَلِيدِ أَخَا العَشِيرَة

رواه الطبراني فِي الصغير والأوسط، وَفِيهِ ثابت أبو حمزة الثمالي، وَهُوَ ضعيف(٢).

٦٥ – باب فيمن ضرب الخدود وغير ذَلِكَ

٤٠٣٤ – عَنْ أبي هريرة، قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّه ﷺ: «ليس منا من ضرب الخدود، وشق الجيوب، ودعا بدعوى الجاهلية»(٣).

رواه الطبراني فِي الأوسط، وَفِيهِ عبد اللَّه بن عبد القدوس، وَفِيهِ كلام، وَقَدْ وثق.

٤٠٣٥ – وَعَنْ جابر، قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّه ﷺ: «ليس منا من حلق وَلاَ سلق، وَلاَ خرق»(٤).

رواه البزار، ورجاله ثقات، ورواه أبو يعلى أيضًا.

---

(١) أخرجه أحمد في المسند (٦٦/٦)، وأورده المصنف في زوائد المسند برقم (١١٨٥).
(٢) أخرجه الطبراني في الأوسط برقم (٦٧٥٣).
(٣) أخرجه الطبراني في الأوسط برقم (٢١٤٣).
(٤) أورده المصنف في كشف الأستار برقم (٨٠١)، وقال البزار: لا نعلمه رواه إلا البصريون حماد ابن زيد وعباد بن عباد وغيرهما.

Copyrighted material

يزيد القسري، ثنا ثابت أبو حمزة الثمالي، عن أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين، عن أم سلمة، أنها قالت:

يا رسول الله! إن نساء بني مخزوم قد أقمن مأتمهن على الوليد بن الوليد بن المغيرة، فأذن لها، فقالت: ــ وهي تبكيه ــ

أبكي الوليد بن الوليد بن المغيرة، أبكي الوليد بن الوليد أخا العشيرة.

لا يروى عن أم سلمة، إلا بهذا الإسناد، تفرد به هشام.

[١٢٥٩] ــ حدثنا أحمد بن زهير، ثنا أبو كريب، ثنا إبراهيم بن يوسف / بن أبي إسحاق، عن أبيه، عن أبي إسحاق، عن أبي ميسرة، ١١٠ ح

أن أسامة بن زيد لما قدم(١) لم يأت النبي ﷺ أياماً، ثم أتاه، فلما نظر إلى النبي ﷺ [(٢)بكى]، فقال له: غبت عنا ما غبت ثم جئت تحزننا.

لم يروه عن أبي إسحاق، إلا يوسف.

[١٢٦٠] ــ حدثنا محمد بن معاذ الحلبي، نا موسى بن إسماعيل، ثنا بشار بن عبد الملك، حدثتني أم حكيم، قالت: سمعت أم إسحاق تقول:

= تخريجه: أخرجه الطبراني في الصغير (٢/٨٢) والأوسط (٢ ل ١٢٢) وقال الهيثمي في المجمع (٣/١٥) وفيه ثابت أبو حمزة الثمالي ــ وهو ضعيف.
قلت: وفيه ــ أيضاً ــ خالد بن يزيد القسري وهو ضعيف.

[١٢٥٩] ــ تراجم رجال الإسناد:
• أحمد بن زهير، تقدم حديث ١٢.
• إبراهيم بن يوسف بن إسحاق بن أبي إسحاق السبيعي، صدوق يهم مات سنة ١٩٨

ام المومنین، حضرت ام سلمیٰ نے ولید ابن مغیرہ کے ماتم میں شامل ہونے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرنا

في مظانه.

[١٢٦٠] ــ تراجم رجال الإسناد:
• محمد بن معاذ الحلبي، تقدم حديث ٣٣. =

(١) في (طس): بعد قدم زيادة «النبي ﷺ».
(٢) ساقط من (طس).

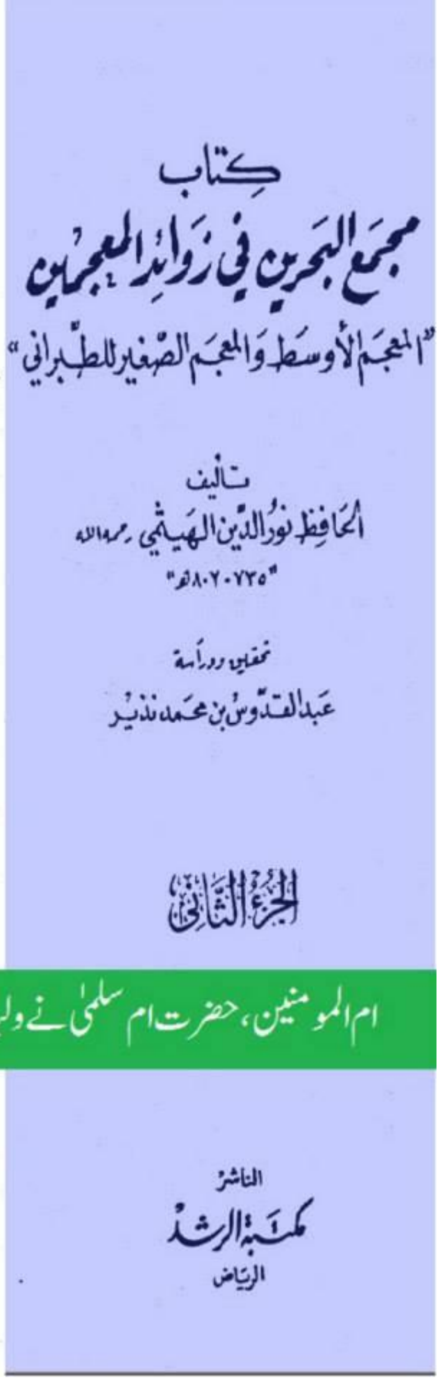

ران پیٹنا سنت نبی ﷺ

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹے اس حال میں کہ اپنی ران کو پیٹ رہے تھے۔

(صحیح البخاری جلد دوم صفحہ نمبر 241)

شارح ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وقت افسوس ران پیٹنے کا جواز ہے۔ ملا حضرات ران پیٹنے کے عمل کے باطل ہونے کو فتوی دیتے ہیں۔ تو بتائیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب ران پیٹی تو حضور ﷺ کے عمل کا کیا ہوا؟ رسول اللہ شریعت کے بادشاہ ہیں اور انحضرت ﷺ کا ران پیٹنے کا ذکر کتب اہلیسنت میں موجود ہے۔ صحیح البخاری کی ہر حدیث کو اہلسنت حضرات من حیث السند صحیح مانتے ہیں۔ جب شریعت کا بادشاہ خود ران پیٹ رہا ہے تو پھر اگر شیعہ غم امام حسین علیہ السلام میں ماتم کریں، ران پیٹیں تو ان کے عمل کیوں باطل ہوں گیں بلکہ جو آل محمد ﷺ سے بغض رکھتے ہیں اور درجہ نفاق پر فائز ہیں عمل انکے باطل ہیں۔

[illegible]

صحیح بخاری

جلد دوم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام البستوی رحمہ اللہ
حضرت العلام مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْلَةً لِلصَّلَاةِ

کے لئے جگانے آئے تھے۔

١١٢٦- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ، مَا ذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ، مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ.

[راجع: ١١٥]

(١١٢٦) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' انہیں عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں معمر نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں ہند بنت حارث نے اور انہیں ام سلمہ ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات جاگے تو فرمایا سبحان اللہ! آج رات کیا کیا بلائیں اتری ہیں اور ساتھ ہی (رحمت اور عنایت کے) کیسے خزانے نازل ہوئے ہیں۔ ان حجرے والیوں (ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن) کو کوئی جگانے والا ہے افسوس! کہ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

١١٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَقَالَ: ((أَلَا تُصَلِّيَانِ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا. فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

[أطرافه في: ٤٧٢٤، ٧٣٤٧، ٧٤٦٥].

(١١٢٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبردی' کہا کہ مجھے حضرت زین العابدین علی بن حسین نے خبردی اور انہیں حضرت حسین بن علی ؓ نے خبردی کہ علی بن ابی طالب ؓ نے انہیں خبردی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ ؓ کے پاس آئے' آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں' جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپؐ ران پر ہاتھ مار کر (سورۂ کہف کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ ﴿وکان الانسان اکثر شئی جدلا﴾

تشریح: یعنی آپؐ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ ؓ کو رات کی نماز کی طرف رغبت دلائی لیکن حضرت علی ؓ کا عذر سن کر آپ چپ ہو گئے۔ اگر نماز فرض ہوتی تو حضرت علی ؓ کا عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ جاتے ہوئے تأسف کا اظہار ضرور کر دیا۔

مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں کہ حضرت علی ؓ کا جواب فی الحقیقت درست تھا مگر اس کا استعمال اس موقع پر درست نہ تھا کیونکہ دنیادار کو تکلیف ہے اس میں نفس پر زور ڈال کر تمام اوامرالٰہی کو بجالانا چاہئے۔ تقدیر پر تکیہ کر لینا اور عبادت سے قاصر ہو کر بیٹھنا اور

ران پیٹنا سنت علی علیہ السلام

جب بی بی عائشہ کو شکست ہوئی اور امیر المومنین علی علیہ السلام نے مقتولین کی لاشوں کو دیکھا تو اپنی ران پیٹنی شروع کر دی۔

(تحفہ اثنا عشری، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، صفحہ نمبر 638)

جب کہ یہ ملا حضرات فتوی لگاتے ہیں کہ ران پیٹنے سے عمل باطل ہو جاتے ہیں۔ اگر اسے درست مان لیا جائے تو کیا حضرت آدم علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی علیہ السلام کا کوئی عمل باقی نہ رہا۔

کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا ایک جواب شیعوں نے نزہتہ اثنا عشریہ 12 جلدوں میں شائع کیا اور دوسرا جواب عبقات الانوار 16 جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس کے باوجود اس کتاب کو قاضی جی کتاب لاجواب کہتے ہیں۔ ناانصافی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اسی تحفے سے ہم نے مولا علی علیہ السلام کے ماتم کرنے کو ثابت کیا ہے ہو سکتا ہے کہ اب یہ لوگ کہہ دیں کہ تحفہ ہماری معتبر کتاب نہیں ہے۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفہ اثنا عشریہ

اردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف و علماء اور ان کی کتابیں و احادیث اور ان کے راویوں کے حالات۔ ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں اُن کے عقائد اُن کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابۂ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال۔ اُن کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور ہفوات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

www.KitaboSunnat.com

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافرخانہ۔ کراچی ۱

اعتراض ۔ (۶) خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا قَطُّ وَلٰکِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کسی کے حال پر مجھ کو غیرت نہیں آئی حالانکہ میں نے ان کو بالکل نہیں دیکھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔

جواب ۔ غیرت اور رشک تو عورتوں کا طبعی تقاضا ہے! اور طبعی تقاضے پر کوئی گرفت نہیں۔ ہاں غیرت و رشک کی بنا پر کوئی قول و فعل خلاف شرع سرزد ہو تو البتہ گرفت کا موقعہ ہوتا ہے۔

حدیث صحیح میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی کے گھر میں تھے کہ ایک دوسری زوجۂ محترمہ نے آپ کے لئے عمدہ کھانا تیار کرکے بھجوا دیا مگر ان محترمہ نے غیرت کے مارے خادمہ سے طشت لے کر زمین پر پٹخ دیا کہ طشت تو ٹوٹا ہی کھانا بھی بکھر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کی حرمت کے لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بنفس نفیس خود اٹھے اور کھانا چننے لگے، ساتھ ہی یہ بھی فرماتے جاتے، غارت امکم۔ مگر اس کے علاوہ نہ ان محترمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ فرمایا نہ ناراض ہوئے۔ جب اس معاملہ میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی محترمات کے ساتھ یہ سلوک و معاملہ ہے ایسے غیرے کو حق کہاں پہنچتا ہے کہ ان امہات محترمات رضی اللہ عنہن کو اعتراض کا نشانہ بنائے۔ اور اپنی عاقبت خراب کرے!

کتب امامیہ میں تو ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق یہ درج ہے کہ انہوں نے ائمہ کے معاملہ میں حسد و رشک کا اظہار فرمایا، تو ان کے مقابلہ میں بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ غیرت کیا وزن رکھتی ہے۔ اور کیسے اس پر یہ لوگ اعتراض کر سکتے ہیں۔

اعتراض ۔ (۷) حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا، آخر عمر میں فرمایا کرتی تھیں قَاتَلْتُ عَلِیًّا وَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ میں علی (رضی اللہ عنہ) سے لڑ پڑی۔ اور میری خواہش ہے کہ میں بھولی بسری بات ہوتی!

جواب ۔ ان الفاظ سے کوئی روایت بطریق صحیح منقول نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یوم جمل کی یاد جب بھی آتی، آپ بے اختیار اتنا روتیں کہ چادر مبارک آنسوں سے تر ہو جاتی۔ یہ رونا اس بنا پر ہوتا کہ کاش میں نکلنے میں جلدی نہ کرتی، پہلے حالات کی تحقیق کیوں نہ کرلی، غور و فکر کیوں نہ کیا۔ کہ اتنا زبردست المیہ پیش آگیا۔ اگر یہ اپنی لکھی ہوئی بات منوانے پر اتنے مصر تو اہل سنت کی معتبر، صحیح اور مستند کتابوں کی بات بھی تو سنیں اور اسے قبول کریں جن میں ایسے ہی الفاظ جناب علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ جب ام المومنین رضی اللہ عنہا کے لشکر کو ہزیمت ہو گئی اور دونوں طرف کے کافی لوگ ہلاک و شہید ہو گئے تو آپ جب مقتولین کی لاشوں کے ملاحظہ کے لئے گئے تو اپنے زانو پیٹ پیٹ کر یہ فرما رہے تھے، یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ (اے کاش میں اس سے پہلے مر کر بھولی بسری بات کیوں نہ ہو گیا)۔ اگر جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایسا فرمایا بھی ہو تو وہ اسی قبیل سے ہوگا۔ اور حیاں مقصد انصاف پسندی، اور رجوع بحق ہو وہاں طرفین سے اسی قسم کے احساسات ندامت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو باہم مرتبہ شناسی پر مبنی ہوتا ہے!

کیا یہ تعجب اور دکھ کی بات نہیں کہ ایسے قابل قدر جذبات و احساسات کو بھی یہ لوگ مطاعن میں شمار کرتے ہیں۔

اعتراض ۔ (۸) کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اپنے والد اور ان کے دوست حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا مقبرہ بنا دیا۔

جواب ۔ کتب اہل سنت میں جو احادیث صحیحہ مروی و منقول ہیں ان سے ثابت ہے کہ گاہ بصراحت گاہ باشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین خبری دی ہے کہ یہ دونوں محترم حضرات آپ کے جوار میں مدفون ہوں گے! چنانچہ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین وہاں پاگئی تو جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ران پیٹنا سنت صحابہ

معاویہ بن حکم سلمی بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص کو چھینک آئی۔ میں نے اسے یرحمک اللہ کہا تو قوم نے مجھے گھورا، میں نے ان سے کہا کہ تم مجھے کیوں گھورتے ہو تو صحابہ کرام نے اپنی رانوں کو پیٹا۔

السنن الکبری للبیهقي - ج2 صفحہ نمبر 354
لسنن الکبری للنسائي حصہ اول صفحہ نمبر 297

قارین ران پیٹنے کے عمل کو باطل قرار دینے والے صحابہ کے عمل کا بھی خیال رکھیں۔ صحابی ران پیٹتے ہے کیونکہ ان کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ صحابہ کسی فعل پر اعتراض نہیں کرتے خواہ اچھا ہو یا برا اور شیعوں کے ہر فعل پر اعتراض کرتے ہیں خواہ وہ اچھا فعل ہی کیوں نہ ہو۔ اگر صحابہ کرام کے اعمال ماتم کرنے سے باطل نہیں ہوتے بیچارے شیعوں کے اعمال امام حسین علیہ السلام میں ماتم سے کیسے باطل ہو سکتا ہیں۔

السنن الكبرى

للإمام
أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي
المتوفى سنة ٤٥٨ هـ

تحقيق
محمد عبد القادر عطا

الجزء الثاني

المحتوى

تتمة كتاب الصلاة

* * *

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٣٣٤٩ ـ وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وأبو بكر القاضي، وأبو عبد الله إسحاق بن محمد بن يوسف السوسي، قالوا: ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أبو عتبة أحمد بن الفرج الحجازي، ثنا محمدبن حمير، ثنا الأوزاعي، عن يحيى بن أبي كثير، عن ابن أبي ميمونة، عن عطاء بن يسار، حدثني معاوية بن الحكم السلمي، قال: بينا أنا مع

(١) في جـ: «وجد علي أني أبطأت عليه».

Copyrighted material

رسول الله ﷺ في الصلاة إذ عطس رجل من القوم فقلت: يرحمك الله فحدقني القوم بأبصارهم، فقلت: واثكل أمياه ما لكم تنظرون إلي، قال: فضربوا بأيديهم على أفخاذهم قال: فلما رأيتهم يسكتوني لكني سكت، قال: فلما فرغ رسول الله ﷺ من الصلاة دعاني فبأبي وأمي رسول الله ﷺ ما رأيت معلماً قبله ولا بعده أحسن تعليماً منه والله ما كهرني ولا ضربني ولا سبني قال: «إن صلاتنا هذه لا يصلح فيها شيء من كلام الناس إنما هو التكبير والتسبيح وتلاوة القرآن».

أخرجه مسلم من حديث الأوزاعي.

٣٣٥٠ ـ أخبرنا أبو علي الروذباري، أنبأ أبو بكر محمد بن بكر، ثنا أبو داود، ثنا محمد بن يونس النسائي، ثنا عبد الملك بن عمرو، ثنا فليح، عن هلال بن علي، عن عطاء بن يسار، عن معاوية بن الحكم السلمي، قال: لما قدمت على رسول الله ﷺ علمت أموراً من أمور الإسلام، فكان فيما علمت أن قيل لي: إذا عطست فاحمد الله وإذا عطس العاطس فحمد الله فقل يرحمك الله، قال: فبينا أنا قائم مع رسول الله ﷺ في الصلاة إذ عطس رجل فحمد الله فقلت: يرحمك الله رافعاً بها صوتي فرماني الناس بأبصارهم حتى احتملني ذلك، فقلت: ما لكم تنظرون إلي بأعين شزر، قال: فسبحوا، فلما قضى

كتاب

السنن الكبرى

للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي

المتوفى سنة ٣٠٣هـ

قدم له

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

أشرف عليه

شعيب الأرنؤوط

حققه وخرج أحاديثه

حسن عبد المنعم شلبي

بمساعدة مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

عن أبي هُريرةَ، أنَّ أعرابياً دخل المسجدَ، فَصَلَّى ركعتَيْنِ، ثم قال: اللهُمَّ ارحمني ومحمداً، ولا تَرْحَمْ معنا أحداً، فقال رسولُ الله ﷺ: «لقد تَحَجَّرْتَ واسِعاً»(1).

[المجتبى: ٣/١٤، التحفة: ١٣١٣٩].

١٠٠ـ نسخُ ذلك وتحريمه

٥٦١ـ أخبرنا إسحاقُ بنُ منصور، قال: أخبرنا محمدُ بن يوسفَ، قال: حدثنا الأوزاعيُّ، قال: حدثني يحيى بنُ أبي كثير، عن هلالِ بنِ أبي ميمونةَ، قال: حدثني عطاءُ بن يسار

عن معاويةَ بنِ الحكم السُّلَميِّ، قال: بينا أنا مَعَ رسولِ الله في الصَّلاة، إذ عَطَسَ رَجلٌ مِن القوم، فقلتُ: يَرْحَمُكَ الله، فحدَّقني(2) القومُ بأبصارهم، فقلتُ: واثُكْلَ أُمِّيا، مالكم تنظرون إليَّ؟ قال: فَضَرَبَ القومُ بأيديهم على أفخاذهم، فلما رأيتهم يُسَكِّتوني، لكني سكتُّ(3)، فلما انصرفَ رسولُ الله ﷺ، دعاني ـ بأبي وأُمي هو ـ ما ضَرَبَني ولا كَهَرَني ولا سَبَّني، ما رأيتُ معلِّماً قبلَه ولا بعدَه أحسنَ تعليماً منه، قال: «إنَّ صلاتَنا هذه لا يَصْلُحُ فيها شيءٌ مِن كلامِ النَّاس، إنما هي التسبيحُ والتكبيرُ وتلاوةُ القُرآن» قال(4): ثم اطَّلعتُ غُنَيمةً لي فذكرتُ(5)... الحديثَ مختصرٌ(6).

[المجتبى: ٣/١٤، التحفة: ١١٣٧٨].

---

(١) أخرجه أبو داود (٣٨٠)، والترمذي (١٤٧).

وسيأتي برقم (١١٤١)، وانظر ما قبله.

وهو في «مسند» أحمد (٧٢٥٥).

(٢) في (ت) و(ز): «فحذفني».

(٣) وقع في الأصلين: «لكني ما سكت» وزيادة «ما» لا معنى لها، وسيأتي عند المصنف دونها، وكذلك هي في مصادر التخريج.

(٤) ليست في (ت) و(ز).

(٥) في (ت) و(ز): «فذكر».

(٦) أخرجه البخاري في «خلق أفعال العباد» (٢٦) و(٦٩) و(٧٠)، ومسلم (٥٣٧) و٤/صفحة ١٧٤٩، وأبو داود (٩٣٠) و(٣٢٨٢) و(٣٩٠٩).

وسيأتي برقم (١١٤٢) و(٨٥٣٥).

وهو في «مسند» أحمد (٢٣٧٦٢)، وابن حبان (١٦٥) و(٢٢٤٧) و(٢٢٤٨).

وفي الحديث خبر الجارية التي لطمها، وقد رواه بعضهم مطولاً وبعضهم رواه مفرقاً.

صحابی کاماتم روزہ ٹوٹنے پر

سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے سینے کو پیٹتا ہوا اور بال نوچتا ہوا اور کہتا تھا کہ ہلاک ہوا وہ شخص جو نیکیوں سے دور ہے۔ تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہوا بولا میں نے صحبت کی اپنی بیوی سے رمضان کے روزے میں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا: بیٹھ جائو۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش ہوا۔ فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند تو کوئی بھی نہیں۔ فرمایا: خود کھالو اور اسکے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔

(موطاامام مالک، کتاب الصیام، صفحہ نمبر 242)

یہ سینہ کوبی حضور ﷺ کے سامنے ہوئی۔امر ممنوع سے روکنا حضور ﷺ کا فرض ہے۔لہذا ثابت ہوا کہ مزہبی نقصان پر اس قسم کا مظاہرہ جائز ہے۔اگر امر دنیا ہوتا تو حضور ﷺ منع فرما دیتے۔شہادت مولا امام حسین علیہ السلام بھی امر دین ہے اس میں کیوں نا ماتم کیا جائے اور اسکی اہمیت کو ظاہر کیا جائے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

احادیثِ نبویہ کا اوّلیں جامع اور مستند مجموعہ

مؤطا امام مالک (مکمل) علیہ الرحمۃ

مجلد

تصنیف

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

متوفی ۱۷۹ھ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

نظر ثانی و تخریج

محمد نواز نظامی

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

ف: جب رمضان کا روزہ توڑنے والا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر محتاج تو کوئی بھی نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم ریزی کرتے ہوئے فرمایا: انہیں تم کھا لو۔ یہ ساری گفتگو کفارے کے متعلق ہو رہی تھی اور حبیب پروردگار نے کفارہ یوں ادا کروایا کہ دو اڑھائی من کھجوریں الٹی اسی شخص کو کھلا دیں۔ لیکن اس کے باوجود مولوی وحید الزمان خان صاحب نے خدائے قادر مطلق کے خلیفۂ اعظم، محبوب اکرم ﷺ کی خصوصیت کو چھپانے اور خدا کے عطا فرمودہ اختیار کو مٹانے کی غرض سے لکھا ہے: ''پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا'' (ص ۲۹۱)۔ یہ حدیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخر میں ہے: ''قال اذهب فاطعمه اهلک'' فرمایا کہ جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کله انت وعيالک فقد کفر الله عنک'' تم اور تمہارے اہل و عیال انہیں کھا لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا (دارقطنی) نیز ارشاد فرمایا ''کل انت وعيالک تجزئک ولا تجزی احدا بعدک'' یعنی تم اور تمہارے بال بچے کھا لیں، تمہیں کفارے سے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی دوسرے کے لیے کافی نہ ہوگا' امام ابن شہاب زہری سے مروی ہے ''انما کان هذه رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلک اليوم لم يکن له بد من التکفير'' یہ خاص اسی شخص کے لیے اجازت تھی۔ آج کوئی ایسا کرے تو اسے کفارے کے بغیر چارہ نہیں (ابوداؤد) علامہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اس موقف کی بات بھی کر ہی دیتے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی اس خصوصیت کو بیان کرنے والوں میں انہیں ایک بھی محقق نظر نہیں آیا؟

۳۳۵- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِیِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَضْرِبُ نَحْرَهٗ وَيَنْتِفُ شَعْرَهٗ، وَيَقُوْلُ هَلَکَ الْاَبْعَدُ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَاکَ؟ فَقَالَ اَصَبْتُ اَهْلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فِیْ رَمَضَانَ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تُهْدِیَ بُدْنَةً؟ قَالَ لَا. قَالَ فَاجْلِسْ. فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَقِ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّیْ. فَقَالَ کُلْهُ وَصُمْ يَوْمًا مَکَانَ مَا اَصَبْتَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ سینے کو کوٹتا اور بالوں کو نوچتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں تو بری طرح ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ہوا کیا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ رمضان کا روزہ رکھ کر میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا کہ حرم کی قربانی کے لیے ایک اونٹ یا گائے بھیج سکتا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش ہوا۔ فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند تو کوئی بھی نہیں۔ فرمایا: خود کھا لو اور اس کے بدلے

Presented by www.ziaraat.com

Copyrighted material

میں ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔

مصیبت کے وقت ماتم کرنااور سر پیٹنا حضرت عمر کی سنت

ترجمہ: جب حضرت عمر کو نعمان بن مقرن کی موت کی خبر سنای گی تو سر پر ہاتھ مارااور چیخ ماری-

(یااسفا علی النعمان)

العقد الفرید-ج 3 صفحہ نمبر 191

قادری صاحب اپنے رسالے کے ص ۴ پر لکھتے ہیں کہ ماتم کی ابتدا معلم الملکوت نے کی اور اس کی تقلید رافضیوں نے کی اور پہلے اسکی تقلید یزید نے کی۔ قادری صاحب اس تقلید میں رافضیوں سے پہلے آپ کے بزرگ داخل ہو چکے تھے۔

تشریح: آج کل کے بعض ملاؤں نے اسلام کا بیڑا غرق کر کے اپنے پیروکاروں کو گمراہ کر دیا ہے اور ان کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اب وہ بیچارے کہاں جائیں، کیونکہ مسجد ملاّ ٹکی خور کو انھوں نے سر براہ بنادیا ہے۔ وہ ملاّ شیعوں کو ابلیس کا طعنہ دے رہے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچا کہ اس طعنے کی زر میں ان کے اپنے بڑے بڑے بزرگ بھی آجائیں گے۔ ہمیں اس ملاً سے تو اتنا گلہ نہیں ہے، جتنا کہ اس کتابچے پر تقریظ لکھنے والے نام نہاد محققین سے گلہ ہے۔ یا تو ان بیچاروں نے کتاب پڑھنے کی زحمت نہیں کی ہو گی اور ایسے ہی تقریر لکھ ڈالی اور اگر پڑھ کر لکھی ہے تو حضرت عمر کی ہتک

کے مرتکب ہوئے ہیں اہلسنت برادران کو چاہیے کہ شیعہ حضرات پر اعتراض کرنے سے پہلے اس کتاب کی تصدیق کرنے والوں سے پوچھیں کہ آپ نے حضرت عمر کی نمک حرامی کیوں کی ہے؟ جب حضرت عمر عمل کر رہے ہیں تو آپ نے اس عمل کی مخالفت کیوں کی اگر حضرت عمر کا نعمان بن مقرن پر ماتم کرنا کوئی جرم نہیں تو پھر شعیہ حضرات امام حسینؑ کا ماتم کر کے رسولؐ اللہ کو پُرسادیں تو جرم کیسے ہے؟ عجیب انصاف ہے کہ اہلسنت کی معتبر کتب سے ہم نے حضرت عمر کا ماتم کرنا ثابت کیا ہے ماتم کہ مخالفین کے لیے بس اتنا لکھنا کافی ہے کہ الزام شیعہ کو دیتے ہیں قصور خود ان کا نکل آیا ہے وفاتِ نبیؐ پر عورتوں نے اپنے رخسار پیٹ پیٹ کر سرخ کر لیے ترجمہ: نبیؐ کریم نے اپنے بستر پر وفات پائی اور حضورؐ کے ارد گرد جو عورتیں بیٹھی تھیں پس انھوں نے پیٹ کر اپنے منہ سرخ کر لیے تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ نبی پاکؐ کی وفات پر مدینے کی عورتوں نے اپنے منہ سرخ کر لیے تھے ماتم کو تقلید یزید کہنے والے زرا غور کریں کہ یہ سب عورتیں کس کے خاندان کی تھیں؟

العقد الفريد

تأليف

الفقيه أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي
المتوفى سنة ٣٢٨هـ

بتحقيق

دكتور
عبد المجيد الترحيني

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

Copyrighted material

النبي ﷺ وباكيات من الأنصار:

ومر النبي ﷺ بنسوة من الأنصار يبكين ميتاً فزجرهنّ عمر، فقال لـه النبي ﷺ: «دعهنّ يا عمر، فإن النفسَ مصابة، والعينَ دامعة والعهدَ قريب».

النبي ﷺ وباكيات قتلى أحد:

ولما بكت نساء أهل المدينة على قتلى أُحُد قال النبي ﷺ: «لكن حمزة لا باكيةَ له ذلك اليوم!» فسمع ذلك أهل المدينة، فلم يقم لهم مأتم إلى اليوم إلا ابتدأن فيه البكاء على حمزة.

وقال النبي ﷺ: «لولا أن يشُقَّ على صفية، ما دفنته حتى يُحْشَرَ من حواصل الطير وبُطُون السباع.

ابن الخطاب حين نعى إليه ابن مقرن:

ولما نعى النعمان بن مُقَرِّن إلى عمر بن الخطاب وضع يده على رأسه وصاح: يا أسَفا على النعمان.

ابن الخطاب حين نعى إليه زيد:

ولما استشهد زيد بن الخطاب باليمامة، وكان صحبه رجل من بني عدي بن كعب؛ فرجع إلى المدينة، فلما رآه عمر دمعت عيناه وقال:

وخلّفْتَ زَيداً ثاوياً وأتيْتَني![1]

وقال عمر بن الخطاب: ما هبت الصَّبا إلا وجدتُ نسيمَ زيد.
وكان إذا أصابته مصيبة قال: قد فقدت زيداً فصبرتُ.

---

(١) ثوى: أقام واستقر.

کتاب عقد الفرید اور اس کے مؤلف فقیہ احمد بن محمد عبد ربہ کی توثیق

اس کتاب پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ شیعہ کتاب ہے جبکہ خود اہلیسنت نے اسے مالکی مذہب کہا ہے۔

الیان سرکیس اس کو مالکی لکھتا ہے

ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم القرطبیّ الاندلسی المالکی

معجم المطبوعات جلد 1 ص 162

علامہ ذرکلی نے اس کو "امام" کہا ہے

الاعلام جلد 1 صفحہ 207

امام ابن خلکان لکھتا ہے کہ

اس کی تصنیف عقد الفرید بہت فائدہ مند ہے اور اس میں ہر قسم کی چیزوں کا علم ہے۔

وفیات الاعیان جلد 1 صفحہ 110

ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ عقد الفرید اہل سنت کی معتبر کتاب ہے اور اس کا مصنف مالکی المذہب ہے۔

معجم

المطبوعات العربيّة والمعرّبة

وهو شـــامل لاسماء الكتب المطبوعة

في الاقطـار الشرقيـة والغربيـة

مع ذكر اسماء مؤلفيها ولمعة من ترجمتهم وذلك من يوم ظهور الطباعة الى نهاية

السـنة الهجرية ١٣٣٩ الموافقة لسـنة ١٩١٩ ميلادية

الجزء الاول

جمعه ورتبه

يوسف اليان سركيس

يطلب من مكتبة

يوسف اليان سركيس واولاده — بشارع الفجالة رقم ٥٣ بمصر

مطبعة سركيس بمصر

١٣٤٦ هـ — ١٩٢٨ م

الفخر التوزرى وأجاز له ابن النجارى وغيره من أهل الشام ومصر والعراق . وبرع وأفتى ومهر في علم الفرائض والحساب والجبر والمقابلة والهندسة والمساحة وغير ذلك . اشتغل في اول عمره بعد التفقه بالكتابة والاعمال الديوية مدة ثم ترك ذلك وأقبل على العلم فلازمه مطالعة وكتابة وتدريساً وتصنيفاً وأشغالاً وافتاءاً الى حين موته . مات ببغداد ودفن بمقبرة الامام احمد

مراصد الاطلاع (على) في أسماء الامكنة والبقاع

وهو مختصر معجم البلدان لياقوت الرومي . أما في فهرست دار الكتب العربية المحفوظة بالكتبخانة جزء ٥ ص١٤٦ فقد كتب انه لياقوت الحموى . وفي كشف الظنون طبعة أوروبا جزء ٥ ص ٦٢٥ بعد أن ذكر كتاب معجم البلدان لياقوت قال ومختصره لصفى الدين عبد المؤمن طبع بإعتناء الاستاذ جوينبول جزء ٤ ليدن٦٤ / ١٨٥٠ وطبع جزء واحد منه سنة ١١٦٨ هـ ص ٩٠٠ في باتافيا .وطبع موسوماً بمراصد الاطلاع في معرفة الامكنة والبقاع للعلامة الجهبذ ياقوت الحموى الرومى طبع حجر في العجم ١٣١٥ ص ٤٢٩

ابن عبد الحكم « عبد الله »

(١٥٥ _ ١٤٢)

ابو محمد عبد الله بن عبد الحكم ويكنى ابا عثمان بن اعين ابن ليث بن رافع الفقيه المالكي المصرى

كان اماماً صادقاً عاقلاً حكيما وكان من ذوى الاموال . له جاه عظيم وقدر كبير وهو من أجلة اصحاب الامام مالك واعلمهم بمختلف قوله . عقد على مذهبه وفرع على اصوله ثم افضت اليه الرئاسة بمصر وبلغ بنو عبد الحكم بمصر من الرفعة والتقدم ما لم يبلغه أحد . وكان صديقا للامام الشافعى . له تصانيف كثيرة في الفقه وغيره .طبع له حديثا :

« سيرة عمر بن عبد العزيز » — رواية ابن ابي عبد الله محمد نسخها وصححها احمد عبيد الدمشقي وطبعت بالمط الرحمانية بمصر ١٩٢٧ (١)

ابن عبد الحكم « عبد الرحمن »

(٢٥٧) (٠)

أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الحكم القرشي المصرى

عالم فاضل من مؤرخي الديار المصرية _ عنه أخذ الجلال السيوطي في حسن المحاضرة والمقريزى في الخطط وهو ابن عبد الله بن عبد الحكم المذكور قبلاً اشتهر بتاريخه :

فتوح مصر والمغرب — الجزء الاول فتوح مصر بإعتناء الاستاذ كارل وفيه بحث باللغة اللاتينية غوطا ١٨٥٨ _ الجزء الثاني فتوح المغرب بإعتناء جون هريس غوطا _ لندن ١٨٥٨ وطبع بمصر بمط المجمع العلمي الفرنساوى قطعة من هذا الكتاب بإعتناء هنرى ماسه سنة ١٩١٤ (المتن العربي ص ٨٢)

وطبع الكتاب كله حديثاً _ أنظر جامع التصانيف الحديثة الجزء الاول رقم ١٧١

ابن عبد ربه

(٢٤٦ _ ٣٢٨) (٠٠)

ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربه بن حبيب بن حدير ابن سالم القرطبي الاندلسي المالكي

قال ابن الفرضى: عالم الاندلس بالاخبار والاشعار واديبها وشاعرها . كتب الناس تصنيفه وشعره . توفي بقرطبة وفي جذوة المقتبس أن مولده في مالقه

العقد الفريد — قال مؤلفه قد نظرت في بعض الكتب الموضوعة فوجدتها غير متفرقة في فنون الاخبار

---

(١) أنظر جامع التصانيف الحديثة الجزء الثاني رقم ٥٨

(٠) في الطبعة الحجرية ١ _ ١٣٤ و ١٣٦

(٠٠) يتيمة الدهر ١ _ ٤١٢ معجم الادباء ٢ _ ٦٧ ابن خلكان ١ _ ٣٩ بغية الوعاة ١٦١

الأعلام

قاموس تراجم

لأشهر الرجال والنساء من العرب والمستعربين والمستشرقين

تأليف

خير الدين الزركلي

الجزء الأول

دار العلم للملايين

ص.ب : ١٠٨٥ - بيروت

تلكس : ٢٣١٦٦ - لبنان

ابن عَبْدِ رَبِّه

(٢٤٦ ـ ٣٢٨ هـ = ٨٦٠ ـ ٩٤٠ م)

أحمد بن محمد بن عبد ربه ابن حبيب ابن حُدَير بن سالم ، أبو عمر : الأديب الإمام صاحب العقد الفريد . من أهل قرطبة . كان جدّه الأعلى (سالم) مولى لهشام بن عبد الرحمن بن معاوية . وكان ابن عبد ربه شاعراً مذكوراً فغلب عليه الاشتغال في أخبار الأدب وجمعها . له شعر كثير ، منه ما سماه « الممحَّصات » وهي قصائد ومقاطيع في المواعظ والزهد ، نقض بها كل ما قاله في صباه من الغزل والنسيب . وكانت له في عصره شهرة ذائعة . وهو أحد الذين أثروا بأدبهم بعد الفقر . أما كتابه « العقد الفريد ـ ط » فمن أشهر كتب الأدب . سماه « العقد » وأضاف النُّسَّاخ المتأخرون لفظ « الفريد » . وله أرجوزة تاريخية ذكر فيها الخلفاء وجعل معاوية رابعهم ولم يذكر علياً (رض) فيهم . وقد طُبع من ديوانه « خمس قصائد » وأصيب بالفالج قبل وفاته بأيام . ولجبرائيل سليمان جبور اللبناني كتاب سماه « ابن عبد ربه وعقده ـ ط » ولفؤاد أفرام البستاني « ابن عبد ربه ـ ط »[1] .

أَبو الدَّحْدَاح

(٠٠٠ ـ ٣٢٨ هـ = ٠٠٠ ـ ٩٤٠ م)

أحمد بن محمد بن إسماعيل التميمي الدمشقي : محدث ، تنسب إليه « تربة الدحداح » إحدى مقابر دمشق له « منتقى ـ خ » في الحديث ، بالظاهرية . نعته الذهبي بمحدث دمشق[2] .

(١) التكملة . وتاريخ علماء الأندلس لابن الفرضي . وبغية الملتمس ١٣٧ وابن خلكان ١ : ٣٢ وسير النبلاء ـ خ ـ الطبقة الثامنة عشرة . وفيه أن الذي كان مولى لهشام هو جده حدير بن سالم . والبداية والنهاية ١١ : ١٩٣ ومجلة المجمع ١٥ : ٤٨٨ وبروكلمان في دائرة المعارف الإسلامية ١ : ٢٢٣ ويتيمة الدهر ١ : ٣٦٠ و ٤١٢ .

(٢) ديوان الإسلام ـ خ . وتاريخ التراث ١ : ٤٥٠ والعبر للذهبي ٢ : ٢١١ .

أَبو جَعْفَر الهَمْدَاني

(٠٠٠ ـ نحو ٣٣٠ هـ = ٠٠٠ ـ نحو ٩٤٢ م)

أحمد بن محمد بن الضحاك ، أبو جعفر الهمداني : سيد همدان في عصره ، وأحد كبار المحاربين في اليمن . قتل أبوه وهو ابن سبع سنين فراعى ثأره في « آل يعفر » سبعا وخمسين سنة ، شهد بها ١٠٦ وقائع كان أكثرها بينه وبين يحيى بن الحسين العلويّ ، ثم صافاه ابنا يحيى « محمد المرتضى » و « أحمد الناصر » فكان لهما نعم الصاحب والوزير في أمورهما . وكان معاصراً للهمداني صاحب الإكليل[1] .

ابن عُقْدَة

(٢٥٠ ـ ٣٣٢ هـ = ٨٦٤ ـ ٩٤٤ م)

أحمد بن محمد بن سعيد ابن عقدة الكوفي مولى بني هاشم ، أبو العباس : حافظ زيديّ جاروديّ ، كان يقول : أحفظ مئة ألف حديث بأسانيدها وأذاكر بثلاث مئة ألف . مولده ووفاته بالكوفة . كانت كتبه ستمائة حمل ! . له تصانيف ، منها « التاريخ وذِكْر من روى الحديث » و « أخبار أبي حنيفة ومسنده » و « الولاية ومن روى غدير خمّ » و « الآداب » و « الشيعة من أصحاب الحديث » و « صلح الحسن ومعاوية » وكتاب في « تفسير القرآن »[2] .

ابن وَلَّاد

(٠٠٠ ـ ٣٣٢ هـ = ٠٠٠ ـ ٩٤٤ م)

أحمد بن محمد بن ولاد التميميّ ، أبو العباس : نحويّ مصري . أصله من البصرة . له كتب منها « المقصور والممدود ـ ط » و « انتصار سيبويه على المبرّد ـ خ » في بغداد[3]

(١) الإكليل ١٠ : ٦٧ .

(٢) تذكرة الحفاظ ٣ : ٥٥ ومنهج المقال ٤٣ وأعيان الشيعة ٩ : ٤٢٨ والرجال ٦٨ وفهرست الطوسي ٢٨ وتاريخ بغداد ٥ : ١٤ وضوء المشكاة ـ خ ـ وفيه : « ذكرناه من جملة أصحابنا ـ أي الشيعة ـ لكثرة روايته عنهم وخلطته بهم وتصنيفه لهم » وأرخ وفاته سنة ٣٣٣ هـ .

(٣) بغية الوعاة ١٦٩ وإنباه الرواة ١ : ٩٩ وآداب اللغة ٢ : ١٨٢ والمتحف العراقي ١٩ .

ابن ياسِين

(٠٠٠ ـ ٣٣٤ هـ = ٠٠٠ ـ ٩٤٦ م)

أحمد بن محمد بن ياسين الهروي الحدّاد ، أبو إسحاق : مؤرخ . له « تاريخ هراة » وكان من العلماء بالحديث وضُعِّف[1] .

الصَّنَوْبَري

(٠٠٠ ـ ٣٣٤ هـ = ٠٠٠ ـ ٩٤٦ م)

أحمد بن محمد بن الحسن بن مَرَّار الضبي الحلبي الأنطاكي ، أبو بكر ، المعروف بالصنوبري : شاعر اقتصر في أكثر شعره على وصف الرياض والأزهار . وكان ممن يحضر مجالس سيف الدولة . تنقل بين حلب ودمشق . وجمع الصولي « ديوانه » في نحو ٢٠٠ ورقة . وجمع الشيخ محمد راغب الطباخ ما وجده من شعره في كتاب سماه « الروضيات ـ ط » صغير . وفي كتاب « الديارات ـ ط » للشابشتي زيادات على ما في الروضيات . ثم نشر الدكتور احسان عباس مخطوطة يظهر انها الجزء الثاني من الديوان ، وأضاف إليها ما تفرق من شعره في مجلد سماه « ديوان الصنوبري ـ ط »[2] .

ابن عَبْد البَرّ

(٠٠٠ ـ ٣٣٨ هـ = ٠٠٠ ـ ٩٥٠ م)

أحمد بن محمد بن عبد البر ، من موالي بني أمية ، أبو عبد الملك : مؤرخ ، من فقهاء قرطبة . توفي في السجن . له كتاب في « فقهاء قرطبة » استعان به ابن الفرضي في كتابه تاريخ علماء الأندلس[3] .

(١) سير النبلاء ـ خ ـ الطبقة التاسعة عشرة . وشذرات الذهب ٢ : ٣٣٥ .

(٢) فوات ١ : ٦١ وإعلام النبلاء ٤ : ٢٣ والبداية والنهاية ١١ : ١١٩ وسماه « محمد بن أحمد بن محمد بن مراد ؟ » وفيه : وفاته في حدود سنة ٣٠٠ هـ . والديارات ١٤٠ ـ ١٤٤ واللباب ٢ : ٦١ وأعيان الشيعة ٩ : ٣٥٦ ـ ٣٨١ .

(٣) ابن الفرضي ١ : ٣٧ .

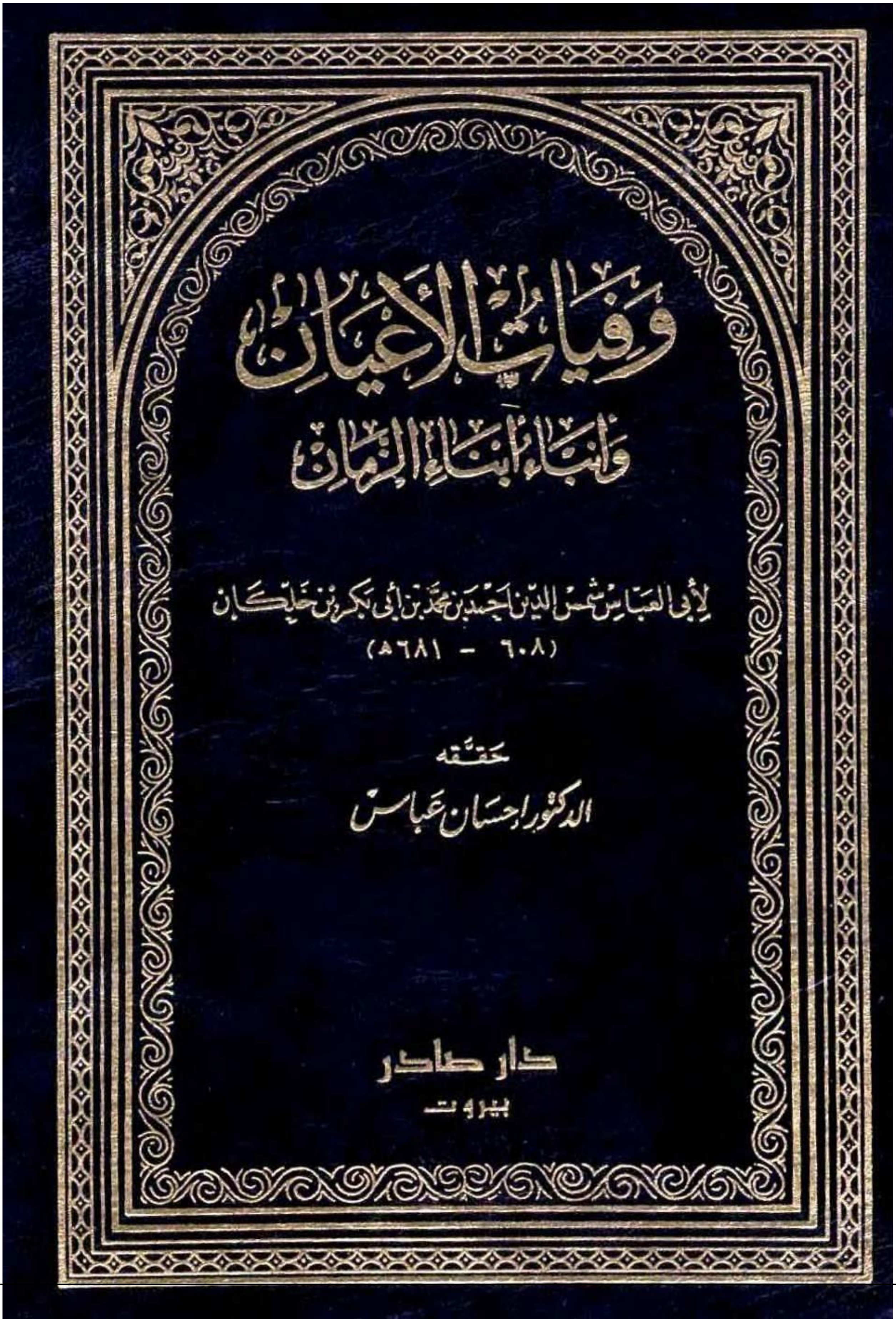
وفيات الأعيان
وأنباء أبناء الزمان
لأبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان
(٦٠٨ - ٦٨١هـ)
حققه
الدكتور إحسان عباس
دار صادر
بيروت

وفيات الأعيان

وأنباء أبناء الزمان

لأبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان

(٦٠٨ - ٦٨١هـ)

حققه

الدكتور إحسان عباس

المجلد الأول

دار صادر

بيروت

٤٦

ابن عبد ربه

أبو عمر أحمد بن محمد بن عبد رَبِّه بن حبيب بن حُدَيْر بن سالم ، القُرطُبي مولى هشام بن عبد الرحمن بن معاوية بن هشام بن عبد الملك بن مروان بن الحكم الأموي ؛ كان من العلماء المكثرين من المحفوظات والاطلاع على أخبار الناس ، وصنف كتابه « العقد » وهو من الكتب الممتعة حوى من كل شيء ، وله ديوان شعر جيد[١] ، ومن شعره :

يا ذا الذي خَطَّ العِذَارُ[٢] بوَجهِهِ   خطين هاجـا لوْعةً وبلابلا
ما صَحَّ عندي أن لحظَكَ صارمٌ   حتى لَبِسْتَ بعارضَيْكَ حمائلا

وله في هذا[٣] المعنى [وقيل : إنها لأبي طاهر الكاتب ، وقيل : لأبي الفضل محمد بن عبد الواحد البغدادي][٤] :

ومُعَذَّرٍ نقَشَ العِذارُ بمسْكـهِ   خدّاً له بدمِ القلوب مُضَرَّجـا
لما تيقَّنَ أن عَضْبَ جُفونِـهِ   من نرجسٍ جعل النجادَ[٥] بَنَفسَجا

---

٤٦ ـ ترجمة ابن عبد ربه في الجذوة : ٩٤ (والبغية رقم ٣٢٧) وابن الفرضي ١ : ٤٩ والمطمح : ٥١ ومعجم الأدباء ٤ : ٢١١ والوافي ٨ ، الورقة : ٣ وبغية الوعاة : ١٦١ ، وله في اليتيمة والنفح والعقد وكتاب التشبيهات أشعار كثيرة .

١ قال الحميدي : وشعره كثير مجموع ، رأيت منه نيفاً وعشرين جزءاً (أي كراسة) من جملة ما جمع للحكم .

٢ ب هـ : الجمال .

٣ هذا : زيادة من ب هـ .

٤ ما بين معقفين زيادة من ب .

٥ أ : العذار .

حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت پر ماتم

آنحضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ ﷺ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں، لیکن حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے رقت کے جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ (لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں ہے)

انصار نے یہ الفاظ سنے تو تڑپ اٹھے سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پر جا کر حضرت حمزہ کا ماتم بپا کرو۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر پردہ نشینانان انصار کی بھیڑ تھی اور حضرت حمزہ کا ماتم بلند تھا۔ آپ ﷺ نے انکے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں، لیکن مردوں پر ماتم کرنا جائز نہیں.

آگے مولف لکھتا ہے (عرب میں دستور تھا کہ مردوں پر عورتیں زور زور سے نوحہ اور بین کرتی تھیں، کپڑے پھاڑ لیتی تھیں، ماتم کرتی تھیں، یہ رسم بد اسی دن بند کر دی گئی اور فرمایا آج سے کسی مردے پر ماتم نہیں کیا جائے گا یہ بھی بعد کو ارشاد ہوا اس طرح ماتم کرنا مسلمان کی شان نہیں)

سیرت النبی جلد اول صفحہ نمبر 242

چند باتیں واضح کرتا چلوں کہ اس حدیث میں رسول نے مردے پر ماتم کرنے سے منع فرمایا ہے نا کہ مظلوم پر جیسا کہ حدیث سے واضح ہے کہ لوگ اپنے مرنے والوں پر رو رہے تھے جن پر ظلم نا ہوا تھا جب کہ حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا گیا تھا تو بے شک وہ مظلوم ہیں رسول ﷺ نے با قائدہ

حضرت حمزہ کا ماتم کروایا اور انکے لیے دعائے خیر کی اگر مظلوم پر ماتم جائز نہ ہوتا تو رسول ﷺ کبھی بھی دعائے خیر نہ کرتے۔اور جیسا کہ بعد میں مولف نے لکھا کہ ماتم مسلمان کی شان نہیں تو یہی ماتم حضرت آدم سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک کیوں کرتے رہے اور پھر رسول کی شہادت پر ام المومنین بی بی عائشہ نے بھی ماتم کیا، رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ نے بھی یہ عمل سر انجام دیا، مولا امام حسین علیہ السلام پر ماتم ہوا دو ہی راستے ہیں آپکے پاس یہ ان سب کو جنہوں نے ماتم کیا انہیں مسلمان ماننا چھوڑ دیں یا مظلوم کا ماتم جائز سمجھ کر اور باعث ثواب (کیوں کہ رسول نے اپنے چچا پر ماتم کرنے والو کو دعائے خیر دی جو کہ مظلوم تھے) سمجھ کر ماتم کرنا شروع کر دیں۔

APPROVED
By WWW.ATTABLIG.COM at 11:56 pm, Oct 17, 2010

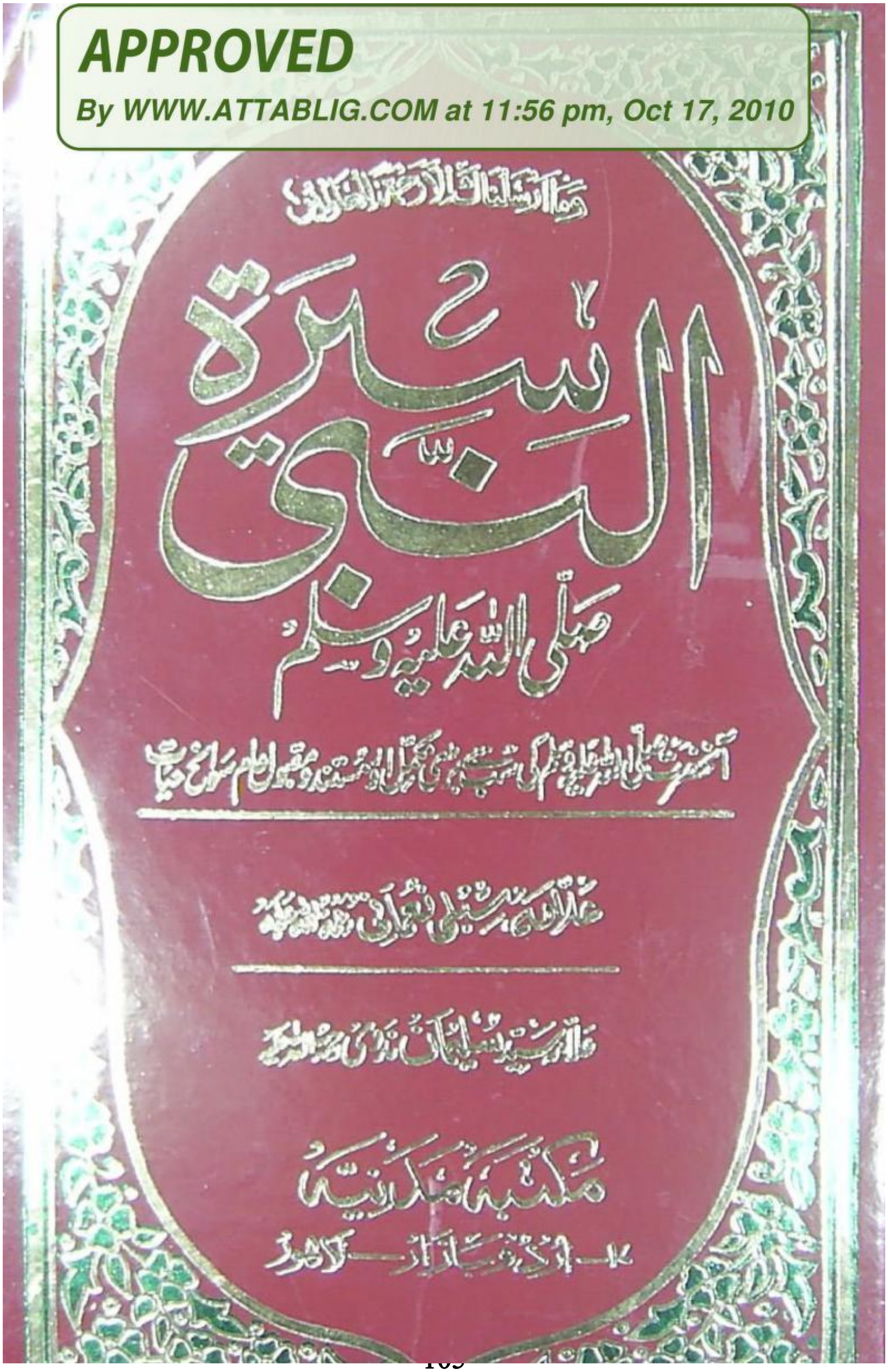

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مکمل اور مستند و مقبول عام سوانح حیات

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد اول

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں، لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے رقت کے جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا،

اما حمزۃ فلا بواکی لہ　　لیکن حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہیں۔

انصار نے یہ الفاظ سنے تو تڑپ اٹھے، سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشینانِ انصار کی بھیڑ لگی تھی اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا، ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا تمہاری ہمدردی کا شکرگزار ہوں، لیکن مُردوں پر نوحہ کرنا جائز نہیں (عرب میں دستور تھا کہ مُردوں پر عورتیں زور زور سے نوحہ اور بین کرتی تھیں، کپڑے پھاڑ لیتی تھیں، گال نوچتی، گالوں پر تھپڑ مارتی تھیں اور چیختی چلاتی تھیں، یہ رسمِ بد اسی دن سے بند کر دی گئی اور فرمایا گیا کہ آج سے کسی مُردہ پر نوحہ نہ کیا جائے پھر بعد کو ارشاد ہوا کہ اس طرح ماتم کرنا مسلمان کی شان نہیں)

(قرآن مجید میں سورۂ آل عمران میں غزوۂ اُحد کا مفصل ذکر موجود ہے)

واقعات متفرقہ ۳ھ

اسی سال یعنی ۳ھ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ رمضان کی پندرہویں تاریخ تھی، اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے جو حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں اور غزوۂ بدر کے زمانہ میں بیوہ ہو گئی تھیں نکاح کیا۔ اسی سال حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے شادی کی،

وراثت کا قانون بھی اسی سال نازل ہوا، اب تک وراثت میں ذوی الارحام کا کوئی حصہ نہ تھا، انکے حقوق کی بھی تفصیل کی گئی۔ مشرکہ کا نکاح مسلمان سے اب تک جائز تھا، اس سال اس کی بھی تحریم نازل ہوئی۔

ماتم ابوہریرہ

قال رأيت أبا هريرة يضرب بيده على جبهته يقول يا أهل العراق تزعمون أني أكذب على رسول الله ﷺ

ترجمہ:-راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو دیکھا کہ وہ غم میں اپنا چہرہ پیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اہل عراق تم گمان کرتے ہو کہ میں نبی پر جھوٹ باندھتا ہوں۔

سنن نسائی جلد 8 صفحہ نمبر 608

قارئین:-اگر حضرت ابوہریرہ کیلیے ماتم کا جواز ہے تو شیعہ حضرات کیلیے بھی غم حسین علیہ السلام میں ماتم کرنا جائز ہے۔کیا سیرت صحابہ کو اپنانے والا قانون حضرت ابوہریرہ پر لاگو نہیں ہوتا؟ حالانکہ یہ تو اہلیسنت کے آدھے دین کو پہچانے والے ہیں۔

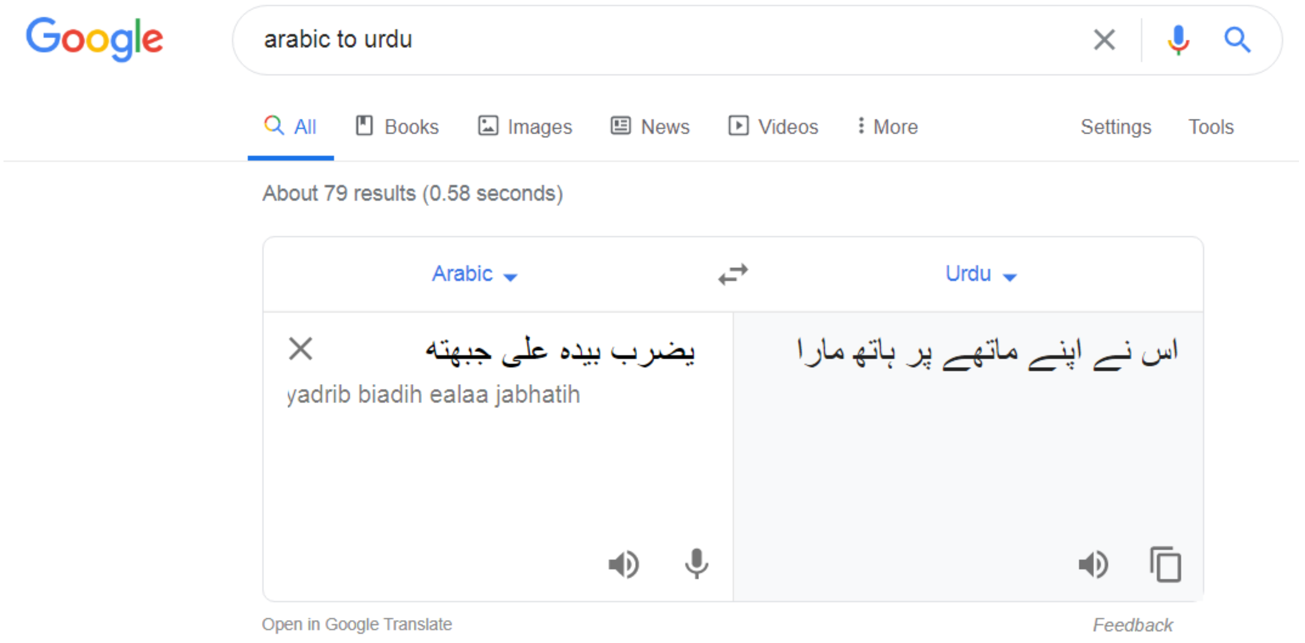
Google
arabic to urdu
All
Books
Images
News
Videos
More
Settings
Tools
About 79 results (0.58 seconds)
Arabic
Urdu
يضرب بيده على جبهته
yadrib biadih ealaa jabhatih
اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا
Open in Google Translate
Feedback

سنن النسائي

بشرح الحافظ جلال الدين السيوطي

"ت: ٩١١ هـ"

وحاشية الإمام السندي

"ت: ١١٣٨ هـ"

الجزء السابع

حققه ورقمه ووضع فهارسه
مكتب تحقيق التراث الإسلامي

دار المعرفة
بيروت - لبنان

٥٣٨٣ ـ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ: كَانَ[1] لِنَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِبَالَانِ.

(١١٧) ذكر النهي عن المشي في نعل واحدة

٥٣٨٤ ـ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي
٨/٢١٨ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ[2] حَتَّى يُصْلِحَهَا».

٥٣٨٥ ـ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: «رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ

= (الحديث ٤١٣٤) وأخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في نعل النبي ﷺ (الحديث ١٧٧٢ و١٧٧٣)، وفي الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله ﷺ (الحديث ٧١) وأخرجه ابن ماجه في اللباس، باب صفة النعال (الحديث٣٦١٥). تحفة الأشراف (١٣٩٢).

٥٣٨٣ ـ انفرد به النسائي. تحفة الأشراف (١٩١٥٩).

٥٣٨٤ ـ انفرد به النسائي. تحفة الأشراف (١٢٤٥٩).

٥٣٨٥ ـ أخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولاً والخلع من اليسرى أولاً وكراهة المشي في نعل واحدة (الحديث ٦٩). تحفة الأشراف (١٤٦٠٨).

سيوطي ٥٣٨٣ ـ ....

سندي ٥٣٨٣ ـ ....

سيوطي ٥٣٨٤ ـ (إذا انقطع شسع نعل أحدكم) هو أحد سيور النعل وهو الذي يدخل بين الأصبعين ويدخل طرفه في الثقب الذي في صدر النعل المشدود في الزمام، والزمام السير الذي يعقد فيه الشسع (فلا يمش في نعل واحدة) قال في النهاية: إنما نهى عنه لئلا يكون إحدى رجليه أرفع من الأخرى ويكون سبباً للعثار ويقبح في المنظر ويعاب فاعله.

سندي ٥٣٨٤ ـ قوله (شسع نعل أحدكم) بكسر الشين المعجمة وسكون السين المهملة أحد سيور النعل (في نعل واحدة) قيل: النهي للشهرة، وقيل لما فيه من المثلة ومفارقة الوقار ومشابهة زي الشيطان كالأكل بالشمال وللمشقة في المشي والخروج عن الاعتدال فربما يصير سبباً للعثار.

سيوطي ٥٣٨٥ ـ ....

سندي ٥٣٨٥ ـ ....

---

(١) في النظامية: (كانت) بدلاً من (كان).
(٢) في النظامية: (واحد) وفي إحدى نسخها (واحدة).

حضرت ابو بکر کی وفات پر ماتم

جب حضرت ابو بکر کی وفات ہوئی تو ہر سمت سے ویسے ہی رونے پیٹنے کی آوازیں آرہیں تھیں جیسے پیغمبر ﷺ کی وفات کے دن۔

(تاریخ اعثم کوفی صفحہ نمبر 43)

آگے انشاءاللہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت پر جو ماتم ہوا وہ بھی پیش کیا جائے گا۔

تاریخ اعثم کوفی

******

احمد بن ابو محمد بن علی اعثم کوفی

*****

ناشر

علی پبلیکیشنز جنازگاہ، مزنگ لاہور

تک خدا سے ڈرتا رہے گا اور اس کی رضامندی کو اپنی خواہشوں پر ترجیح دیتا رہے گا تمام آدمی تجھ سے ڈرتے رہیں گے۔ جان رکھ اہل بہشت کے اچھے افعال بیان کئے گئے ہیں اور دوزخی کی بری خصلتیں قیامت کے اعمال کی ترازو حق کی پیروی میں قائم ہوگی۔ وہ باطل کے واسطے کم اترے گی۔ اے عمر میری نصیحت سن رکھ اسے بھلا نہ دینا۔ مہاجرین اور انصار کی جانبداری مسکینوں کی رعایت کرنا اور ان کی فضیلتوں کے حقوق کو پہچانتے رہنا کبھی ان کو اپنے سے دور نہ کرنا ان کے ساتھ حلم اور تواضع سے پیش آنا۔ اس برتاو سے وہ بھی تجھ کو سامنے اور پیچھے دوست رکھیں گے۔ اور ظاہر و باطن میں تیرے رفیق ہونگے جب عمر کو اس طرح کی وصیتیں کرچکے تو اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسی وقت دائیں بائیں جانت بے شمار خلقت موجود تھی۔ کہا کہ اے رسول کی امت میں نے عمر بن الخطاب کو تم پر امیر مقرر کیا۔ تم بھی قبول کرو اس کے حکم سے سرتابی نہ کرنا جس کے سبب تم کو خدا تعالی اور اس کے رسول صلعم کی قربت حاصل ہوگی۔ سب نے کہا ہم نے سنا اور منظور کیا۔ پھر بادل غم گین باہر چلے آئے اور امرالہی پر رضامند ہوئے اس کے بعد صدیق نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے میری بیٹی میرا آخری وقت اب آپہنچا عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے۔ جب میں شربت مرگ پی چکوں مجھے اچھی طرح غسل دینا۔ حنوط اور کفن دیکر نماز جنازہ پڑھوانا پھر گنبد رسول صلعم کے قریب لیجا کر اجازت طلب کرنا کہ بوڑھا غلام ابوبکر دروازہ پر حاضر ہے پھر اگر اجازت نہ پاو تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا پھر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم خدا کے واسطے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں جس دن وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا۔ اور دوسری دن پیر کو وفات پائی۔ اس دن مدینہ میں عام بیقراری تھی ہر سمت سے ویسے ہی رونے پیٹنے کی آوازیں آرہی تھیں جیسی پیغمبر کی وفات کے دن۔ غرض غسل دیکر حنوط چھڑکا اور کفن پہنا کر نماز پڑھی اور میت کو اٹھا کر روضہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لائے جنازہ کو زمین پر رکھ کر سب آدمی دیکھنے لگے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ یکایک روضہ کے کواڑ ہلے اور قفل الگ ہوکر گر پڑا۔ روضہ کا دروازہ کھل گیا یہی اجازت کی علامت تھی۔ تمام حاضرین نے شور مچایا اور جنازہ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ پھر مرقد رسولؐ کے پہلو میں دفن کردیا۔ اس وقت ۱۳ ہجری جمادی الاخر کی ساتویں تاریخ گذر کر بیماری لاحق ہوئی۔ پندرہ روز بیماری میں گزرے اور بائیسویں جمادی کو وفات پائی تریسٹھ برس کی عمر تھی۔ مدت خلافت دو برس تین ماہ بائیس دن ہیں باقی خدا ہی

حضرت عمر کی وفات پر جنات کا ماتم

مطلب بن زیاد کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر فوت ہوئے تو جنوں نے انکا مرثیہ کہا۔اے عمر! جنات کی عورتیں آپ پر بلند آواز سے رو رہی ہیں۔ جسطرح سفید دیناروں کی طرح اپنے چہرے کو پیٹ رہی ہیں۔انہوں نے اس مصیبت پر سفید لباس پہن لیے ہیں۔

(الریاض النضرۃ جلد دوم صفحہ نمبر 361)

الرياض النضرة

في

مناقب العشرة

للإمام

أحمد بن عبد الله الطبري

«محب الدين الطبري»

اعتنى به وأخرجه

عبد المجيد طعمة حلبي

الجزء الثاني

في مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه

ذكر رثاء الجن لعمر

٩٦٠ ـ عن عائشة قالت: «ناحت الجن على عمر قبل أن يموت بثلاث فقالت:

أَبعدَ قتيلٍ بالمدينةَ أظلمتْ ... له الأرضُ تهتزُّ العضاة بأسوقِ
جزى اللّهُ خيراً من إمام وباركتْ ... يدُ اللّه في ذاك الأديم[1] الممزقِ
فمن يسْعَ أو يركبْ جناحي نعامةٍ ... ليدرك ما قدّمت بالأمسِ يسبقِ
قضيتَ أموراً ثم غادرتَ بعدَها ... بوائق من أكمامها لم تفتقِ»

خرجه أبو عمر.

٩٦١ ـ وعن المطلب بن زياد قال: «رثت الجن عمر فكان فيما قالوا:

ستبكيكَ نساءُ الجن ... تبكين منتحباتِ
وتخمشنَ وجوهاً ... كالدنانير النقيّاتِ
ويلبسنَ ثيابَ السودِ ... بعدَ القصبياتِ»

٩٦٢ ـ وعن معروف الموصلي قال: «لما أصيب عمر سمع صوت:

ليبكِ على الإسلام من كان باكياً ... فقد أوشكوا هلكى وما قدم العهدُ
وأدْبرتِ الدّنيا وأدبر خيرُهَا ... وقدْ مَلَّها مَنْ كانَ يؤمِنُ بالوعْدِ

خرجه الملاء في سيرته.

ذكر من رأى عمر في منامه بعد موته

٩٦٣ ـ عن عبد الله بن عبد الله بن العباس قال: «كان العباس خليلاً لعمر فلما أصيب جعل يدعو الله أن يريه عمر في المنام قال: فرآه بعد حول وهو يمسح العرق عن وجهه فقال: ما فعلت؟ فقال: هذا أوان فرغت، لولا أني لقيتَ رؤوفاً رحيماً» خرجه في الصفوة.

٩٦٤ ـ وعن عمرو بن العاص قال: «ما كان شيء أحب إليّ أن أعلمه من أمر عمر فرأيت في المنام قصراً فقلت: لمن هذا؟ قالوا: هو لعمر بن الخطاب، فخرج من القصر عليه ملحفة كأنه قد اغتسل، فقلت: كيف صنعت؟ قال: متى فارقتكم قلت: من اثنتي عشرة سنة، قال: إنما انقلبت الآن من الحساب».

(١) الأديم: الجلد.

ماتم زوجہ حضرت عثمان

جب حضرت عثمان کے قتل کے وقت قاتل نے انکا سر قلم کرنا چاہا تو انکی زوجہ نائلہ اور انکی زوجہ ام البنین ان پر گرپڑیں اور چیخیں اور اپنے منہ پر ماتم کیا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد 7 صفحہ نمبر 249)

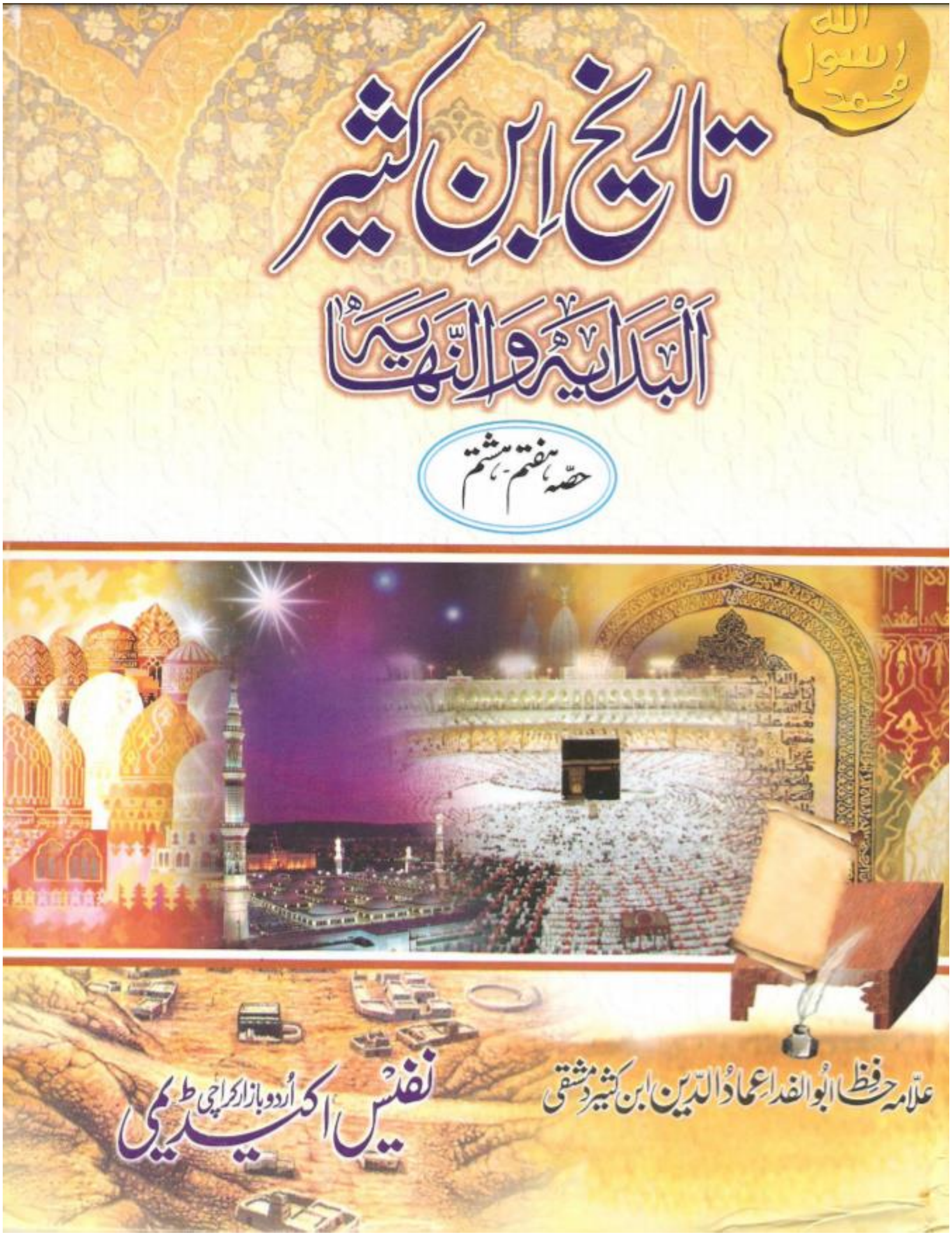
تاریخ ابنِ کثیر
البدایہ والنہایہ
حصہ ہفتم۔ ہشتم
علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور مروان بن الحکم بھی زخمی ہو گئے اور مروان کی گردن کے پہلو کا ایک عضو کٹ گیا اور وہ شکستہ گردن ہو کر زندہ رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اور حضرت عثمانؓ کے اصحاب میں سے مارے جانے والے اعیان میں سے زیادہ بن نعیم الفہری' مغیرہ بن اخنس بن شریق اور نیار بن عبداللہ اسلمی ہیں یہ اصحاب' جنگ کے وقت لوگوں کے ساتھ مارے گئے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے اصحاب نے شکست کھائی اور واپس آ گئے اور جب حضرت عثمانؓ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو لوگوں کو قسم دی کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں تو وہ واپس چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کے اہل کے سوا کوئی شخص آپ کے پاس نہ رہا' پس وہ لوگ دروازے اور دیواروں سے آپ کے پاس آ گئے اور حضرت عثمانؓ نے نماز کی پناہ لی اور سورہ طٰہٰ شروع کر دی اور آپ سریع القرأۃ تھے' آپ نے اسے پڑھا اور لوگ بڑے غلبے میں تھے' دروازہ اور چھپر جو آپ کے پاس تھا' جل چکا تھا اور لوگوں کو آگ کے بیت المال تک پہنچ جانے کا خدشہ ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور آپ کے سامنے مصحف پڑا تھا اور آپ اس آیت:

﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴾

کو پڑھنے لگے' اور سب سے پہلے جو شخص آپ کے پاس آیا اسے موت اسود کہا جاتا تھا اس نے شدت سے آپ کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کے حلق میں آپ کی سانس آنے جانے لگی پس اس نے اس خیال سے آپ کو چھوڑ دیا کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا ہے اور ابن ابوبکر نے داخل ہو کر آپ کی داڑھی پکڑ لی پھر بھاگ کر باہر نکل گیا پھر ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اس کے پاس تلوار تھی' اس نے آپ کو تلوار ماری تو آپ نے اپنے ہاتھ سے بچاؤ کیا تو اس نے آپ کے ہاتھ کو قطع کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے جدا کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے قطع کیا اور جدا نہیں کیا' حضرت عثمانؓ نے صرف یہ بات کہی خدا کی قسم یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل کو لکھا ہے اور ہاتھ کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت ﴿فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ پر گرا پھر ایک اور شخص تلوار سونتے ہوئے آیا تو حضرت نائلہ اس کے سامنے آ گئیں تاکہ آپ کو اس سے بچائیں اور آپ نے تلوار کو پکڑ لیا اس نے تلوار کو کھینچا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں پھر اس شخص نے آگے بڑھ کر آپ کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا' اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ کے بعد غافقی بن حرب نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے منہ میں لوہے کی ایک سلاخ ماری اور آپ کے سامنے جو مصحف پڑا تھا اس پر اپنا پاؤں مارا تو مصحف گھوم گیا اور پھر حضرت عثمانؓ کے سامنے تک گیا اور خون اس پر رواں ہو گیا' پھر سودان بن حمران تلوار لے کر بڑھا تو حضرت نائلہ نے اسے روکا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں تو آپ نے منہ پھیر لیا تو اس نے اپنا ہاتھ آپ کے سرین پر مارا اور کہنے لگا یہ تو بڑے سرین والی ہے اور اس نے تلوار مار کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور حضرت عثمانؓ کے غلام نے آ کر سودان کو تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا نیز غلام نے قترہ نامی شخص کو بھی تلوار مار کر قتل کر دیا۔

جریرؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد آپ کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے شور مچا دیا اور اپنے چہروں کو پیٹا' ان میں آپ کی دو بیویاں حضرت نائلہ اور حضرت ام البنین اور آپ کی بیٹیاں بھی شامل تھیں' تو ابن عدیس

حضرت عثمان کی تدفین پر ان کی صاحبزادی کا ماتم

ابو کرب کہتے ہیں جب عثمان مدفن ہوئے تو انکی صاحبزادی نے ماتم کیلیے آواز نکالی تو لوگوں نے پتھر اٹھا لیے اور قریب تھا کہ انکی صاحبزادی پر پتھر برسائے جائیں کہ اتنے میں لوگ جنازے کو دیوار کی طرف لے گئے اور وہ وہاں مدفن ہوئے۔

(تاریخ طبری جلد سوم: حصہ اول، صفحہ نمبر 476)

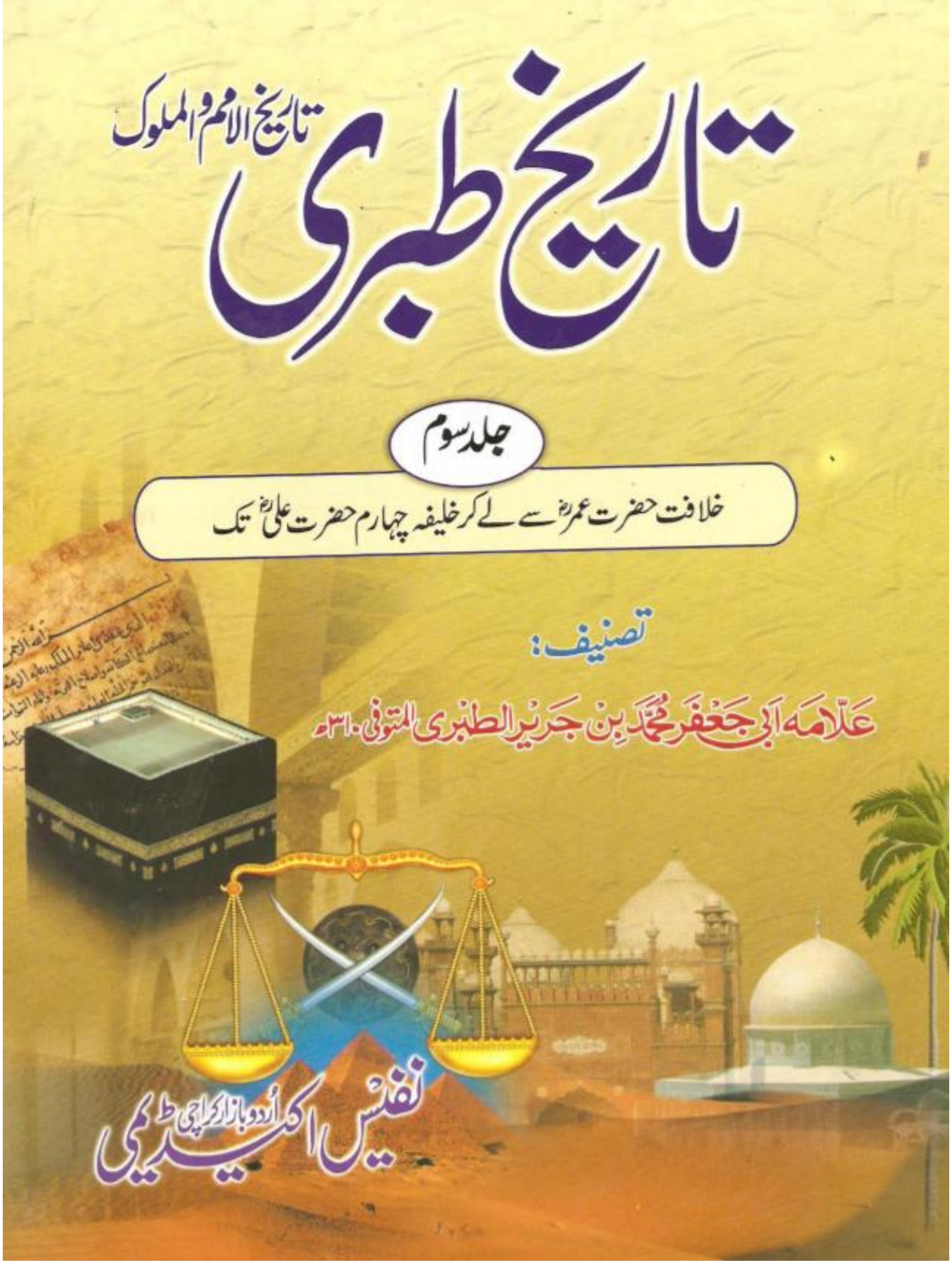
تاریخ طبری
تاریخ الامم والملوک
جلد سوم
خلافت حضرت عمرؓ سے لے کر خلیفہ چہارم حضرت علیؓ تک
تصنیف:
علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

باب ۲۳

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین

ابوبشیر عابدی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش تین دن تک (گھر میں) پڑی رہی اسے کسی نے دفن نہیں کیا۔ پھر حکیم بن خرام اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دفن کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور ان سے یہ اجازت طلب کی کہ ان کے گھر والے ان کی لاش کو دفن کر دیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دے دی۔

تدفین میں رکاوٹ:

جب ان (دشمنوں) کو اس کی اطلاع ملی تو وہ پتھر لے کر راستے میں بیٹھ گئے آپ کے اہل وعیال (جنازہ لے کر) نکلے وہ (لاش کو دفن کرنے کے لیے) مدینہ کے ایک باغ کی طرف جا رہے تھے جسے حش کوکب کہتے ہیں یہاں یہود اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مداخلت:

جب وہ جنازہ لے کر وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے جنازے پر سنگباری کی (اور ان کی لاش کو) پھینک دینے کا ارادہ کیا اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے انہیں یہ پیغام بھیجا کہ انہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) دفن کرنے دیں چنانچہ وہ باز آ گئے اور آپ کو حش کوکب میں دفن کر دیا گیا۔

قبرستان میں توسیع:

جب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کی دیوار کو گرا دینے کا حکم دیا تا کہ اس کا سلسلہ بقیع کے قبرستان کے ساتھ مل جائے انہوں نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم بھی دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب اردگرد اپنے مردے دفن کریں اس طرح ان قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان بقیع کے ساتھ مل گیا۔

تدفین کا حال:

ابوکرب' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے بیت المال کے منتظم تھے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان مدفون ہوئے ان کے جنازے میں مروان بن الحکم' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین آزاد کردہ غلام اور ان کی پانچویں بیٹی شریک ہوئیں۔ جب ان کی صاحبزادی نے ماتم کے لیے اپنی آواز نکالی تو لوگوں نے پتھر اٹھا لیے اور قریب تھا کہ ان کی صاحبزادی پر پتھر برسائے جائیں کہ اتنے میں لوگ جنازے کو دیوار کی طرف لے گئے اور وہ وہاں مدفون ہوئے۔

مدفن پر اختلاف:

صالح بن کسان کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ایک شخص نے کہا ''انہیں یہودیوں کے قبرستان' دیر سلع میں دفن کیا جائے'' اس پر حکیم بن خرام رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا ایسا ہرگز نہیں ہوگا جب تک قصی بن کلاب کے قبیلہ کا ایک شخص بھی زندہ

حضرت بلال کا ماتم

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال نے اذان دیکر رسول اللہ کے دروازے پہ کھڑے ہو کر عرض کیا"السلام علیک یا رسول اللہ! اللہ تعالی آپ پر رحمت نازل فرمائے"اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"ابو بکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔**اسکے بعد حضرت بلال سر پیٹتے اور فریاد کرتے باہر آئے۔**

مدراج النبوت جلد دوم صفحہ نمبر 490

مدارج النبوت

جلد دوم

تصنیف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار۔ زبیدہ سنٹر ○ لاہور

ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی چونکہ وہ بلند آواز تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آواز سن لی۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حق تعالیٰ منع فرماتا ہے اور مسلمان بھی بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم نے میرے ساتھ برا کیا۔ میں نے خیال کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مجھ سے کہنے کا حکم فرمایا ہے۔" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا "خدا کی قسم! مجھے حکم نہ فرمایا کہ میں کس سے کہوں۔" ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا۔ "السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔" اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنا سر پیٹتے اور فریاد کرتے باہر آئے۔ چونکہ امید ٹوٹ چکی تھی اور کمر شکستہ ہو گئی تھی کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر مجھے جنا تھا تو اس دن کے دیکھنے سے پہلے مجھے موت آجاتی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں نہ دیکھتا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور کہا کہ "اے ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے۔ پھر جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ یہ مسجد شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رقیق القلب تھے' از حد غمگین ہوئے' خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے بے ہوش ہو گئے۔ تمام صحابہ رونے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک میں یہ آواز پہنچی تو فرمایا "اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آرہی ہیں؟" فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور فریاد کرنے کی ہیں۔ کہ وہ آپ کو مسجد میں نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ ان سے سہارا لیکر باہر تشریف لائے اور مسجد مبارک میں آکر نماز پڑھائی۔ فرمایا "مسلمانو! تم خدا کے وداع' اس کی پناہ' اس کی حفاظت اور اس کی نصرت میں ہو۔ خدا ہی تمہاری حفظ طاعت اور تقویٰ میں میرا خلیفہ ہے۔ بلاشبہ میں دنیا کو چھوڑ دوں گا اور یہاں سے رحلت کر جاؤں گا"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور مسجد میں آنے کی طاقت نہ رہی۔ عشاء کی نماز کا وقت تھا مسجد میں لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟" عرض کیا گیا "نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔" فرمایا "برتن میں میرے لیے پانی لاؤ"۔ پانی آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو خود پر بہایا اور اٹھنے کا ارادہ فرمایا" لیکن بیہوش ہو گئے کچھ عرصہ بعد ہوش آیا۔ فرمایا: "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" میں نے عرض کیا لوگ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں"۔ فرمایا "میرے لیے برتن میں پانی لاؤ' آپ نے غسل فرمایا اور بیہوش ہو گئے۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ اٹھے غسل کیا اور بیہوش ہو گئے۔ تیسری مرتبہ کسی کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سات مشکیزے پانی بہایا گیا اور مشکیزے کے منہ کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دیں۔ جیسی کہ ان کی عادت تھی کہ اذان دینے کے بعد در شریف پر آتے' نماز اور مسجد صحابہ کے آجانے کی اطلاع دیا کرتے تھے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کے مصلے پر

شہادت رسول اللہ ﷺ پر بی بی عائشہ کا ماتم

مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی رحلت کا واقعہ نقل کیا گیا ہے جس میں امی عائشہ بیان کرتی ہے کہ آخری وقت میں حضرت محمد ﷺ اس کے پاس تھے۔ جب عائشہ کو معلوم ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ کی رحلت ہو گئی ہے تو اس نے حضرت محمد ﷺ کا سر تکیے پر رکھا اور ایک عورت کے ساتھ کھڑی ہوئی اور اپنے چہرے کو پیٹنا شروع کر دیا۔

1۔إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل جلد 7 صفحہ 86 تخریج سند البانی: حسن

2۔مسند ابي يعلي الموصلي جلد 8 صفحہ 63 حدیث 230 تخریج سند: حسن

3۔ صحیح السیرۃ النبویۃ لابن هشام صفحہ 482 حدیث 2094 تخریج سند: صحیح

4۔مسند احمد بن حنبل تحقیق: شعیب الارنوط جلد 43 حدیث 26348 صفحہ 348-349 سند حسن

5۔تاریخ ابن کثیر جلد 5 صفحہ نمبر 330

6۔طبقات ابن سعد جلد اول حصہ دوم صفحہ نمبر 222

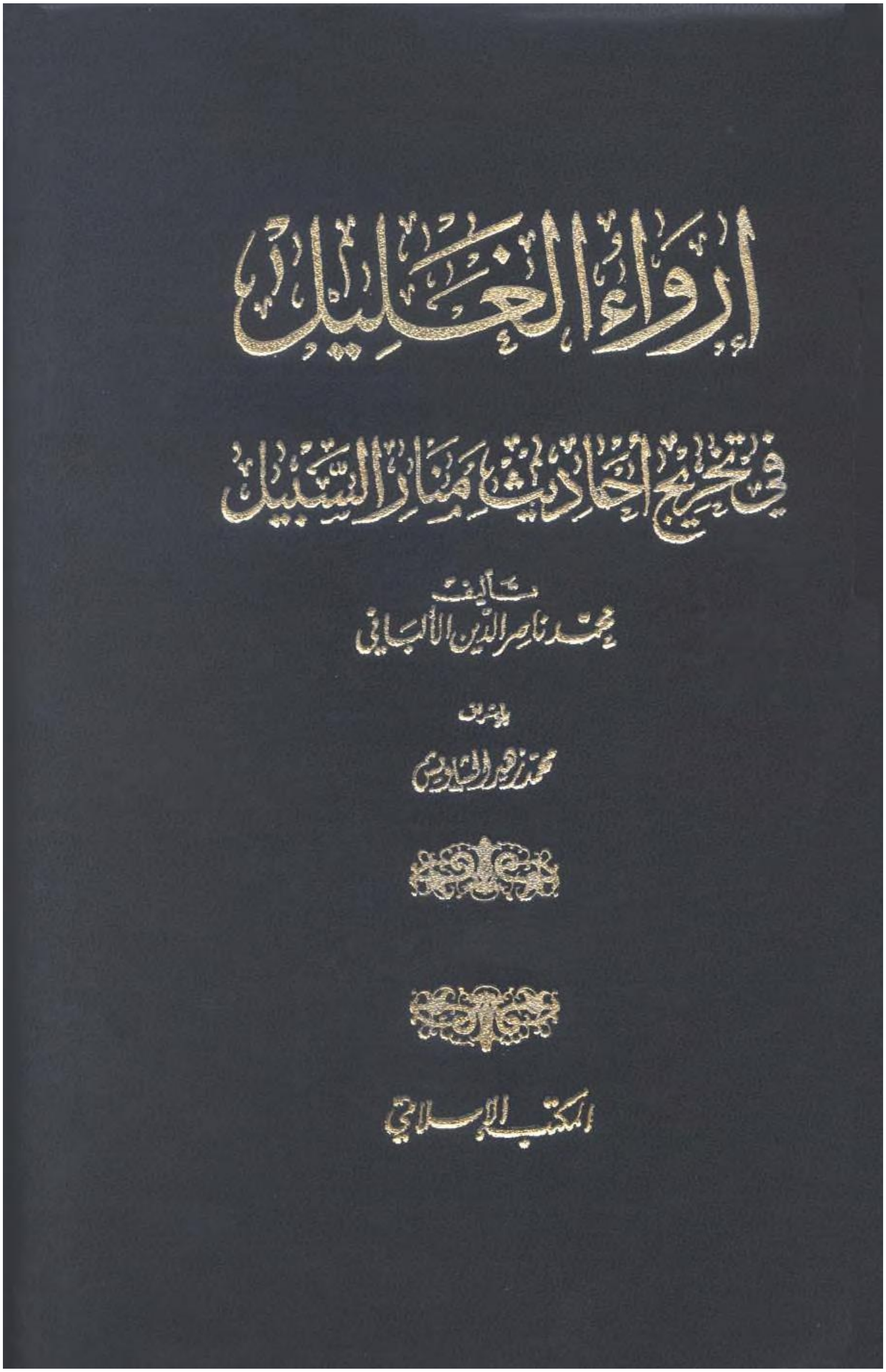
إرواء الغليل
في تخريج أحاديث منار السبيل
تأليف
محمد ناصر الدين الألباني
بإشراف
محمد زهير الشاويش
المكتب الإسلامي

إرواء الغليل

في تخريج أحاديث منار السبيل

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني

الجزء السابع

المكتب الإسلامي

عائشة:« أن رسول الله ﴿ﷺ﴾ كان يسأل في مرضه الذي مات فيه : أين أنا غداً ؟ أين أنا غداً ؟ يريد يوم عائشة فأذن له أزواجه يكون حيث شاء ، فكان في بيت عائشة حتى مات عندها قالت عائشة : فمات في اليوم الذي كان يدور علي فيه في بيتي ، فقبضه الله وإن رأسه لبين نحري وسحري ، وخالط ريقه ريقي » .

واللفظ للبخاري .

ثم أخرجه هو (٢/ ٢٧٥) وأحمد (٦/ ٤٨) وابن سعد (٢/ ٢/ ٥٠) من طريق ابن أبي مليكة قال : قالت عائشة :

« توفي النبي ﴿ﷺ﴾ في بيتي ، وفي نوبتي ، وبين سحري ونحري . . . » الحديث وأخرج أحمد (٦/ ٢٧٤) من طريق ابن إسحاق قال : حدثني يحيى بن عباد ابن عبدالله بن الزبير عن أبيه عباد قال : سمعت عائشة تقول :

« مات رسول الله ﴿ﷺ﴾ بين سحري ونحري ، وفي دولتي لم أظلم فيه أحداً ، فمن سفهي وحداثة سني أن رسول الله ﴿ﷺ﴾ قبض وهو في حجري ، ثم وضعت رأسه على وسادة ، وقمت أندب مع النساء ، وأضرب وجهي » .

قلت : وإسناده حسن .

وأخرجه إبن سعد من طريق عروة عنها . لكن فيه محمد بن عمر، وهو الواقدي ، وهو متروك .

٢٠٢٢ - (عن علي:« لزوجة أمة مع حرة ليلة من ثلاث ليالٍ ») . رواه الدارقطني)

ضعيف . أخرجه الدارقطني (٤١٠) وأخرجه البيهقي (٧/ ٢٩٩ - ٣٠٠) من طريق ابن أبي ليلى عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبدالله الأسدي قال : قال علي رضي الله عنه :

« إذا نكحت الحرة على الأمة فلهذه الثلثان ، ولهذه الثلث »

«وأتت المسانيد، كمسند العدني ومسند أحمد بن منيع،
وهي كالأنهار، ومسند أبي يعلى كالبحر يكون مجمع الأنهار»

الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل التميمي

مسند أبي يعلى الموصلي

الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي

الجزء الثامن

حققه وخرج أحاديثه

حسين سليم أسد

دار المأمون للتراث
دمشق - ص.ب: ٤٩٧١
بيروت - ص.ب: ١٣ ٥٣٧٨

٢٣٠ - (٤٥٨٦) حدثنا جعفر بن مهران، حدثنا عبد الأعلىٰ، حدثنا محمد بن إسحاق، حدثني يحيىٰ بن عباد بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه عباد قال:

سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَفِي بَيْتِي لَمْ أَظْلِمْ فِيه أَحَداً، فَمَنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ وَهُوَ فِي حَجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهُ عَلَىٰ وِسَادَةٍ وَقُمْتُ أَلْتَدِمُ(١) مَعَ النِّسَاءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِي(٢).

٢٣١ - (٤٥٨٧) حدثنا جعفر، حدثنا عبد الأعلىٰ، حدثنا محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أبي أبي بكر، عن عمرة، عن عائشة:

= وفي الرقاق (٦٥١٠) باب: سكرات الموت، من طريقين عن عيسىٰ بن يونس، عن عمر بن سعيد، عن ابن أبي مليكة، أن أبا عمرو ذكوان مولىٰ عائشة، أخبره أن عائشة. . . .

وأخرجه أحمد ٦/٧٧، والبخاري في المغازي (٤٤٣٨)، والنسائي في الجنائز ٤/٦ - ٧ باب: شدة الموت، من طريق عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه، عن عائشة. ولتمام التخريج انظر (٤٥٣٤، ٤٥٨٤، ٤٦٠٤). والحجر - بفتح الحاء المهملة وبكسرها، وسكون الجيم: الحضن، والكنف والحماية. وشخص - من باب فتح - ارتفع.

(١) في الأصلين «انتدب» وهو خطأ والصواب ما أثبتناه. والالتدام: ضرب النساء وجوههن في النياحة.

(٢) إسناده حسن من أجل جعفر، وأخرجه أحمد ٦/٢٧٤ من طريق يعقوب، حدثني أبي، عن ابن إسحاق، بهذا الإسناد. وهذا إسناد صحيح. وانظر الحديث السابق.

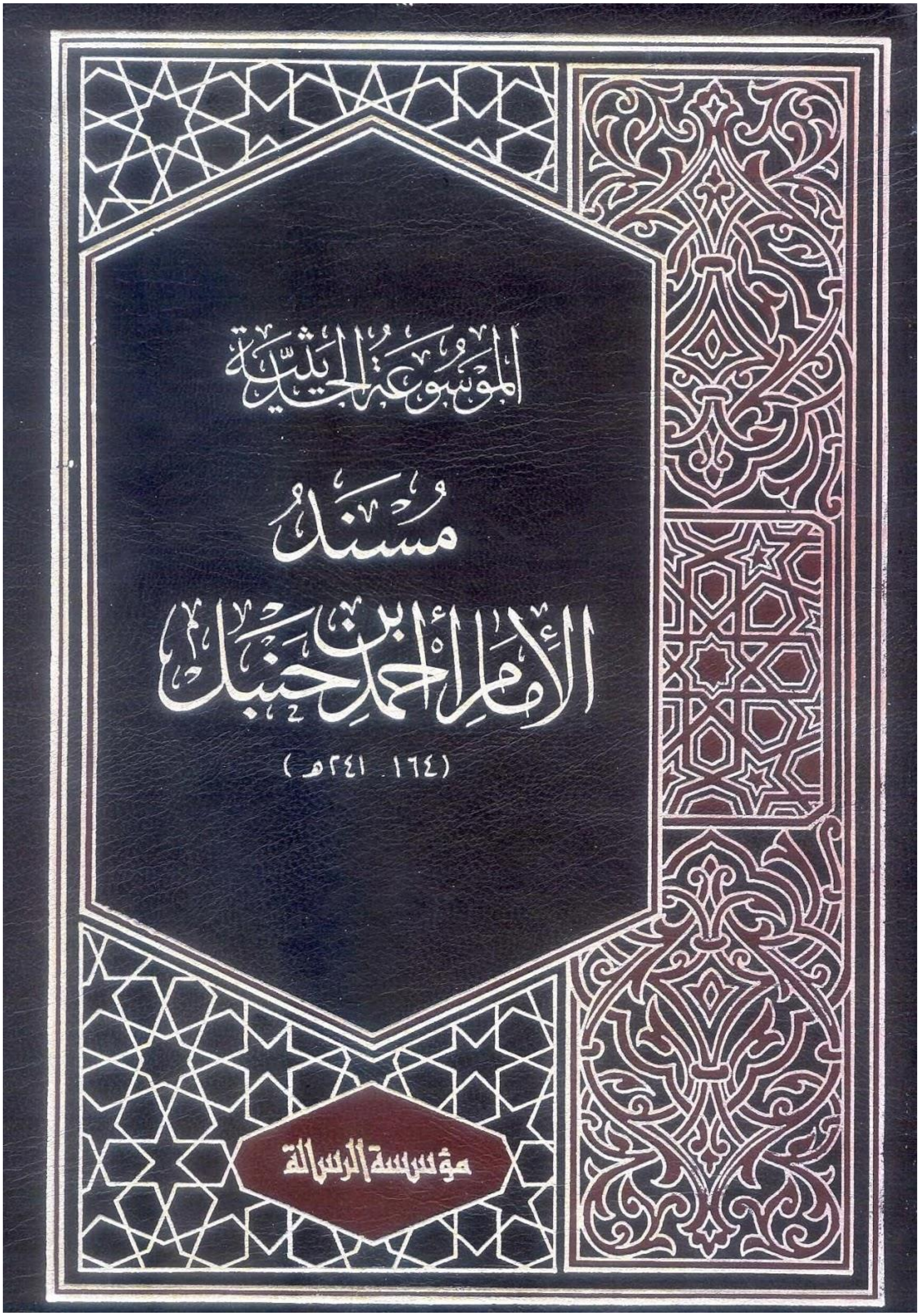
الموسوعة الحديثية
مسند
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١هـ)
مؤسسة الرسالة

مُسْنَد

الإمَامِ أحْمَد بن حَنْبَل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حَقَّقَ هذا الجُزءَ وخَرَّجَ أحاديثَه وعلَّقَ عليه

شعيب الأرنؤوط محمد نعيم العرقسوسي إبراهيم الزيبق

محمد رضوان العرقسوسي

الجزء الثالث والأربعون

مؤسسة الرسالة

آل أبي بكر، وفي يده سِوَاكٌ أَخْضَر، قالتْ: فَنظَرَ رسولُ الله ﷺ إليه في يده نظراً عَرَفْتُ أنَّه يريده، قالت: فقلتُ: يا رسولَ الله، تُحِبُّ أَنْ أُعطيك هٰذا السِّواك؟ قال: «نَعَمْ». قالت: فَأَخَذْتُه فَمَضَغْتُهُ له حتى أَلَنْتُه وأَعْطَيْتُه إيَّاه. قالت: فاسْتَنَّ به كأَشَدِّ ما رأيتُهُ يَسْتَنُّ بسِواكٍ قَبْلَه، ثُمَّ وَضَعَهَ، وَوَجَدْتُ رسولَ الله ﷺ يَثْقُلُ في حَجْري، قالت: فَذَهَبْتُ أنظر في وَجْهه فإذا بَصَرُهُ قد شخَصَ، وهو يقول: «بَل الرَّفِيقُ الأَعْلَى مِنَ الجَنَّة». فقلت: خُيِّرْتَ فاخْتَرْتَ والذي بَعَثَكَ بالحقِّ، قالت: وقُبِضَ رسولُ الله ﷺ[1].

٢٦٣٤٨- حدَّثنا يعقوب، قال: حدَّثنا أبي، عن ابنِ إسحاق، قال: حدَّثني يحيى بنُ عَبَّاد بنِ عبد الله بن الزُّبير، عن أبيه عَبَّاد، قال:

---

(١) إسناده حسن من أجل ابن إسحاق -وهو محمد- وقد صرح بالتحديث هنا، فانتفت شبهة تدليسه، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير يعقوب بن عتبة -وهو الثقفي- فقد أخرج له أصحاب السنن سوى الترمذي، وهو ثقة. يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمٰن الزهري.

وأخرجه بتمامه ومختصراً إسحاق (٧٦٤) و(١١٥٠)، والنسائي في «الكبرى» (٧١٠٢)، وأبو يعلى (٤٥٨٥) من طرق عن ابن إسحاق، بهٰذا الإسناد.

وأخرجه ابن سعد ٢/٢٣٣-٢٣٤ عن محمد بن عمر الواقدي، عن جعفر ابن محمد، عن محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل، عن الزهري، به. قلنا: والواقدي متروك.

وقد سلف نحوه برقمي (٢٤٢١٦) و(٢٤٥٨٣) بإسنادٍ صحيح.

سَمِعْتُ عائشة تقول: ماتَ رسولُ الله ﷺ بين سَحْرِي وَنَحْرِي وفي دولتي، لم أَظْلِمْ فيه أحداً، فَمِنْ سَفَهِي وحَدَاثة سِنِّي أَنَّ رسولَ الله ﷺ قُبِضَ وهو في حَجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رأسه على وِسَادةٍ، وقُمْتُ أَلتدِمُ مع النِّساء، وأَضْرِبُ وَجْهي(١).

٢٦٣٤٩- حدَّثنا يعقوب، حدَّثنا أبي، عن ابن إسحاق، قال: حدَّثني عبدُ الله بنُ أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حَزْم، عن امرأته فاطمة بنت محمد بن عمارة، عن عَمْرَة بنت عبد الرحمٰن بن سَعْد بن زرارة

---

(١) إسناده حسن من أجل ابن إسحاق: وهو محمد، وقد صرح بالتحديث هنا، فانتفت شبهة تدليسه. وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير أخرج له أصحاب السنن، وهو ثقة، يعقوب: هو ابن إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف.

وأخرجه أبو يعلى (٤٥٨٦)، والبيهقي في «الدلائل» ٧/٢١٣ من طريقين عن ابن إسحاق، بهٰذا الإسناد.

وأخرجه مختصراً ابن سعد ٢/٢٦١-٢٦٢ و٢٦٢ من طريق عيسى بن معمر، وأبي الأسود، كلاهما عن عباد بن عبد الله، عن عائشة، به. قلنا: لكن في طريقهما الواقدي، وهو متروك.

وأخرجه ابن سعد ٢/٢٦٢ من طريق زيد بن أبي عتاب، عن عروة، عن عائشة، به. قلنا: وفي طريقه الواقدي كذٰلك، وهو متروك.

وقد سلف نحوه برقم (٢٤٠٣٩) و(٢٤٢١٦).

قلنا: وقولها: وقمت ألتدم مع النساء وأضرب وجهي. فيه نكارة ولم نجده إلا في هٰذه السياقة، والسيدة عائشة زوجة النبي ﷺ لا يخفى عليها حديث ابن مسعود مرفوعاً: ليس منا من ضرب الخدود، وشق الجيوب، ودعا بدعوى الجاهلية» وهو حديث صحيح سلف في مسند ابن مسعود برقم (٣٦٥٨)، وقال السندي في تفسيره هناك: ليس منا، أي: ليس من أهل طريقتنا وسنتنا.

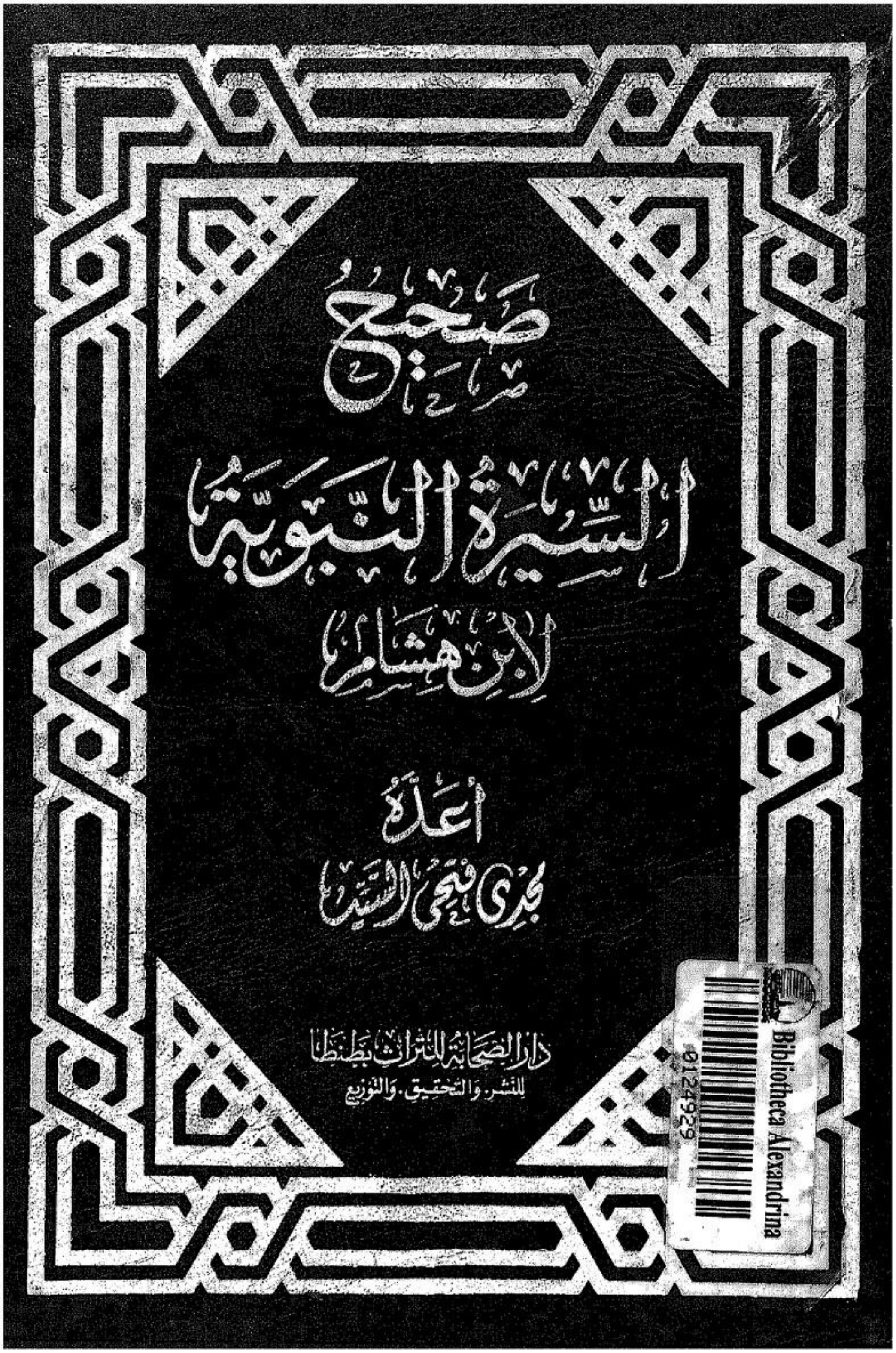
صحيح
السيرة النبوية
لابن هشام
أعده
مجدي فتحي السيد
دار الصحابة للتراث بطنطا
للنشر والتحقيق والتوزيع
Bibliotheca Alexandrina

٢٠٩٤- قال ابن إسحاق : وحدثنى يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير ، عن أبيه عباد ، قال : سمعت عائشة تقول : مات رسول الله ﷺ بين سحرى ونحرى وفى دولتى لم أظلم فيه أحدًا ، فمن سفهى وحداثة سنى أن رسول الله ﷺ قبض وهو فى حجرى ، ثم وضعت رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء وأضرب وجهى . [إسناده صحيح]

٢٠٩٥- قال ابن إسحاق : قال الزهرى : وحدثنى سعيد بن المسيب، عن أبى هريرة ، قال : لما توفى رسول الله ﷺ قام عمر بن الخطاب فقال: إن رجالاً من المنافقين يزعمون أن رسول الله ﷺ قد توفى ، وإن رسول الله ﷺوالله ما مات ، ولكنه ذهب إلى ربه كما ذهب موسى بن عمران ، فقد غاب عن قومه أربعين ليلة ثم رجع إليهم بعد أن قيل : قد مات ، والله ليرجعن رسول الله كما رجع موسى فليقطعن أيدى رجال وأرجلهم زعموا أن رسول الله ﷺ مات .

[قال]:وأقبل أبو بكر حتى نزل على باب المسجد - حين بلغه الخبر - وعمر يكلم الناس ، فلم يلتفت إلى شىء حتى دخل على رسول الله ﷺ فى بيت عائشة[رضى الله عنها]، ورسول الله ﷺ مسجى فى ناحية البيت، عليه برد حبرة، فأقبل حتى كشف عن وجه رسول الله ﷺ ، ثم أقبل عليه ، فقبله ، ثم قال : بأبى أنت وأمى ، أما الموتة التى كتب الله عليك فقد ذقتها ، ثم لن تصيبك بعدها موتة أبدًا، قال: ثم رد البرد على وجه رسول الله ﷺ، ثم خرج وعمر يكلم الناس ، فقال: على رسلك يا عمر ، أنصت ، فأبى إلا أن يتكلم ، فلما رآه أبو بكر لا ينصت ، أقبل على الناس،فلما سمع الناس كلامه أقبلوا عليه وتركوا عمر،فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال : أيها الناس ، إنه من كان يعبد محمداً فإن محمداً قد مات ، ومن كان يعبد الله فإن الله حى لا يموت، قال :ثم تلا هذه الآية (٣ : ١٤٤) :﴿ **وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين** ﴾ قال : فوالله لكأن الناس لم يعلموا أن هذه الآية نزلت ، حتى تلاها أبو بكر يومئذ ، قال: وأخذها الناس عن أبى بكر ، فإنما هى فى أفواههم ، قال : فقال أبو هريرة : قال عمر : فوالله ما هو إلا أن سمعت أبا بكر تلاها فعُقِرتُ حتى وقعت إلى الأرض ما تحملنى رجلاى، وعرفت أن رسول الله ﷺ قد مات . [إسناده صحيح]

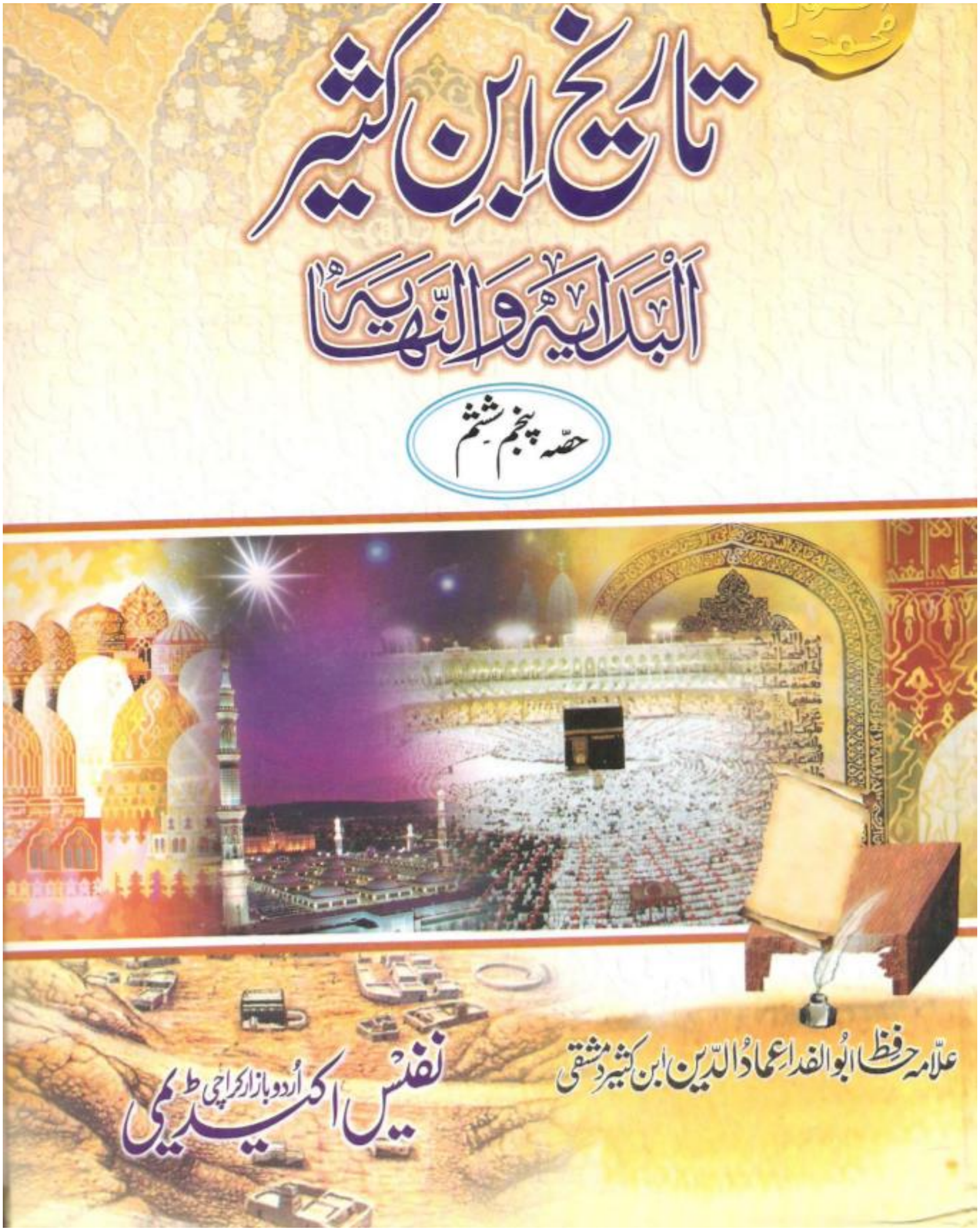
تاریخ ابنِ کثیر
البدایہ والنہایہ
حصہ پنجم ششم
علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فرمایا شفا یابی کی دعا نہ کرو ملک اللہ سے الرفیق الاعلیٰ الاسعد مع جبرائیل و میکائیل و اسرافیل کی دعا کرو نسائی نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ وغیرہ نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل جبکہ آپ ان کے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے' کان لگا کر سنا آپ فرما رہے تھے اللهم اغفرلى و ارحمنى والحقنى بالرفيق الاعلىٰ. اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے' دونوں نے اسے ہشام بن عروہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان ہوئی اور میری باری میں ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور جو کچھ کمی ہوئی ہے وہ میری سادگی اور نوعمری سے ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گود میں وفات پائی' پھر میں نے آپؐ کے سر کو تکیہ پر رکھ دیا اور میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر منہ پر طمانچے مارنے لگی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے بحوالہ المطلب بن زید ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کی بھی روح قبض ہوتی ہے' پھر وہ ثواب کو دیکھتا ہے' پھر وہ روح اس کی طرف واپس آتی ہے اور اسے اس کی طرف واپس جانے اور خدا تعالیٰ کے پاس جانے کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے' اور میں نے آپ سے یہ بات یاد کر لی' کیونکہ میں آپ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیئے ہوئے تھی' جب آپ کی گردن لٹک گئی تو میں نے آپ کی طرف دیکھا' آپ فرماتی ہیں میں نے کہا خدا کی قسم ہرگز آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے آپ نے فرمایا جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ' ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے' یعنی نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں خبر دی کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ آپ فرماتی ہیں جب آپ کی روح نکلی تو میں نے کبھی اس سے بہتر خوشبو نہیں پائی' اور یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور بیہقی نے اسے حنبل بن اسحاق کی حدیث سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے اور بیہقی بیان کرتے ہیں حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے عن ابی معشر عن محمد بن قیس عن ابی عروہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی میں نے آپ کے سینے پر ہاتھ رکھا تو تمام کھانے میرے لیے تلخ ہو گئے اور میں نے وضو کیا' اور کستوری کی خوشبو میرے ہاتھ سے نہیں جاتی تھی۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور بہز نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن ہلال نے بحوالہ ابی بردہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

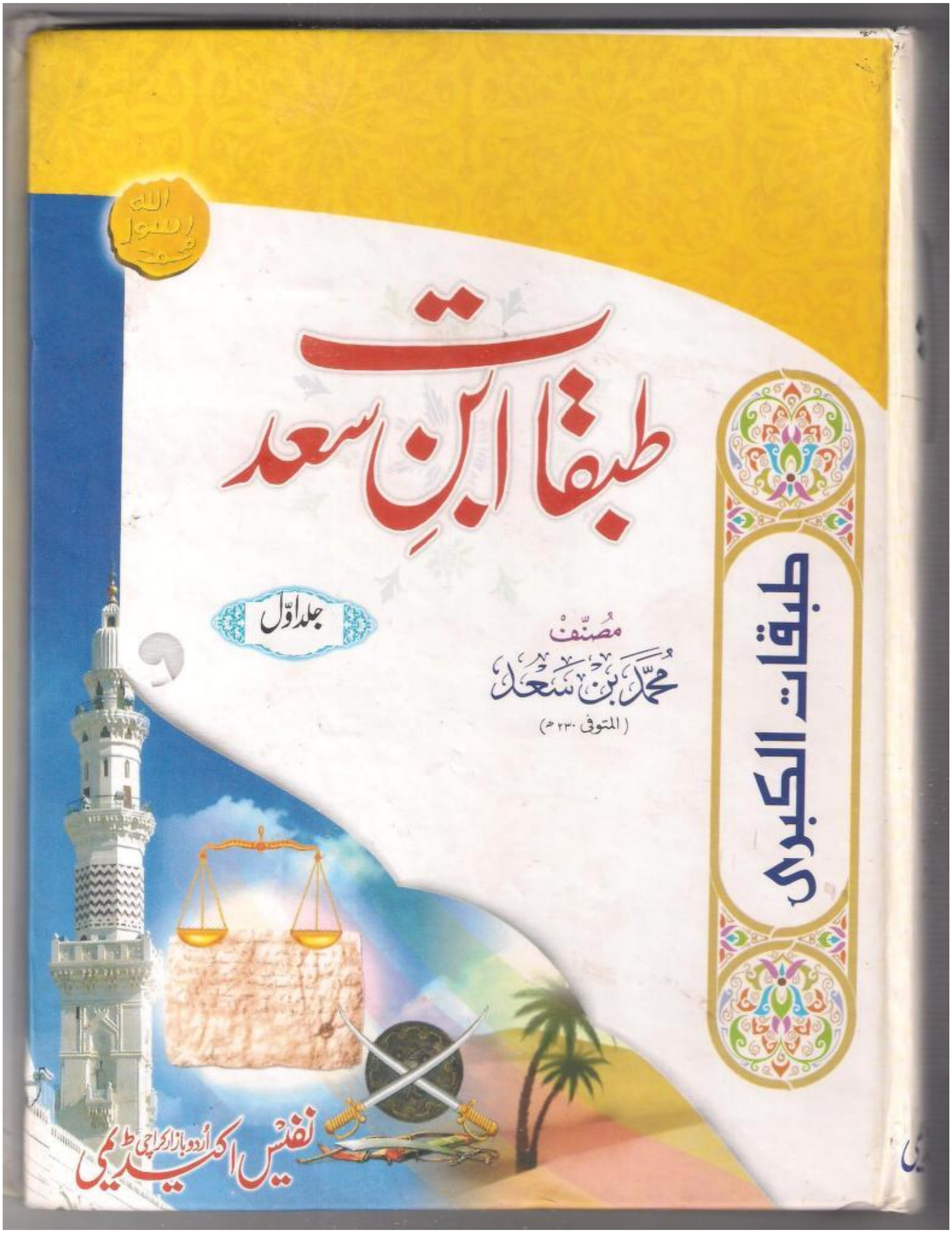
طبقات ابنِ سعد
جلد اوّل
مصنّف
محمد بن سعد
(المتوفی ۲۳۰ھ)
طبقات الکبریٰ
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کہا کہ آپ کا سر میرے آغوش میں تھا' آپؐ نے طشت منگایا' اس میں پیشاب کیا۔ آپؐ میرے آغوش میں ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے خبر نہ ہوئی' پھر کب آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی؟

ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اٹھا لیے گئے کہ آپ نے کوئی وصیت نہیں کی' اور آپؐ اس حالت میں اٹھا لیے گئے کہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک روز جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے سینے پر تھے اور آپؐ نے اپنا سر میرے شانے پر رکھ دیا یکایک آپ کا سر جھک گیا' مجھے گمان ہوا کہ آپؐ میرے سر میں سے کچھ چاہتے ہیں' آپؐ کے منہ سے ٹھنڈا پانی نکلا جو میری ہنسلی کی ہڈی پر پڑا جس سے میری جلد کے روئیں کھڑے ہو گئے' مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی تو میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میرے آغوش میں ہوئی' جب آپؐ بیمار ہوتے تھے تو جبریل علیہ السلام آپؐ کے لیے ایک دعا کرتے تھے' میں بھی آپؐ کے لیے وہی دعا کرنے لگی تو آپؐ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا ''رفیق اعلیٰ کے ساتھ''۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے ان کے ہاتھ میں ایک سبز ٹہنی تھی' آپؐ نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے خیال ہوا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے' میں نے اس کا سرا چبایا اور دانت سے کچل کر اور تر کر کے آپ کو دے دی' پھر جس طرح آپ کو میں نے مسواک کرتے دیکھا تھا اس سے زیادہ اچھی طرح آپؐ نے اس سے مسواک کی' آپؐ اسے لیے رہے' تا آنکہ وہ آپؐ کے ہاتھ سے گر گئی یا آپ کا ہاتھ گر گیا۔

دنیا کی اخیر ساعت اور آخرت کے پہلے دن میں بھی اللہ نے میرا اور آپ کا لعاب دہن جمع کر دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھ پر اللہ کے انعامات میں سے یہ ہے کہ میری آغوش میں اور میرے گھر میں اور میری نوبت میں جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش میں اور میری باری کے روز ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش اور میری ہی باری میں ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (یعنی اور ازواج کی باری نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنے دن خوشی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیے تھے) مجھے اپنی کمسنی سے تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ میرے آغوش میں اٹھائے گئے' میں نے آپ کو اس حالت پر بھی نہ چھوڑا' یہاں تک کہ آپ کو غسل دیا گیا' لیکن میں نے ایک تکیہ لے کر اسے آپؐ کے سر کے نیچے رکھ دیا۔ میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر چیخنے لگی اور سر اور منہ پیٹنے لگی' میں نے آپ کا سر تکیہ پر رکھ دیا تھا' اور آپ کو اپنے آغوش سے ہٹا دیا تھا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے۔

اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَّة

بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِيَّة ﷺ

(اردو ترجمہ)

الجزءُ الاوّل

تصنیف

شارح بخاری امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۸۵۱ — ۹۲۳ھ)

ترجمہ

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ناشر

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ)
۳۸۔ اردو بازار لاہور

میں نے اسے نرم کر دیا پھر میں نے وہ مسواک حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مسواک کے ساتھ اتنی سختی کے ساتھ مسواک کیا کہ میں نے کبھی بھی اس طرح مسواک کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا پھر آپ ﷺ نے مسواک رکھ دیا، میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ میری گود میں بوجھل ہو رہے ہیں، میں آپ ﷺ کا چہرہ دیکھنے لگی کہ آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی جبکہ آپ ﷺ یہ ارشاد فرما رہے تھے بَل الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰی مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے عرض کی اے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان فمن سفهى و حداثة سنى انه قبض فى حجرى۔ کہ میری کم عقلی اور کم عمری تھی کہ حضور ﷺ کی روح میری گود میں قبض کی گئی، پھر میں نے آپ ﷺ کا سر تکیہ پر رکھا اور میں عورتوں کے ساتھ التدام کرنے لگی، التدام سے مراد رخسار پر ہاتھ مارنا، یہ حرام نہیں کیونکہ حرمت چیخنے اور نوحہ کرنے کے بارے میں ہے۔ خارقہ (کپڑے پھاڑنے والی) حالقہ (بال منڈانے والی) اور صالقہ پر لعنت کی گئی ہے اور صالقہ سے مراد آواز کو بلند کرنے والی ہے، لدم کا ذکر نہیں اگرچہ اس کا ذکر نہیں کیا لیکن مصیبت کے وقت یہ مکروہ ہے، ایسا نہ کرنا پسندیدہ ہے مگر حضور ﷺ کی ذات پر۔

فَالصَّبْرُ يُحْمَدُ فِي الْمَصَائِبِ كُلِّهَا   إِلَّا عَلَيْكَ فَإِنَّهُ مَذْمُوْمُ

تمام مصیبتوں میں صبر کرنا پسندیدہ ہے مگر آپ پر کیونکہ آپ پر صبر کرنا مذموم ہے۔

وَقَدْ كَانَ يُدْعٰى لَابِسُ الصَّبْرِ حَازِمًا   فَاَصْبَحَ يُدْعٰى حَازِمًا حِيْنَ يَجْزَعُ

صبر کرنے والے کو محتاط کہا جاتا تھا، اب وہ جزع کرتا ہے تو محتاط نام دیا جاتا ہے۔

کرامات و معجزات

یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جب صحابہ نے غسل کے لئے قمیص اتارنے کا ارادہ کیا تو سب نے آواز سنی مگر بات کرنے والے کو نہ دیکھا، یہ بھی حضور ﷺ کی کرامت اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔ حضور ﷺ کے ظاہری زندگی، ظاہری زندگی سے پہلے اور اس ظاہری زندگی کے بعد بھی معجزات اور کرامات تھیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں ابو عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمہید میں مختلف صحیح سندوں سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت نے یہ آواز سنی جبکہ آپ ﷺ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ السلام علیکم ورحمة الله وبركاته يا اهل البيت اے اہل بیت اللہ کے ہاں ہر تلف ہونے کا عوض ہے، ہر ہلاک ہونے والے کا نائب ہے، ہر مصیبت سے صبر ہے، سب صبر کرو اور اللہ کے اجر کے طالب ہو، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وہ ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ صحابہ کی

شہادت رسول ﷺ پر عورتوں نے اپنے رخسار پیٹ پیٹ کر منہ سرخ کر لیے

رسول الله يَةُ قد توفي على الفراش والنسوة حوله فخمرن وجوههن

ترجمہ:- نبی کریم ﷺ نے بستر پر وفات پائی اور حضور ﷺ کے ارد گرد جو عورتیں بیٹھی تھیں پس انہوں نے (پیٹ کر) اپنے منہ سرخ کئے ہوئے تھے۔

فتح المنان شرح المسند الجامع-ج1صفحہ نمبر533

دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة جلد7صفحہ نمبر217

فتح المنان

شرح وتحقيق

كتاب الدارمي أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن

المسمى ب:

المسند الجامع

الجزء الأول

*- مقدمة الشرح والتحقيق

١- كتاب فضائل سيد الأولين والآخرين
١ - ١٠٠

شرحه وقابله على الأصول الخطية

السيد أبو عاصم نبيل بن هاشم الغمري

. . . .

= قوله: «فادفنوا صاحبكم»:

وكان مما قاله أيضاً العباس رضي الله عنه لعمر ما رواه البيهقي في الدلائل من حديث أبي الأسود، عن عروة في ذكر وفاته ــ تقدم طرف منه قريباً ــ وفيه: فخرج العباس بن عبد المطلب والناس في المسجد قد ملئوه ويبكون ويموجون لا يسمعون فقال: يا أيها الناس: هل عندكم أحد منكم من عهد من رسول الله ﷺ في وفاته؟ فليخبرنا، قالوا: لا، قال: هل عندك يا عمر من علم؟ قال: لا، قال العباس: اشهد أيها الناس أنّ أحداً لا يشهد على النبي ﷺ لعهد عهده إليه في وفاته والله الذي لا إله إلا هو، لقد ذاق رسول الله ﷺ الموت، قال: واقبل أبو بكر من السنح على دابته حتى نزل بباب المسجد ثم أقبل مكروباً حزيناً فاستأذن في بيت ابنته عائشة فأذنت له فدخل ورسول الله ﷺ قد توفي على الفراش والنسوة حوله فخمرن وجوههن واستترن من أبي بكر إلا ما كان من عائشة، فكشف عن رسول الله ﷺ فحنا عليه يقبله ويبكي ويقول: ليس ما يقول ابن الخطاب شيء، توفي رسول الله ﷺ، والذي نفسي بيده رحمة الله عليك يا رسول الله ما أطيبك حياً وما أطيبك ميتاً. ثم غشاه بالثوب، ثم خرج سريعاً إلى المسجد يتوطأ رقاب الناس حتى أتى المنبر، وجلس عمر حتى رأى أبا بكر مقبلاً إليه فقام أبو بكر إلى جانب المنبر، ثم نادى الناس فجلسوا وأنصتوا، فتشهد أبو بكر بما علمه من التشهد وقال: إن الله تبارك وتعالى نعى نبيكم إلى نفسه وهو حيّ بين أظهركم، ونعاكم إلى أنفسكم، فهو الموت حتى لا يبقى أحد إلا الله عز وجل، قال الله تبارك وتعالى: ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّـٰكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ ﴾، فقال عمر: هذه الآية في القرآن؟ والله ما علمت أن هذه الآية أنزلت قبل اليوم، وقال: قال الله عز وجل لمحمد: ﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ﴾، ثم قال: قال الله تبارك وتعالى: ﴿ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ إِلَّا =

دَلائِلُ النُّبُوَّةِ

وَمَعْرِفَةُ أَحْوالِ صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ

لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

(٣٨٤ - ٤٥٨) هـ

وثق أصوله وخرج حديثه وعلق عليه

الدكتور عبد المعطي قلعجي

السفر السابع

يطبع لأول مرة عن عشر نسخ خطية

DKI

دار الكتب العلمية

أسسها محمد علي بيضون سنة 1971

بيروت - لبنان

ولكني كنت أرجو ، ان يعيش رسول الله ﷺ حتى يدبُرنا ، يريد حتى يكون رسول الله ﷺ آخرنا. فأختار الله لرسوله ﷺ ، الذي عنده ، على الذي عندكم، وهذا الكتاب الذي هدى الله به رسوله ، فخذوا به تهتدوا بما هدى الله رسوله ﷺ .

رواه البخاري في الصحيح عن يحيى بن بكير(٣٢).

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، قال : اخبرنا أبو جعفر البغدادي ، قال : حدثنا أبو عُلاَثَة، محمد بن عمر بن خالد ، قال : حدثنا أبي ، قال : حدثنا ابن لهيعة ، قال : حدثنا ابو الاسود ، عن عروة في ذكر وفاته ﷺ، قال : وقام عمر بن الخطاب ، يخطب الناس ، ويوعد من قال : قد مات بالقتل والقطع ، ويقول : إنَّ رسول الله ﷺ في غشيته لو قد قام ، قطع وقتل، وعمرو بن قيس بن زائدة بن الأصم ابن أم مكتوم قائم في مؤخر المسجد يقرأ ﴿وما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبله الرسل . . . ﴾ إلى قوله . . وسجزي الله الشاكرين ﴾ والناس في المسجد قد ملؤه، ويبكون ، ويموجون لا يسمعون ، فخرج عباس بن عبد المطلب على الناس، فقال : يا أيها الناس : هل عند أحد منكم من عهد من رسول الله ﷺ في وفاته فليحدنا قالوا : لا . قال : هل عندك يا عمر من علم ؟ قال : لا . قال العباس : أشهد أيها الناس أنَّ احداً لا يشهد على النبي ﷺ لعهد عهده إليه في وفاته ، والله الذي لا إله إلا هو ، لقد ذاق رسول الله ﷺ الموت .

قال : وأقبل أبو بكر من السنح(٣٣) على دابته حتى نزل بباب المسجد ، ثم اقبل مكروباً حزيناً فاستأذن في بيت إبنته عائشة ، فأذنت له فدخل، ورسول الله ﷺ قد توفي على الفراش والنسوة حوله ؛ فخمرن وجوههن ،واستترن من أبي

---

(٣٢) فتح الباري (١٣ : ٢٤٥) في كتاب الاعتصام بالسنة .
(٣٣) (السنح) مكان بيت أبي بكر الصديق .

بنی ہاشم کی عورتوں کا مولا حسن علیہ السلام پر ماتم

جب مولا حسن علیہ السلام کی شہادت کے وقت تمام مدینے میں عجیب ماتم برپا تھا۔ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک ماہ تک بنی ہاشم کی عورتیں آپ علیہ السلام پر ماتم کرتی رہیں۔

فضائل صحابہ واہل بیت صفحہ نمبر 207

فضائلِ صحابہ و اہلِ بیت

حضرت مولانا محمد علی حسین البکری صاحب

شبیّر برادرز، اردو بازار
لاہور

تعالیٰ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بڑھ اور امامت کر۔ قسم اللہ کی اگر سنت نبوی نہ ہوتی تو میں تجھ کو اس وقت امامت نہ کرنے دیتا۔ چنانچہ مروان نے نماز جنازہ کی امامت کی۔

نماز کے بعد جب حجرہ مطہرہ کی جانب جنازہ لے جایا جانے لگا تو مروان معہ اپنے لشکریوں کے مانع ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے رفقاء نے ہتھیار باندھے کہ لڑ کر آپ کو حجرۂ مطہرہ میں دفن کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ معلوم کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سر مبارک پر بوسہ دیا اور پائے مبارک پکڑ لیے اور عرض کیا کہ آپ کے حضرت برادر محترم کا حکم تھا کہ اگر یہ لوگ مانع ہوں تو مراجعت نہ کرنا اور حضرت سیدہ مطہرہ والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن کرنا۔ غرضکہ اُن کی اس تفہیم مخلصانہ پر حضرت نے ہتھیار کھول دیئے اور بقیع شریف میں آپ کی والدہ مطہرہ سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلوئے انور میں لے جا کر دفن فرما دیا۔

حضرت سیدنا امام حسین اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت سیدنا محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم نے قبر انور میں اُتارا۔ حضرت ثعلبہ سے روایت ہے کہ میں اس وقت حاضر تھا۔ اتنی مخلوق تشییع جنازے میں تھی کہ اگر سوئی پھینکی جاتی تو وہ بھی آدمیوں ہی پر پڑتی۔

تمام مدینہ طیبہ میں عجیب ماتم برپا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ماہ تک بنی ہاشم کی عورتیں آپ پر ماتم کرتی رہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ آمین۔

مقام غور ہے کہ ان سادات عالی مقامان کا حالِ خوف یہ ہے جو بیان ہوا جو کہ آرائش و زیبائش جناں ہیں تو دوسروں کو کیا ہی خوف ہونا چاہیئے۔ نزدیکاں رابیش بود حیرانی۔ روایت ہے کہ مروان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے جنازے میں روتے دیکھا تو فرمایا۔ کہ تو اب اُن پر روتا ہے حالانکہ کیسے کیسے ترکش گزر دے ۔ غث تو ان کو زندگی میں پلاتا تھا۔ اس نے کہا بے شک میں جو کچھ کرتا تھا پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس سے بھی زیادہ بردبار کے ساتھ کرتا تھا۔

بعد وفات شریف کے اس حرماں نصیب جعدہ نے یزید کو لکھا اور ایفاء وعدہ کا مطالبہ

بیبی زینب سلام اللہ علیھا کا مولا حسین علیہ السلام پر ماتم

میدان کربلا سے گزرتے وقت جب عورتوں نے مولا حسین علیہ السلام اور انکے اصحاب کو پڑے ہوئے دیکھا تو عورتیں روئیں اور چلائیں اور بی بی زینب سلام اللہ علیھا نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کا ندبہ کیا اور اس نے روتے ہوئے کہا:

"اے محمد اے محمد ﷺ اللہ اور اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود پڑھیں، حسین علیہ السلام خون میں لتھڑا اور مقطوع الاعضاء ہو کر میدان میں پڑا ہے، اے محمد ﷺ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپکی ذریت قتل ہوئی پڑی ہے جسپر صبا خاک اڑاتی ہے".

راوی بیان کرتا ہے، خدا کی قسم بی بی زینب سلام اللہ علیھا نے ہر دوست اور دشمن کو رلا دیا۔

قرۃ بن قیس نے بیان کیا ہے کہ جب عورتیں مقتولین کے پاس سے گزریں تو وہ چلائیں اور انہوں نے اپنے رخساروں پر تماچے مارے۔

تاریخ ابن کثیر جلد ہشتم صفحہ 247

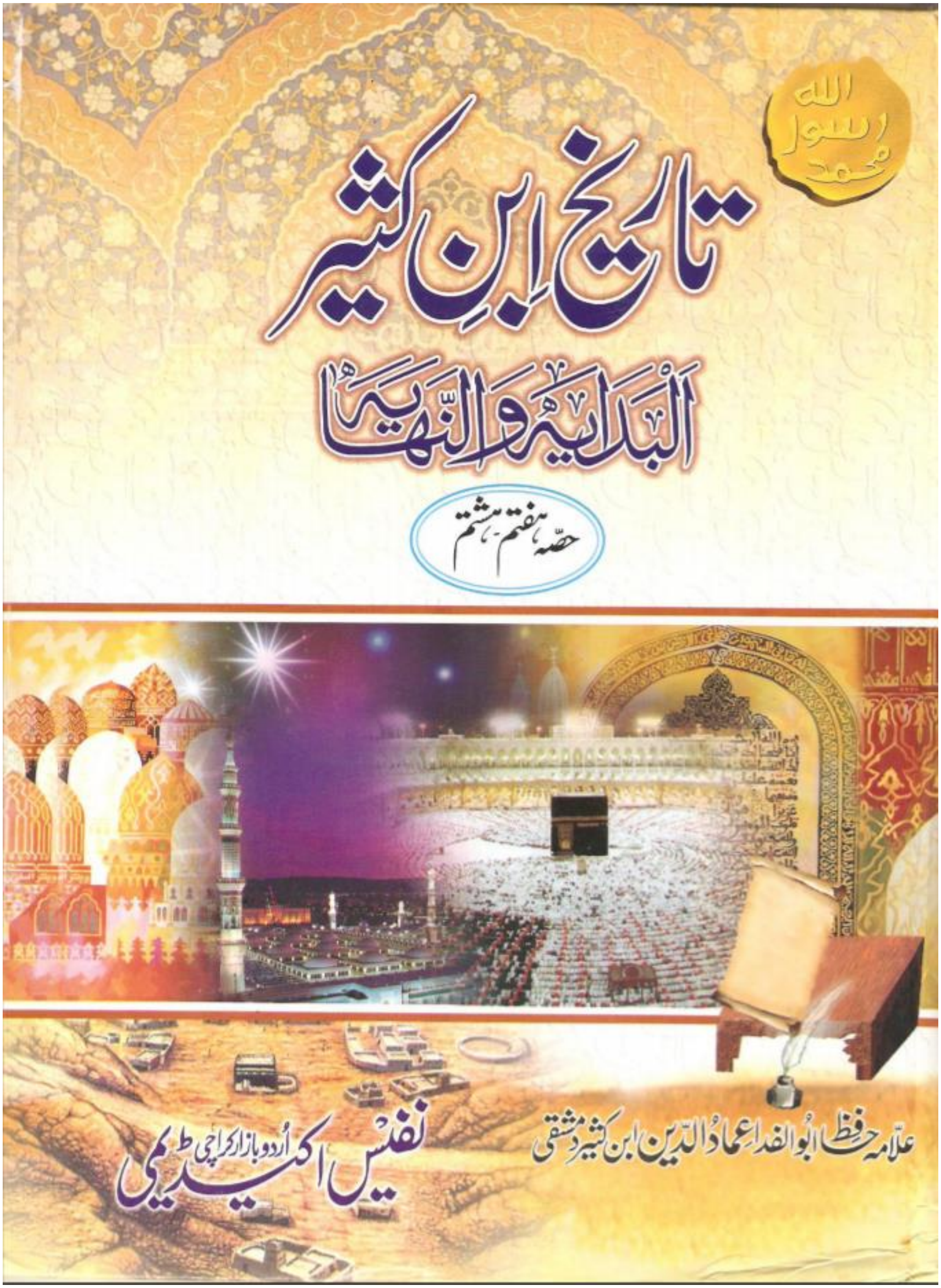
اللہ
رسول
محمد
تاریخ ابنِ کثیر
البدایہ والنہایہ
حصہ ہفتم-ہشتم
علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

بھجوایا تھا یا نہیں' اس بارے میں دو قول ہیں' ان دونوں میں سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ اس نے اسے یزید کے پاس بھجوایا تھا اور اس بارے میں بہت سے آثار بیان ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابومخنف نے عن ابی حمزۃ الشمالی عن عبداللہ الیمانی عن القاسم بن نجیت بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا' پھر کہنے لگا' اس کی اور ہماری مثال حصین ابن الحمام المری کے قول کے مطابق ہے کہ۔

''وہ تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیوں کو توڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

حضرت ابو برزہ اسلمی نے اسے کہا خدا کی قسم' تیری یہ چھڑی اس جگہ لگی ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے دیکھا ہے۔ پھر انہوں نے کہا بلاشبہ یہ قیامت کے روز آئیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سفارشی ہوں گے اور تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا پھر وہ کھڑے ہوئے اور پشت پھیر کر چلے گئے' اور ابن ابی الدنیا نے اسے عن ابی الولید عن خالد بن یزید بن اسد بن عمار الدھنی عن جعفر روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسینؓ کے سر کو یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس کے پاس حضرت ابو برزہ بھی موجود تھے وہ چھڑی مارنے لگا تو انہوں نے اسے کہا اپنی چھڑی کو اٹھالو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے بوسے دیتے دیکھا ہے' ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن شبیب نے الحمیدی سے بحوالہ ابوسفیان مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن ابی حفصہ سے سنا کہ حسن نے بیان کیا کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو یزید چھڑی سے ٹھوکے دینے لگا' سفیان نے بیان کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حصین اس کے بعد یہ شعر پڑھتا تھا۔

''سمیہ کی نسل سنگریزوں کی تعداد کی مانند ہوگئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی کوئی نسل نہیں ہے''۔

اور آپ کے بقیہ اہل اور بیویوں کو عمر بن سعد نے محافظوں کے سپرد کیا پھر انہوں نے ان کو ہودجوں میں اونٹوں پر سوار کرا دیا اور جب وہ میدانِ کارزار کے پاس سے گزرے اور انہوں نے وہاں حضرت حسینؓ اور آپ کے اصحاب کو پڑے ہوئے دیکھا تو عورتیں روئیں اور چلائیں اور حضرت زینبؓ نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ندبہ کیا اور اس نے روتے ہوئے کہا:

''اے محمدؐ! اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود پڑھیں' حسین خون میں لتھڑا اور مقطوع الاعضاء ہو کر میدان میں پڑا ہے' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی ذریت قتل ہوئی پڑی ہے' جس پر صبا خاک اڑاتی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم حضرت زینبؓ نے ہر دوست اور دشمن کو رُلا دیا۔

قرۃ بن قیس نے بیان کیا ہے کہ جب عورتیں مقتولین کے پاس سے گزریں تو وہ چلائیں اور انھوں نے اپنے رخساروں پر طمانچے مارے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عورتوں کا اس قدر خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا جتنا میں نے اس روز دیکھا' قسم بخدا وہ بیرین کی نیل گایوں سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں اور اس نے وہ بات بیان کی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے پھر اس نے بیان کیا ہے پھر وہ انہیں کربلا سے لے گئے حتیٰ کہ کوفہ میں داخل ہو گئے اور ابن زیاد نے ان کی عزت کی اور انھیں اخراجات اور لباس وغیرہ دیئے'

اہل بیت علیہ السلام کا مولا حسین علیہ السلام پر ماتم

ایک اور روایت میں ہے کہ جب یہ بیبیاں آپ علیہ السلام کی لاش اور آپکے عزیزوں اور فرزندوں کی لاشوں کی طرف سے گذریں تو آہ و نالہ کرنے لگیں اور اپنا منہ پیٹنے لگیں۔

تاریخ طبری جلد چہرم: حصہ اول صفحہ نمبر 232

عبدالملک کہتا ہے میں نے قتل حسین علیہ السلام کی ندا کر دی۔اس کو سن کر زنان بنی ہاشم نے اپنے اپنے گھروں میں جیسا نوحہ وماتم قتل حسین علیہ السلام پر کیا میں نے کبھی نہ سنا تھا۔اس پر عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھا:-

ترجمہ:-"یعنی ہماری عورتیں جنگ ارتب میں جس طرح روئی پیٹی تھیں آخر اس طرح عبدالمدان والے بنی زیاد کی عورتیں بھی روئی پیٹیں"

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا:" عثمان بن عفان کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ وماتم اسی کا بدلہ میں ہے۔"

تاریخ طبری جلد چہرم: حصہ اول صفحہ نمبر 241

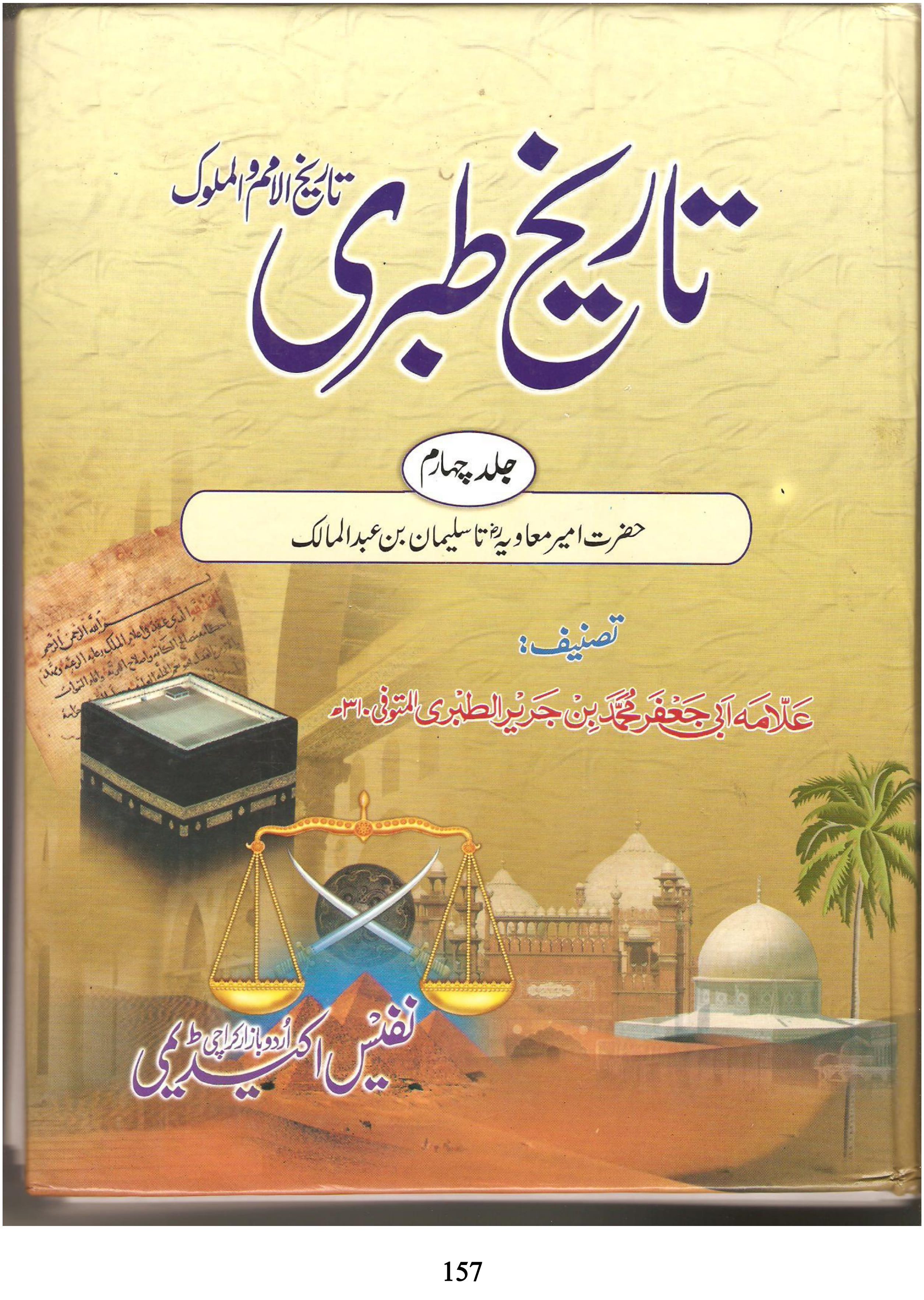
تاریخ الامم والملوک
تاریخ طبری
جلد چہارم
حضرت امیر معاویہؓ تا سلیمان بن عبدالمالک
تصنیف:
علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ
نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

نے اس شخص کو موضع زراہ کی طرف شہر بدر کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جسم کی پامالی:

اس کے بعد ابن سعد نے اپنے ساتھ والوں میں یہ منادی کی کون کون لوگ اپنے گھوڑوں سے حسین کو پامال کریں گے۔ یہ سن کر دس شخص نکلے ان میں اسحٰق بن حیوۃ حضرمی بھی تھا جس نے آپ کا قمیص اتار لیا تھا۔ اور آخر مبروص ہو گیا تھا اور ان لوگوں میں اخنس بن مرثد حضرمی بھی تھا یہ دسوں سوار آئے اور اپنے گھوڑوں سے حسین رضی اللہ عنہ کو پامال کیا۔ اس طرح کہ ان کے سینہ و پشت کو چور چور کر دیا۔ اس کے بعد ہی اخنس کو ایک تیر کہیں سے آ کے لگا۔ وہ ابھی میدان قتال میں موجود تھا تیر اس کے قلب پر پڑا وہ مر گیا۔

شہدائے کربلا:

حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بہتر شخص قتل ہوئے۔ ان کے قتل ہونے کے ایک دن بعد مقام غاضریہ میں جو بنی اسد کے لوگ رہتے تھے انھوں نے مل کر ان لوگوں کو دفن کیا ابن سعد کے اصحاب میں سے اٹھاسی شخص قتل ہوئے۔ اور زخمی ان کے علاوہ تھے۔ ابن سعد نے اپنے اصحاب کی لاشوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔

سر حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کوفہ:

حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہوتے ہی ان کے سر کو اسی دن خولی کے ہاتھ حمید بن مسلم کو ساتھ کر کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ خولی سر کو لیے ہوئے ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ یہ اپنے گھر چلا آیا۔ سر کو ایک لگن کے نیچے ڈھانک کر رکھ دیا۔ اس کی دو عورتیں تھیں ایک بنی اسد میں کی اور ایک حضرمی تھی اس کا نام نوار تھا۔ یہ رات اسی کے پاس رہنے کی تھی۔ جب وہ فرش خواب پر آیا تو نوار نے پوچھا کیا خبر ہے تو کیا لے کر آیا ہے۔ اس نے کہا تمام دنیا کی دولت تیرے پاس لے کر آیا ہوں۔ تیرے خیمہ میں حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر آیا ہوں۔ نوار نے کہا تف ہے تجھ پر۔ لوگ سونا چاندی لے کر آئے اور تو رسول اللہ ﷺ کے فرزند کا سر لایا ہے۔ واللہ میں اور تو دونوں ایک خیمہ میں اب کبھی نہ رہیں گے نوار یہ کہہ کر بستر سے اٹھی اور سیدھی اسی گھر میں گئی۔ جہاں آپ کا سر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے زن اسدیہ کو بلا لیا۔ نوار بیٹھی ہوئی سر کو دیکھ رہی تھی وہ کہتی ہے۔ واللہ آسمان سے ایک نور کا عمود اس لگن تک تھا۔ میں برابر دیکھتی رہی اور سفید سفید پرندے اس کے گرداگرد اڑ رہے تھے۔ صبح ہوئی تو وہ سر کو ابن زیاد کے پاس لے گیا۔

اہل بیت کی روانگی کوفہ:

ابن سعد نے اس دن وہیں مقام کیا دوسرے دن صبح کو حمید بن بکیر کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی منادی کر دے وہ اپنے ساتھ آپ کی بیٹیوں کو اور بہنوں اور بچوں کو سوار کر کے لے چلا اور علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے۔ یہ بیبیاں جب آپ کی لاش اور آپ کے عزیزوں اور فرزندوں کی لاشوں کی طرف سے گذریں تو آہ و نالہ کرنے لگیں۔ اور منہ پیٹنے لگیں۔ قرہ بن قیس تمیمی کہتا ہے میں گھوڑا بڑھا کر قریب گیا ان عورتوں کو میں نے دیکھا۔ میں نے ایسی عورتیں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ واللہ آہوان صحرائی سے بڑھ کر حسین تھیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کبھی نہیں بھولوں گا۔ جس وقت اپنے بھائی کی لاش پر پہنچیں تو کہتی تھیں وامحمداہ وامحمداہ ملائکہ آسمان کی صلوات آپ پر ہو۔ حسین رضی اللہ عنہ میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں یا محمداہ آپ کی بیٹیاں بندی جاتی ہیں۔ آپ کی ذریت قتل کی گئی۔ ہوا ان کی لاش پر خاک ڈال

و انا الیہ راجعون۔ عبدالملک اب عمرو بن سعید کے پاس آیا۔ دیکھتے ہی اس نے پوچھا "صادراءک" وہاں کی کیا خبر لایا ہے۔ اس نے کہا آپ کے خوش ہونے کی خبر ہے۔ قتل الحسین بن علی علیہ السلام کہا: اس خبر کی منادی کر دے عبدالملک کہتا ہے میں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ندا کر دی۔ اس کو سن کر زنان بنی ہاشم نے اپنے اپنے گھروں میں جیسا نوحہ و ماتم قتل حسین رضی اللہ عنہ پر کیا میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ اس پر عمرو بن سعید نے ہنس کر یہ شعر عمرو بن سعدی کا پڑھا۔

عَجَّتْ[1] نِسَاءُ بَنِیْ زِیَادٍ عَجَّۃً كَعَجِیْجِ نِسْوَتِنَا غَدَاۃَ الْاَرْنَبِ

ترجمہ: "یعنی ہماری عورتیں جنگ ارنب میں جس طرح روئی پیٹی تھیں آخر اسی طرح عبدالمدان والے بنی زیاد کی عورتیں بھی روئی پیٹیں"۔

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا: "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ و ماتم اسی کے بدلہ میں ہے" اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر بیان کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر علیہ السلام کا صبر و ایثار:

عبداللہ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر جب پہنچی۔ تو ان کے بعض خدام اور سب لوگ پرسہ دینے کو ان کے پاس آئے۔ خدام میں ایک غلام آزاد ان کا شاید ابوالسلاس کہنے لگا۔ یہ مصیبت ہم پر حسین رضی اللہ عنہ نے ڈالی عبداللہ بن جعفر علیہ السلام نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ کر مارا۔ اور کہا او پسر لخنا حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت ایسا کلمہ کہتا ہے۔ واللہ! اگر میں خود وہاں ہوتا تو ہرگز ان سے جدا نہ ہوتا۔ اور یہی چاہتا کہ ان کے ساتھ میں بھی قتل ہو جاؤں۔ واللہ وہ ایسے ہیں کہ ان دونوں فرزندوں کے عوض اپنی جان میں ان پر فدا کرتا۔ ان دونوں فرزندوں کی مصیبت کو میں مصیبت نہیں سمجھتا۔ انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جان دی ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا شکر ہے خداوند عالم کا جس نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے غم و ماتم میں ہم کو مبتلا کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت میرے ہاتھ سے نہ ہوئی تو میرے فرزندوں سے تو ہوئی۔

ام لقمان بنت عقیل رضی اللہ عنہا کا نوحہ:

جب اہل مدینہ کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی تو (ام لقمان) بنت عقیل رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اپنے خاندان کی عورتوں کو ساتھ لیے ہوئے نکلیں۔ سر ان کا کھلا ہوا تھا چادر کو سنبھالتی جاتی تھیں۔ اور یہ کہہ رہی تھیں۔

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ النَّبِیُّ لَكُمْ مَاذَا فَعَلْتُمْ وَ اَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ

بِعِتْرَتِیْ وَ بِاَھْلِیْ بعد مفتقدی مِنْهُمْ اُسَارٰی وَ مِنْهُمْ ضُرِّجُوْا بِدَمِ

ترجمہ: "لوگو! کیا جواب دو گے پیغمبر کو۔ جب وہ تم سے یہ بات پوچھیں گے کہ تم نے پیغمبر آخر الزمان کی امت ہو کہ میری عزت اور میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ان میں سے کچھ اسیر ہیں اور کچھ آلودہ خاک و خون"۔

---

[1] بنی زبید نے عبدالمدان والے بنی زیاد پر معرکہ ارنب میں فتح پائی تھی اور ان سے اپنا انتقام لیا تھا تو بنی زیاد کی عورتیں کشتوں کے لیے روئی تھیں ان کے رونے پر خوش ہو کر شاعر بنی زبید نے یہ شعر کہا تھا۔۱۲

خالد بن ولید پہ سات روز ماتم ہوا

عبداللہ بن عکرمتہ سے روایت ہے فرمایا: لوگوں کی بات پر تعجب ہے، حضرت عمر نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا، جب کہ خالد بن ولید پر مکہ اور مدینہ میں بنی مغیرہ کی عورتیں سات دن تک روتی رہیں، انہوں نے گریبان چاک کیے، چہروں پہ مارا اور لوگوں کو ان ایام میں کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ دن گزر گئے حضرت عمر انہیں منع نہیں کرتے تھے۔

کنزالعمال حصہ پانزدھم صفحہ نمبر 312

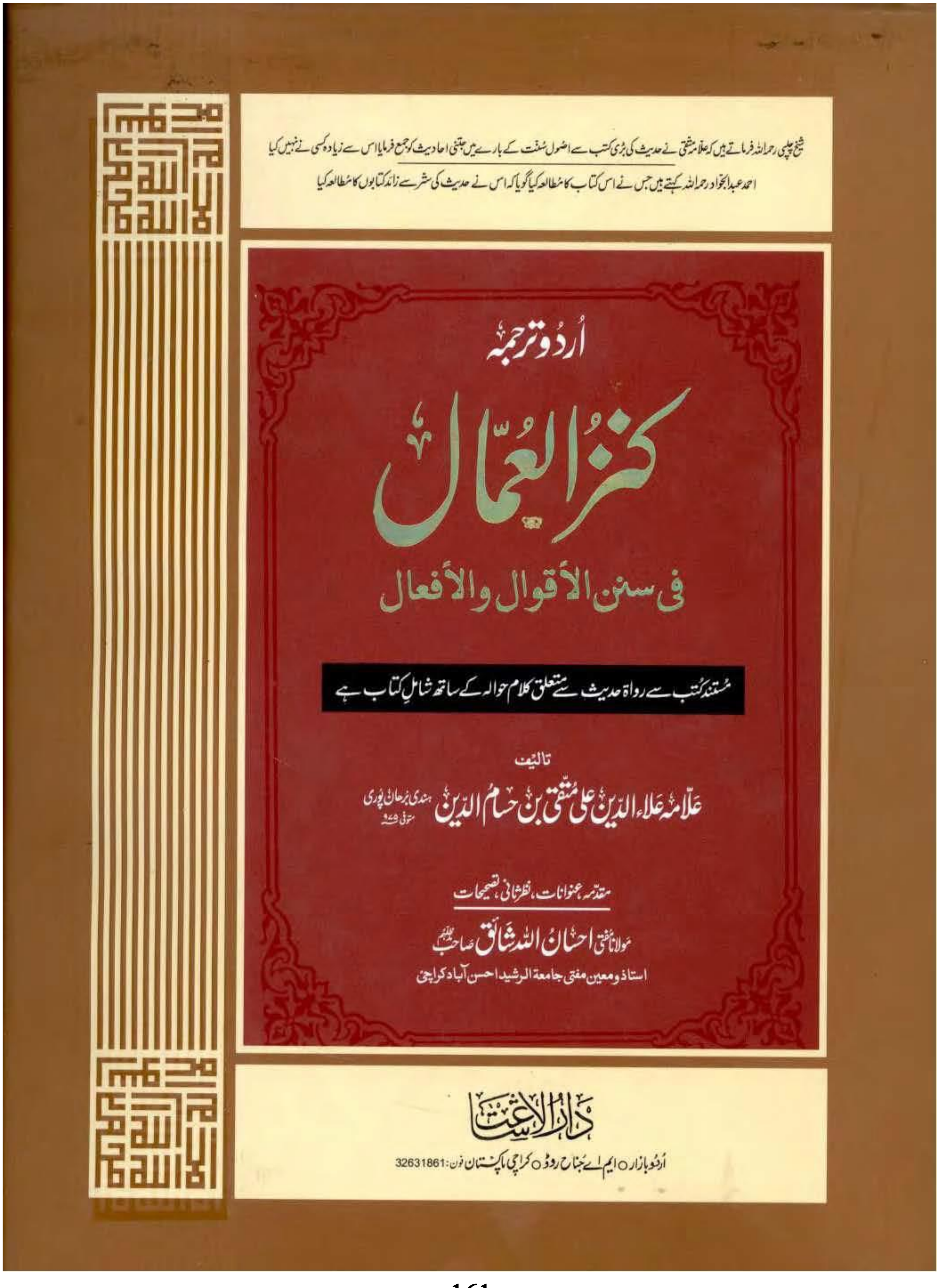
شیخ چلپی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ متقی نے حدیث کی بڑی کتب سے اصول سنت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع فرمایا اس سے زیادہ کسی نے نہیں کیا
احمد عبدالجواد رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے اس کتاب کا مطالعہ کیا گویا کہ اس نے حدیث کی سو سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا
اردو ترجمہ
کنز العمال
فی سنن الأقوال والأفعال
مستند کتب سے رواۃ حدیث سے متعلق کلام حوالہ کے ساتھ شامل کتاب ہے
تالیف
علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری
مقدمہ، عنوانات، نظرثانی، تصحیحات
مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

۴۲۹۰۷... سفیان بن سلمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، تو بنی مغیرہ کی عورتیں حضرت خالد کے گھر اکٹھی ہو گئیں، اوران پر رونے لگیں، کسی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دیا کہ عورتیں حضرت خالد کے گھر جمع ہو گئیں اور وہ آپ کو وہ چیز سنانا چاہتی ہیں جو آپ ناپسند کرتے ہیں، ان کی طرف جانے والی قاصد نے کہا: انہیں روکیں! تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر وہ اپنے آنسوؤں سے دل برداشتہ ہوتی ہیں تو ان پر کوئی حرج نہیں، جب تک (سر پر) گرد وغبار اور اونچی آواز نہ ہو۔

ابن سعد، ابو عبید فی الغریب والحاکم فی المکنی ویعقوب بن سفیان بیهقی، ابو نعیم، ابن عساکر

۴۲۹۰۸... عبداللہ بن عکرمہ سے روایت ہے فرمایا: لوگوں کی بات پر تعجب ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا، جب کہ خالد بن ولید پر مکہ اور مدینہ میں بنی مغیرہ کی عورتیں سات دن روتی رہیں، انہوں نے گریبان چاق کیے، چہروں پر مارا اور لوگوں کو ان ایام میں کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ دن گزر گئے حضرت عمر انہیں منع نہیں کرتے تھے۔ رواہ ابن سعد

حضرت خالد بن ولید کی وفات پر عورتوں کے رونے کے دو واقعے ہیں، ایک مرتبہ آپ نے درگزر فرمایا جیسا کہ سابقہ روایت میں ہے لیکن جب عورتوں کا معاملہ طول پکڑ گیا تو آپ نے سختی فرمائی، تو لوگوں نے دونوں کو یکجا کر دیا۔

۴۲۹۰۹... سعید بن المسیب سے روایت ہے فرمایا: جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان پر رونے والی عورتیں کھڑی کر دیں، حضرت عمر کو پتہ چلا آپ نے انہیں حضرت ابوبکر پر رونے سے منع فرمایا: لیکن وہ باز نہ آئیں، آپ نے ہشام بن ولید سے کہا: ابوقحافہ کی بیٹی (یعنی پوتی مراد حضرت عائشہ) سے جا کر کہو اور درے ان عورتوں کو مارنا، نوحہ کرنے والیاں اس سے ڈر گئیں، آپ نے فرمایا: کیا تم ابوبکر پر رو کر انہیں عذاب میں مبتلا کرنا چاہتی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ رواہ ابن سعد

۴۲۹۱۰... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مغرب وعشاء کے درمیان ہوا ہم لوگوں نے (اسی حالت میں) صبح کر دی تو انصار ومہاجرین کی عورتیں جمع ہو گئیں اور رونے والیاں کھڑی کر دیں، (اس وقت) حضرت ابوبکر کو غسل وکفن دیا جا رہا تھا، حضرت عمر نے نوحہ کا کہا تو وہ عورتیں ڈر گئیں، اللہ کی قسم! تم عورتیں اسی (بات کے) لئے متفرق ہوتی اور جمع ہوتی ہو۔

رواہ ابن سعد

۴۲۹۱۱..... سعید بن المسیب سے روایت ہے فرمایا: جب صدیق اکبر کا انتقال ہوا، تو آپ پر رویا گیا، تو حضرت عمر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: میت کو زندہ شخص کے (اس پر) رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے لیکن وہ رونے سے باز نہ آئیں، تو حضرت عمر نے ہشام بن ولید سے فرمایا: جاؤ اور عورتوں کو باہر نکالو، حضرت عائشہ نے فرمایا: میں تمہیں باہر نکال دوں گی، حضرت عمر نے فرمایا: (ہشام!) اندر جاؤ میں نے تمہیں اجازت دی ہے وہ اندر گئے، تو حضرت عائشہ نے فرمایا (ہشام!) بیٹا کیا تم مجھے باہر نکالو گے! انہوں نے عرض کیا، جہاں تک آپ کا معاملہ ہے تو میں نے آپ کو اجازت دی ہے، پھر وہ ایک ایک عورت کو باہر نکالنے لگے اور درے سے مارنے لگے، یہاں تک کہ ام فروہ باہر نکلیں، اور (ہشام نے) عورتوں کو منتشر کر دیا۔ ابن راھویہ وھو صحیح

۴۲۹۱۲... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا: جب جعفر بن ابی طالب، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ (خاموشی سے) بیٹھ گئے آپ کے چہرے پر غم کے آثار نظر آ رہے تھے، میں دروازے کی چھلنی سے (آپ کو) دیکھ رہی تھی، اتنے میں ایک شخص آ کر آپ سے کہنے لگا: یا رسول اللہ! جعفر (کے گھرانے) کی خواتین، پھر اس نے ان کے رونے کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا: جاؤ انہیں خاموش کراؤ اگر وہ خاموش نہ ہوں تو ان کے چہروں میں مٹی ڈال دینا۔ رواہ ابن ابی شیبۃ

بخاری کی روایت میں ہے کہ وہ شخص بار بار آ کر آپ سے یہی بات کہتا تو مجبوراً آپ نے کہا: اگر وہ خاموش نہیں ہو رہی ہیں ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو تا کہ وہ چپ ہو جائیں، آپ کا منشا تھا کہ غم کی وجہ سے عورتیں رو رہی ہیں تو ایک دفعہ منع کر دینے سے اگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا تو تمہارا حق پورا ہو گیا کہ تم نے روک دیا، بار بار اس بات کو دہرانا مناسب نہیں۔

امام حنبل کی وفات پر ماتم

جس دن امام احمد بن حنبل کا انتقال ہوا چار اقسام کے لوگوں میں ماتم اور نوحہ خوانی کا ایک کہرام سا مچ گیا یعنی مسلمانوں یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں میں۔

حلیتہ الاولیاء حصہ نہم صفحہ نمبر 142

تاریخ اسلام کی ۸۰۰ شخصیات کے احوال، اقوال اور مرویات پر مشتمل مستند و بے مثال کتاب

حلیۃ الاولیاء اردو

و

طبقات الاصفیاء

حصہ نہم

عبدالرحمن بن مہدی، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، مشہور عبادت گذار
تابعین کرام، ابوسلیمان دارانی، ذوالنون مصری رحمہم اللہ وغیرھم کا تذکرہ

امام حافظ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی

مترجم
مولانا محمد یوسف تنولی فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
استاد مدرسہ عربیہ حنفیہ دارالسلام آزاد کشمیر

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

تلاش کی جب میرے پاس رخصت ہونے لگے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غار ثور میں تین دن تک روپوش رہے ہمارے لئے حلال نہیں کہ ہم فراخی میں آپ ﷺ کی اتباع کریں اور شدت میں آپ ﷺ کی اتباع ترک کردیں، ابوحامد کہتے ہیں: میں نے یہ واقعہ امام احمد رحمہ اللہ کے دو بیٹوں عبداللہ وصالح کے گوش گزار کیا ہے کہنے لگے: ہم نے یہ واقعہ سنا، پھر میں نے یہی واقعہ ابراہیم بن ہانی کے بیٹے اسحٰق کو سنایا وہ کہنے لگا: میرے والد نے مجھے یہ واقعہ نہیں سنایا۔

۱۳۷۳۶-ظفر بن احمد، ابوسہل بشر بن احمد اسفرائینی، محمد بن ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ فتح بن حجاج کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین نے شمار کنندہ بھیجے تاکہ گنتی کریں کہ کتنے لوگوں نے امام احمد رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھی ہے چنانچہ انہوں نے آدمیوں کی گنتی کی تو تیرا لاکھ نکلے ان کے علاوہ بہت سارے سفر میں بھی تھے۔

۱۳۷۳۷-ظفر بن احمد، حسن بن علی، احمد وراق، عبدالرحمٰن بن محمد، محمد بن عباس شکتی سے مروی ہے کہ ورکانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس دن امام حنبل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا دس ہزار (۱۰،۰۰۰) یہودیوں نصرانیوں اور مجوسیوں نے اسلام قبول کیا۔ ورکانی کہتے ہیں: جس دن امام احمد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا چار اقسام کے لوگوں میں ماتم اور نوحہ زنی کا ایک کہرام سا مچ گیا یعنی مسلمانوں یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں میں (یہی ہے کہ" موت العالم موت العالم "ایک عالم کی موت پورے جہاں کی موت ہے)

۱۳۷۳۸-سلیمان بن احمد، احمد بن محمد بن صدقہ، ہلال بن علاء کہتے ہیں اگر دو چیزیں نہ ہوتیں لوگ ہمیشہ ان کے محتاج رہتے۔(۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی آزمائش، سو اگر امام احمد رحمہ اللہ کی آزمائش نہ ہوتی سب لوگ جہمی بن جاتے۔(۲) محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ بلاشبہ امام شافعی رحمہ اللہ نے لوگوں کے لئے بند تالے کھول دیئے ہیں۔(یعنی امام شافعی رحمہ اللہ نے لوگوں کے لئے فقہ کے بند تالے کھول دیئے)

۱۳۷۳۹-سلیمان بن احمد، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عباس بن محمد دوری سے مروی ہے کہ یحیٰی بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جیسا کوئی نہیں دیکھا چنانچہ پچاس سال ہم ان کی صحبت میں رہے انہوں نے کبھی اپنی بزرگی و بھلائی پر ذرہ برابر بھی فخر نہیں کیا۔

۱۳۷۴۰-سلیمان، عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں میرے والد ماجد رحمہ اللہ ایک دن (چوبیس گھنٹے) میں تین سو رکعات نوافل پڑھتے تھے، اور جب انھیں ظلم وتعدی کے کوڑے لگے ضعف میں اضافہ ہوگیا اور ایک دن میں ڈیڑھ سو رکعات پڑھتے تھے اس وقت اسی برس کی عمر کے قریب قریب تھے۔

۱۳۷۴۱-سلیمان، عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میرے والد ماجد ہر دن قرآن مجید کا ساتواں حصہ تلاوت کرتے تھے اور سات دن میں پورا قرآن ختم کرتے، رات کو تھوڑی دیر سوتے اور پھر صبح تک نماز ودعا میں مشغول رہتے۔

۱۳۷۴۲-ابواحمد غطریفی، زکریا ساجی، محمد بن عبدالرحیم بن صالح ازدی، اسحٰق بن موسیٰ انصاری کہتے ہیں ایک دفعہ مامون الرشید نے محدثین میں مال تقسیم کیا، چنانچہ مامون نے مال جس کو بھی دیا اس نے قبول کیا صرف امام احمد رحمہ اللہ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

۱۳۷۴۳-حسین بن محمد، شاکر بن جعفر، ابن محمد بن یعقوب سے مروی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: ابوعبدالرحمٰن علیل ہیں اور مکھن کی خواہش ظاہر کرتے ہیں چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے کسی نے آدمی کو فلوس دیئے اور کہا بازار سے مکھن خرید لاؤ چنانچہ آدمی نے بازار سے مکھن خریدا اور چقندر کے پتے پر رکھ کر لایا، جب امام رحمہ اللہ نے اسکی طرف دیکھا فرمایا: یہ پتا کہاں سے لایا ہے؟ آدمی نے جواب دیا: سبزی فروش کے پاس سے لایا ہوں، امام رحمہ اللہ نے کہا: کیا سبزی فروش سے اجازت لی ہے؟ آدمی نے کہا: میں نے اجازت نہیں لی، فرمایا: جاؤ واپس ... لے جاؤ اور سبزی فروش کو واپس کرو

امام مالک کی وفات پر ماتم

دور دراز کے شہروں اور ملکوں کے علماء کو جب امام کی وفات کی خبر پہنچی تو ہر جگہ انکا ماتم کیا گیا۔

حیات امام مالک صفحہ نمبر 73

تم اپنے امام کا ماتم کرو تو کوئی حرج نہیں لیکن جب شیعہ امام کائنات مولا امام حسین علیہ السلام کا ماتم کریں تو حرام کے فتوے یہ بغض اہلبیت علیہ السلام نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔

پاکستان میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تصانیف کی اشاعت کے جملہ حقوق
فضل ربی ندوی کے نام محفوظ ہیں باجازت خصوصی علامہ مرحوم کے صاحبزادے
ڈاکٹر سید سلمان ندوی

حیات امام مالک رحمۃ اللہ

از:

علامہ سیّد سُلیمان ندویؒ

مجلس نشریاتِ اسلام
۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۱۸

مطبوعہ شکیل پرنٹنگ پریس۔ کراچی

دور دراز کے شہروں اور ملکوں کے علماء کو جب امام کی وفات کی خبر پہنچی تو ہر جگہ ان کا ماتم کیا گیا، کوفہ میں سفیان بن عیینہ کو جب معلوم ہوا تو ان پر سکوت طاری ہو گیا، اور جب بولے تو یہ بولے کہ ماترک علی وجہ الارض مثلہ روئے زمین پر مالک نے اپنی مثال نہیں چھوڑی، حماد نے کہا۔

رحمہ اللہ کان من الدین بمکان   خدا ان پر رحم کرے مذہب میں ان کا بڑا رتبہ تھا۔

امام کا غم ۲۲۲ سال کے بعد بھی پاک دلوں سے کم نہ ہوا تھا، ابو محمد جعفر قاری بغدادی المتوفی ۳۰۰ھ نے امام کا مرثیہ کہا[1]

سقی جدثا ضمّ البقیع بمالک   من المزن مرعاد السحائب مبراق
بجلی اور کڑک کے ساتھ برسنے والے بادل   اس قبر کو سیراب کریں جو مالک کو اپنے آغوش میں لئے ہے

امام موطاہ الذی طبقت بہ   اقالیم فی الدنیا فساح وآفاق
وہ امام جس کی وہ موطا ہے جس پر دنیا کے   وسیع ملکوں اور گوشوں نے اتفاق عام کیا ہے

اقام بہ شرع النبی محمد   لہ حذر من ان یضام واشفاق
وہ جس نے اپنی موطا کے ذریعہ پیغمبر کی شریعت کو   درست کیا اور جس کا دور تھا کہ اس شریعت پر کچھ ظلم ہو

لہ سند عال صحیح وھیبۃ   فللکل منہ حین یرویہ اطراق
اس کی سند بلند اور صحیح ہے اور اس میں ہیبت ہے   جب وہ اس کی روایت کرتے ہیں تو سب بیٹھتے ہیں

واصحاب صدق کلھم علم نبل   بہ الفھوان انت سا ءلت حذاق
اس کی صحبت سے شاگرد رشید ہیں جن میں ہر ایک مشہور ہے   ؟

ولولم یکن الا ابن ادریس وحدہ   کفاہ الا ان السعادۃ ارزاق
اگر امام شافعی کے سوا کوئی اور ان کا شاگرد نہ ہوتا   تو ان کیلئے یہی فخر کافی تھا ہاں خوش نصیبی بھی روزی ہے

امام کی تاریخ پیدائش و وفات پر یہ قطعہ مشتمل ہے

فخر الائمۃ مالک   نعم الامام لسالک
مالک اماموں کے فخر ہیں   پیروں کے لئے بہترین پیشوا ہیں
مولدہ "نجم ھدی"   وفات فاز مالک
ان کی تاریخ پیدائش ہدایت کا ستارہ ہے ۹۳ھ   اور ان کی تاریخ وفات یہ ہے کہ مالک کامیاب ہوئے ۱۷۹ھ

---

[1] ابن خلکان ترجمہ مالک بن انس،

امام الحرمین کی وفات اور انکا ماتم

امام الحرمین کی وفات کے دن نیشاپور کے تمام بازار بند ہو گئے اور جامع مسجد کا ممبر توڑ دیا گیا۔ان کے شاگرد جو چار سو کے قریب تھے سب نے دوات اور قلم توڑ ڈالے اور سال بھر تک انکے ماتم میں مصروف رہے۔

الغزالی صفحہ نمبر 19

رحمۃ اللہ علیہ

الغزالی

مصنف

علامہ شبلی نعمانی

اسلامی کتب خانہ

اردو بازار ۰ لاہور ۰ پاکستان

خوانی کی ہمسری طالب علمی ہی کے زمانے تک تسلیم کی جاسکتی ہے ورنہ بالآخر امام غزالی نے رتبہ حاصل کیا وہ امام الحرمین کو بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

امام الحرمین کی وفات اور ان کا ماتم

اس زمانے میں نامور علماء کے ہاں معمول تھا کہ جب وہ درس دے چکتے تھے تو شاگردوں میں جو سب سے زیادہ لائق ہوتا تھا وہ باقی طالب علموں کو دوبارہ درس دیتا تھا اور استاد کے بتائے ہوئے مضامین کو اچھی طرح ذہن نشین کراتا تھا۔ یہ منصب جس کو حاصل ہوتا تھا اس کو معید کہتے تھے۔ چنانچہ امام غزالی کو بھی یہ منصب حاصل ہوا اور معید کہلائے۔ امام الحرمین نے ۴۷۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے دن نیشاپور کے تمام بازار بند ہو گئے اور جامع مسجد کا منبر توڑ دیا گیا۔ ان کے شاگرد جو چار سو کے قریب تھے سب نے دوات اور قلم توڑ ڈالے اور سال بھر تک ان کے ماتم کے میں مصروف رہے۔ [۱]

نیشاپور سے نکلنا

امام غزالی نے جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے امام الحرمین کی

---

[۱] ابن خلکان تذکرہ امام الحرمین۔ ۱۴

تخصیصاً ماتم حسین علیہ السلام از کتب شیعہ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر جزع اور آہ وبکا مکروہ ہے سوائے جزع وماتم اور آہ وبکا حسین علیہ السلام کے۔

العوالم،الإمام الحسين (ع)-الشيخ عبدالله البحراني صفحه نمبر 533

اس حدیث شریف سے استثناء ماتم حسین علیہ السلام ثابت ہوا اور جزع کا لفظ خلاف صبر نہیں ہے جیسا کے قاموس میں ہے۔پس یہ ہر طرح کے غم والم آہ وبکاء ماتم میں شامل ہے جو اہل عزا کرتے ہیں۔

عوالم

العلوم والمعارف والأحوال

من الآيات والأخبار والأقوال

ج ١٧

الإمام الحسين عليه السلام

للمحدث الكبير المتتبع الخبير

الشيخ عبد الله البحراني الأصفهاني

تحقيق و نشر

مدرسة الامام المهدي عليه السلام

«قم المقدسة»

٢٠

شبكة الفكر

alfeker.net

الصادق عليه السلام

٤ ــ كامل الزيارات: محمّد بن جعفر الرزّاز، عن خاله محمّد بن الحسين الزيّات، عن محمّد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن أبي هارون المكفوف قال: قال أبوعبدالله عليه السلام في حديث طويل [له]: و من ذكر الحسين عليه السلام عنده، فخرج من عينيه من الدموع مقدار جناح ذباب كان ثوابه على الله عزّوجلّ، ولم يرضَ له بدون الجنّة.[١]

٥ ــ ومنه: أبي، عن سعد، عن الجاموراني، عن الحسن بن عليّ بن أبي حمزة، عن أبيه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: إنّ البكاء والجزع مكروه للعبد في كلّ ما جزع ما خلا البكاء [والجزع] على الحسين بن عليّ عليهما السلام، فإنّه فيه مأجور.[٢]

٦ ــ أمالي الطوسي: المفيد، عن ابن قولويه، عن أبيه، عن سعد، عن ابن عيسى، عن ابن محبوب، عن أبي محمّد الأنصاريّ، عن معاوية بن وهب، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كلُّ الجزع والبكاء مكروه سوى الجزع والبكاء على الحسين عليه السلام.[٣]

٧ ــ ومنه: المفيد، عن الحسين بن محمّد النحويّ، عن أحمد بن مازن،[٤] عن القاسم بن سليمان، عن بكر بن هشام، عن إسماعيل بن مهران، عن الأصمّ، عن محمّد بن مسلم قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: إنّ الحسين بن عليّ عليهما السلام عند ربّه عزّوجلّ ينظر إلى [موضع] معسكره و من حلّه من الشهداء معه و ينظر إلى زوّاره و هو أعرف بهم[٥] و بأسمائهم و أسماء آبائهم و بدرجاتهم و منزلتهم عندالله عزّوجل من أحدكم بولده، و إنّه ليرى من يبكيه فيستغفر له، و يسأل آبائه عليهم السلام أن يستغفروا له و يقول: لو يعلم زائري ما أعدّ الله له لكان فرحه أكثر من جزعه، و إنّ زائره لينقلب و ما عليه من ذنب.[٦]

٨ ــ كامل الزيارات[٧]: أبي، عن سعد، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن

---

١ ــ ص ١٠٠ ح ٣ والبحار: ٢٩١/٤٤ ح ٣٣.
٢ ــ ص ١٠٠ ح ٢ والبحار: ٢٩١/٤٤ ح ٣٢.
٣ ــ ١٦٣/١ والبحار: ٢٨٠/٤٤ ح ٩.
٤ ــ في المصدر: ماذن.
٥ ــ في المصدر: بحالهم.
٦ ــ ٥٤/١ والبحار: ٢٨١/٤٤ ح ١٣.
٧ ــ في الأصل: و منه، والصحيح ما أثبتناه في المتن.

مولا حسین علیہ السلام کے ماتم کی اجازت

ترجمہ:- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بیٹیوں نے مولا حسین علیہ السلام کی مصیبت پر اپنے منہ بھی پیٹے اور گریبان بھی چاک کیے (اور فرمایا) حسین علیہ السلام جیسی ذات پاک کے غم میں منہ پیٹے جائیں اور گریبان چاک کیے جائیں۔

جامع المدارک-السيد الخوانساري–جلد 5 – صفحہ نمبر 14

وسائل الشیعہ، تہذیب الاحکام جلد 8 صفحہ نمبر 325

تھذیب الاحکام جلد 8 صفحہ نمبر 325

قارئین کرام! اہل تشیع کے امام جعفر صادق علیہ السلام نے شیعوں کو امام مظلوم حسین ابن علی علیہ السلام کے ماتم کی اجازت دی ہے لہذا کسی اور مذہب کے علما کے فتوی کا انبار ان کیلیے بیکار ہے۔ آیات اور روایات صبر کو جمع کر کے قاضی اور قادری نے کتابیں لکھ دیں۔ ان دونوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان آیات اور روایات کی دلالت ماتم امام حسین علیہ السلام پر بلکل نہیں اور ہم نے جو یہ روایت پیش کی ہے، اس میں صراحت ہے کہ **علی مثلہ تلطم الخدود وتشق الجیوب.** حضرت امام حسین علیہ السلام جیسی پاک ذات کے غم میں منہ پیٹے جائیں اور یہ فرمان کسی زمانے پر مقید نہیں، یعنی امام حسین علیہ السلام پر ہر سال محرم میں یا اس کے علاوہ جب بھی کوئی ماتم کرے تو جائز ہے۔

جامع المدارك

في

شرح المختصر النافع

لمؤلفه الفقيه

سماحة الحجة آية الله الحاج السيد احمد الخوانساري

«قدس سره»

علق عليه علي اكبر الغفاري

الناشر

مكتبة الصدوق

طهران - بازار - سراي اردبيهشت

جنب مسجد سلطاني تلفن ٥٣٦٥١٣

شبكة الفكر
alfeker.net

الجزء الخامس

الطبعة الثانية

١٤٠٥ هـ ق

ليتوگرافي ، چاپ وصحافي : اسماعيليان ــ قم

واستشكل بضعف الرّواية من جهة الإرسال وعدم حجّيّة الإجماع المنقول و عدم انجبار المرسلة بفتوى جماعة من القدماء لاحتمال أن يكون مرادهم من الأمر الظاهر في الوجوب الندب بملاحظة ماوقع لهم غير مرّة من التعبير عن الندب بالوجوب و عن الكراهة بالعصيان . ولا يخفى الاشكال في ماذكر فلامجال لترك الاحتياط .

﴿ الثانية في جزّ المرأة شعر رأسها في المصاب كفّارة شهر رمضان ، وقيل كفّارة مرتّبة و في نتفه في المصاب كفّارة يمين ، وكذا في خدش وجهها ؛ وكذا في شقّ الرّجل ثوبه لموت ولده أوزوجته ﴾

المحكيّ عن جماعة أنّ في جزّ المرأة شعر رأسها في المصاب عتق رقبة أوصيام شهرين متتابعين أو إطعام ستّين مسكيناً ككفّارة شهر رمضان ويدلّ عليه خبر خالدبن سدير «سألت ابا عبدالله عليه السلام عن رجل شقّ ثوبه على أبيه أوعلى اُمّه أو على أخيه أوعلى قريب له فقال لاباس بشقّ الجيوب قدشقّ موسى بن عمران على أخيه هارون على نبينا وآله وعليهما السلام ولا يشقّ الوالد على ولده ولا زوج على امرأته وتشقّ المرأة على زوجها ، وإذاشقّ الزّوج على امرأته ، أو والدٌ على ولده فكفّارته حنث يمين ولا صلاة لهما حتّى يكفّرا أويتوبا عن ذلك واذا خدشت المرأة وجهها أوجزّت شعرها أو نتفته ففي جزّ الشعر عتق رقبة أوصيام شهرين متتابعين أو إطعام ستّين مسكيناً ، وفي الخدش إذا ادمت وفي النتف كفّارة حنث يمين ولاشيء في اللّطم على الخدود سوى الاستغفار والتوبة ولقد شققن الجيوب ولطمن الخدود الفاطميّات على الحسين بن علي عليهما السلام و على مثله تشقّ الجيوب وتلطم الخدود »[1] المنجبر بالعمل .

و يمكن أن يقال : هذه الرّواية يشكل استفادة وجوب الكفّارة منها ففيها «ولا صلاة لهما حتّى يكفّرا أويتوبا » وفيها « و لاشيء في اللّطم على الخدود سوى الاستغفار والتوبة» فكيف يلتزم بعدم صحّة الصلاة بدون التكفير والتوبة وكيف يلتزم بوجوب الاستغفار والتوبة في اللّطم على الخدود مع مافي ذيلها «وعلى مثله تشقّ الجيوب» فانّ وجوب الاستغفار والتوبة فرع الحرمة. وقد يستظهر الوجوب من لفظة «في» حيث

(١) التهذيب ج٢ ص٢٣٩ .

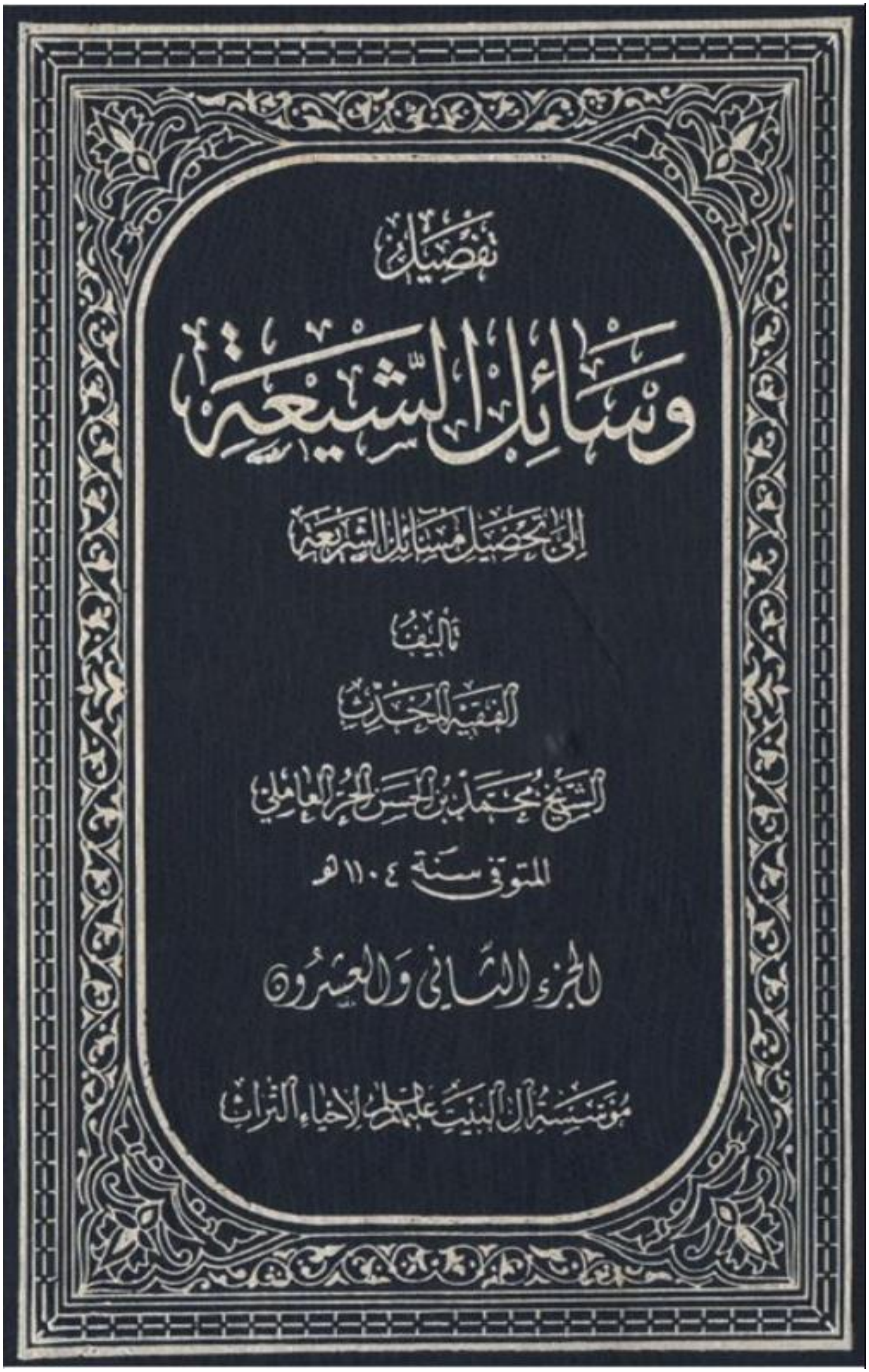
تفصيل
وسائل الشيعة
إلى تحصيل مسائل الشريعة
تأليف
الفقيه المحدث
الشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي
المتوفى سنة ١١٠٤ هـ
الجزء الثاني والعشرون
مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث

أقول : وتقدَّم ما يدلُّ على ذلك في الوصايا[١] .

٣١ ـ باب كفارة شق الثوب على الميت ، وخدش المرأة وجهها ، وجز شعرها ، ونتفه في المصاب ، والنوم عن العشاء الى نصف الليل

[٢٨٨٩٤] ١ ـ محمّد بن الحسن بإسناده عن أحمد بن محمّد بن داود القمّي في (نوادره) عن محمّد بن عيسى ، عن أخيه جعفر بن عيسى ، عن خالد بن سدير أخي حنان بن سدير ، قال : سألت أبا عبدالله (عليه السلام) عن رجل شقّ ثوبه على أبيه ، أو على أمّه ، أو على أخيه ، أو على قريب له ، فقال : لا بأس بشقّ الجيوب ، قد شقّ موسى بن عمران على أخيه هارون ، ولا يشقّ الوالد على ولده ، ولا زوج على امرأته ، وتشقّ المرأة على زوجها ، وإذا شقّ زوج على امرأته ، أو والد على ولده فكفّارته حنث يمين ، ولا صلاة لهما حتّى يكفّرا ، أو يتوبا من ذلك ، فإذا خدشت المرأة وجهها ، أو جزّت شعرها ، أو نتفته ففي جزّ الشعر عتق رقبة ، أو صيام شهرين متتابعين ، أو إطعام ستّين مسكيناً ، وفي الخدش إذا دميت ، وفي النتف كفّارة حنث يمين ، ولا شيء في اللطم على الخدود سوى الاستغفار والتوبة ، ولقد شققن الجيوب ولطمن الخدود الفاطميّات على الحسين بن علي (عليهما السلام) ، وعلى مثله تلطم الخدود ، وتشقّ الجيوب .

أقول : وتقدَّم ما يدلُّ على الحكم الأخير في مواقيت الصلوات[١] ، وتقدَّم ما يدلُّ على بعض المقصود في الدفن[٢] .

---

(١) تقدم في الباب ٨٤ من أبواب الوصايا .

الباب ٣١

فيه حديث واحد

١ ـ التهذيب ٨ : ١٢٠٧/٣٢٥

(١) تقدم في الباب ٢٩ من أبواب المواقيت .
(٢) تقدم في الباب ٨٤ من أبواب الدفن .

تهذيب الأحكام

في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قدس سره

المتوفى ٤٦٠ هـ

مركز تحقيقات كامپيوتري علوم اسلامي

الجزء الثامن

جمعداری شد
ش. اموال: ۳۶۴۵۱

حققه وعلق عليه سيدنا الحجة
السيد حسن الموسوي الخرسان

نهض بمشروعه
الشيخ علي الآخوندي

جمعداری اموال
مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی

■ نام کتاب: تهذيب الاحكام
■ تألیف: شیخ طوسی
■ ناشر: دارالكتب الاسلاميه
■ تیراژ: ۱۰۰۰ جلد
■ نوبت چاپ: چهارم
■ تاریخ انتشار: ۱۳۶۵
■ چاپ از: چاپخانه خورشید

آدرس ناشر: تهران، بازار سلطانی، دارالكتب الاسلاميه
تلفن ۵۲۰۴۱۰ – ۵۲۷۴۴۹۰

جمعداری اموال مرکز

﴿ ١٢٠٦ ﴾ ٢٢ — عنه عن صفوان بن يحيى عن العلا بن رزين عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عز وجل (فمن لم يستطع فاطعام ستين مسكيناً) (١) قال : من مرض أو عطاش

﴿ تم كتاب النذور والايمان والكفارات وبالله التوفيق وعليه التكلان ﴾ (٢)

﴿ ١٢٠٧ ﴾ ٢٣ — وذكر أحمد بن محمد بن داود القمي في نوادره قال : روى محمد بن عيسى عن أخيه جعفر بن عيسى عن خالد بن سدير أخي حنان بن سدير قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن رجل شق ثوبه على أبيه أو على امه او على اخيه او على قريب له فقال : لا بأس بشق الجيوب ، قد شق موسى بن عمران على أخيه هارون ، ولا يشق الوالد على ولده ولا زوج على امرأته ، وتشق المرأة على زوجها واذا شق زوج على امرأته او والد على ولده فكفارته حنث يمين ولا صلاة لهما حتى يكفرا ويتوبا من ذلك ، واذا خدشت المرأة وجهها او جزت شعرها او نتفته ففي جز الشعر عتق رقبة أو صيام شهرين متتابعين او اطعام ستين مسكيناً ، وفي الخدش اذا دميت وفي النتف كفارة حنث يمين ، ولا شيء في اللطم على الخدود سوى الاستغفار والتوبة ، وقد شققن الجيوب ولطمن الخدود الفاطميات على الحسين بن علي عليهما السلام ، وعلى مثله تلطم الخدود وتشق الجيوب .

والحمد لله وحده وصلى الله على محمد وآله الطاهرين .

تم كتاب النذور والايمان والكفارات وبالله التوفيق ويليه كتاب الصيد والذبايح .

---

(١) سورة المجادلة الآية : ٤ (٢) : هكذا وجدناه في المخطوطات والمطبوعات - ١٢٠٦ - الكافي ج ١ص ١٩٤ ذيل حديث

تم والحمد لله ما اردناه من التعليق على الجزء الثامن حسب تجزئتنا من كتاب تهذيب الاحكام في ٢٠ شوال المكرم سنة ١٣٨١ والحمد لله حق حمده والصلاة على من لا نبي بعده .

زنجیر زنی و قمه زنی

آسمان وزمین کا خون بہانا

یہ ایک حادثہ نہیں کہ زمین، آسمان، دیواروں، پتھروں سے شہادت امام حسین علیہ السلام پر خون ظاہر ہوا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ زمین و آسمان سے ہی پانی کیوں نہ برسا، کیونکہ زمین و آسمان کا تعلق پانی سے ہے پانی کی جگہ خون ہی کیوں برامد ہوا۔

زمین و آسمان، دیواروں اور پتھروں اور دیگر اشیاء سے خون کا برامد ہونا یہ بتارہا ہے کہ اگر امام حسین علیہ السلام کی والدہ کو پرسہ دینا ہے تو بہترین پرسہ خون کا ہی ہے اور جب اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ غم کا اظہار خون سے کیا جائے تو کسی ملا کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ عزادار کے خون بہانے کو حرام سے تشبیہ دے۔ جب کہ آئمہ علیہ السلام اور اہل بیت علیہ السلام کے باقی افراد غم حسین علیہ السلام میں خون بہاتے رہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ   سورہ دخان(۲۹)

ترجمہ:- پھر ان پر نہ تو آسمان کو اور زمین کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت ہی دی گئی ۔

اس آیت کی تفسیر میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عنقریب حسین علیہ السلام قتل ہونگے تو زمین و آسمان ان پر روئیں گیں"۔

تفسیر نور الثقلین جلد 7 صفحہ نمبر 576

کی تاریکی چھا جائے گی۔ وہ اس وقت فریاد کریں گے کہ خدایا ہم سے اس عذاب کو ہٹالے، ہم اب ایمان لانا چاہتے ہیں۔
اللہ نے فرمایا: اب انھیں نصیحت کہاں سے حاصل ہوگی، ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان کے پاس ہمارا رسول گیا تھا تو انھوں نے اس کی تکذیب کی تھی اور کہا تھا: یہ تو پڑھایا ہوا دیوانہ ہے۔ جب کافر عذاب ہٹانے کے لیے بار بار درخواست کریں گے اور کہیں گے کہ ہم ایمان لاتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر ہم بالفرض کچھ دیر کے لیے تم سے عذاب دُور بھی کر دیں پھر بھی تم ایمان نہیں لاؤ گے۔ تم وہی کچھ کرو گے جو کچھ تم پہلے کیا کرتے تھے۔

قولہ تعالیٰ: كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان چند نعمات کا ذکر کیا ہے جن سے آلِ فرعون متمتع ہو رہی تھی۔ چنانچہ اللہ نے حسب ذیل نعمات کی نشان دہی فرمائی:

① باغات ② چشمے ③ لہلہاتے کھیت ④ عالیشان محلات ⑤ جسمانی صحت ⑥ خوبصورت بیویاں۔

الغرض اللہ نے آلِ فرعون کو ڈبو دیا اور ان کی تمام نعمات دھری کی دھری رہ گئی تھیں۔ پھر خدا نے ان تمام نعمات کا وارث دوسری اقوام کو بنا دیا تھا۔

قولہ تعالیٰ: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝

''ان کی بربادی پر نہ تو آسمان رویا اور نہ ہی زمین روئی اور نہ ہی انھیں کوئی مہلت دی گئی''۔

آیتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دشمن خدا مرے تو اس کی موت اور بربادی پر زمین و آسمان نہیں روتے البتہ اگر کوئی مومن مرے تو زمین و آسمان گریہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حسبِ ذیل روایات ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر قمی میں مرقوم ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک دشمنِ خدا اور دشمنِ رسول کا گزر ہوا۔ اسے دیکھ کر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝

پھر کچھ دیر بعد امام حسین علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اس پر آسمان روئے گا اور زمین روئے گی۔ پھر آپؑ نے فرمایا: آسمان و زمین یا تو یحییٰ بن زکریا پر روئے تھے یا پھر حسینؑ بن علیؑ پر روئیں گے۔

آلِ محمدؐ کے غم میں رونے کا ثواب

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: جو شخص قتلِ امام حسینؑ پر اتنے روئے کہ اس کے آنسو اس

1۔امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں:

یا زرارة ان السماء بکت علی الحسین أربعین صباحا بالدم

اے زرارہ! آسمان امام حسین علیہ السلام پر چالیس دن خون روتے رہے۔

کامل الزیارات باب26 صفحہ نمبر168

[٢١٨] ٧ ـ حدثني ابي رحمه الله ، عن سعد بن عبد الله ، عن احمد بن محمد بن عيسى ، عن القاسم بن يحيى ، عن الحسن بن راشد ، عن الحسين ابن ثوير ، قال : كنت انا و يونس بن ظبيان و المفضل بن عمر و ابو سلمة السراج جلوساً عند ابي عبد الله عليه السلام ، فكان المتكلم يونس ، و كان اكبرنا سناً ـ و ذكر حديثاً طويلاً ، يقول : ـ ثم قال ابو عبد الله عليه السلام :

ان ابا عبد الله عليه السلام لما مضى بكت عليه السماوات السبع و الارضون السبع و ما فيهن و ما بينهن ، و ما ينقلب في الجنة و النار من خلق ربنا ، و ما يرى و ما لا يرى بكى على ابي عبد الله الا ثلاثة اشياء لم تبك عليه ، قلت : جعلت فداك ما هذه الثلاثة الاشياء ، قال : لم تبك عليه البصرة و لا دمشق و لا آل عثمان بن عفان ـ و ذكر الحديث [١].

[٢١٩] ٨ ـ و حدثني محمد بن عبد الله بن جعفر الحميري ، عن ابيه ، عن علي بن محمد بن سالم ، عن محمد بن خالد ، عن عبد الله بن حماد البصري ، عن عبد الله بن عبد الرحمان الاصم ، عن ابي يعقوب ، عن ابان ابن عثمان ، عن زرارة ، قال : قال ابو عبد الله عليه السلام :

يا زرارة ان السماء بكت على الحسين اربعين صباحاً بالدم ، و ان الارض بكت اربعين صباحاً بالسواد ، و ان الشمس بكت اربعين صباحاً بالكسوف و الحمرة ، و ان الجبال تقطعت و انتثرت و ان البحار تفجرت و ان الملائكة بكت اربعين صباحاً على الحسين عليه السلام ، و ما اختضبت منا

---

١ ـ عنه البحار ٤٥:٢٠٦.

مولاامام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:-

كان قاتل الحسين بن علي ولد زنا، وكان قاتل يحيى بن زكريا ولد زنا، ولم تبك السماء والأرض الا لهما

ترجمہ:- حسین بن علی علیہ السلام کا قاتل ولد زنا تھااور یحیحی بن زکریا کا قاتل بھی ولد زنا تھااور آسمان وزمین صرف انہی دونوں کیلیے خون کے آنسو روئے تھے۔

کامل الزیارات صفحہ نمبر164

[۲۰۹] ۱۰ ـ و حدثني ابي رحمه الله و محمد بن الحسن، عن سعد بن عبد الله، عن ابراهيم بن هاشم، عن عثمان بن عيسى، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن ابي جعفر عليه السلام، قال: لا يقتل النبيين و اولاد النبيين الا اولاد زنا [1].

[۲۱۰] ۱۱ ـ حدثني ابي رحمه الله، عن سعد بن عبد الله و عبد الله بن جعفر الحميري، عن احمد بن ابي عبد الله البرقي، عن ابيه محمد بن خالد، عن عبد العظيم بن عبد الله بن علي الحسني، عن الحسن بن الحسين العمري، عن الحسين بن شداد الجعفي، عن جابر، عن ابي جعفر عليه السلام، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا يقتل الانبياء و اولاد الانبياء الا ولد زنا [2].

[۲۱۱] ۱۲ ـ حدثني محمد بن الحسن بن احمد بن الوليد، عن محمد ابن الحسن الصفار، عن احمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن علي بن الفضال، عن مروان بن مسلم، عن اسماعيل بن كثير، قال: سمعت اباعبدالله عليه السلام يقول: كان قاتل الحسين بن علي ولد زنا، و كان قاتل يحيى بن زكريا ولد زنا، و لم تبك السماء و الارض الا لهما ـ و ذكر الحديث [3].

---

١ ـ عنه البحار ٢٧:٢٤٠.

رواه الراوندي في قصص الانبياء بهذا السند، عنه البحار ٢٧:٢٤٠.

٢ ـ عنه البحار ٢٧ : ٢٤٠، و فيه :«ولد الانبياء».

٣ ـ عنه البحار ٤٤:٣٠٢.

ایسی بہت سی روایات اہل سنت کتب میں بھی ملیں گیں جس میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

1۔ حضرت بصرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:-جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا، جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے، ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

2۔زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے، ہم اس دن بیت المقدس کے پتھر اٹھاتے اسکے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا۔

خصائص کبری حصہ دوم صفحہ نمبر256

besturdubooks.wordpress.com

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا: اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے، اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد ﷺ کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

﴿حاکم﴾

شہادت حسین پر رسول اللہ ﷺ کو صدمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے بال گرد آلود ہیں، اور آپ کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مقتل حسین سے آ رہا ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

شہادت حسین پر خون کی بارش:

حضرت بصرہ ازدیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا، جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے، ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام حبان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ

اب اگر کوئی منکر عزا اس بات پر ڈٹا ہوا ہے کہ خون بہانا حرام ہے تو اس کو یہ بات سوچنی چاہیئے کہ پھر اس کا اعتراض ماتمی کے خون تک نہیں رہتا بلکہ سکا اعتراض اللہ کی حاکمیت پر ہے۔ کیونکہ زمین، آسمان، چاند سورج کا نظام چلانے والی ذات اللہ تعالی کی ہے۔

تو کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالی سے بھی غلطی سرزد ہوئی۔ ہم یہ بات ہرگز سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اسکی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا تو اتنا کچھ اسکی مرضی کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے۔ زمین و آسمان کا خون بہانا یہ بتا رہا ہے کہ اللہ اس عمل سے خود راضی ہے اور غم حسین علیہ السلام میں خون بہانا اللہ کی حاکمیت میں سنت کہلاتا ہے۔ اب جو شخص بھی عزاداری مظلوم کربلا میں خون بہانے کا منکر ہو گا۔ وہ درحقیقت سنت الہی اور قرآن کا منکر قرار پائے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا خون بہانا

وروي مرسلا أن آدم لما هبط إلى الأرض لم ير حوا فصار يطوف الأرض في طلبها فمر بكربلا فاغتم، وضاق صدره من غير سبب، وعثر في الموضع الذي قتل فيه الحسين، حتى سال الدم من رجله، فرفع رأسه إلى السماء وقال

إلهي هل حدث مني ذنب آخر فعاقبتني به؟ فاني طفت جميع الأرض، وما أصابني سوء مثل ما أصابني في هذه الأرض

فأوحى الله إليه يا آدم ما حدث منك ذنب، ولكن يقتل في هذه الأرض ولدك الحسين ظلما فسال دمك موافقة لدمه، فقال آدم: يا رب أيكون الحسين نبيا قال: لا، ولكنه سبط النبي محمد، فقال: ومن القاتل له؟ قال: قاتله يزيد لعين أهل السماوات والأرض، فقال آدم: فأي شئ أصنع يا جبرئيل؟ فقال: العنه يا آدم فلعنه أربع مرات ومشى خطوات إلى جبل عرفات فوجد حوا هناك.

بحار الانوار جلد 44 صفحہ نمبر 242

ترجمہ: "منقول ہے جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے چاروں طرف حوا علیہ السلام کو ڈھونڈتے پھرتے تھے یہاں تک کہ صحرائے کربلا میں پہنچے۔ جب داخل صحرائے کربلا ہوئے اندوغم نے ان پر ہجوم کیا بے سبب دل گھبرانے لگا جب مقتل جناب سید الشہداء پر پہنچے پائے

مبارک میں پتھر کی ٹھوکر لگی اور پیر سے خون جاری ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حال دیکھ کر اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا بار الہا! آیا مجھ سے کوئی گناہ اور صادر ہوا کہ تو نے اسکے عوض مجھ پر عتاب کیا۔ میں تمام روئے زمین پر پھرا یہ اندوالم جو مجھے یہاں پہنچا کسی زمین پر نہیں پہنچا۔ اللہ نے حضرت آدم کو وحی کی آدم علیہ السلام کوئی گناہ تم سے سرزد نہیں ہوا لیکن اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ اور تیرا فرزند حسین علیہ السلام شہید ہوگا۔ **میں نے چاہا تم بھی انکے مصائب میں شریک ہو اور تمہارا خون بھی اس زمین پر گرے جس طرح اس کا خون گرایا جائے گا"۔**

اللہ مولا امام حسین علیہ السلام کے مصائب میں شریک ہونے کا بہترین طریقہ بتا رہا ہے جس میں خود اللہ کی چاہت شامل ہے کہ اللہ خود چاہتا ہے امام حسین علیہ السلام پر خون بہایا جائے اور جو اللہ کی چاہت کے خلاف جاتا ہے یا فتوی دیتا ہے وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

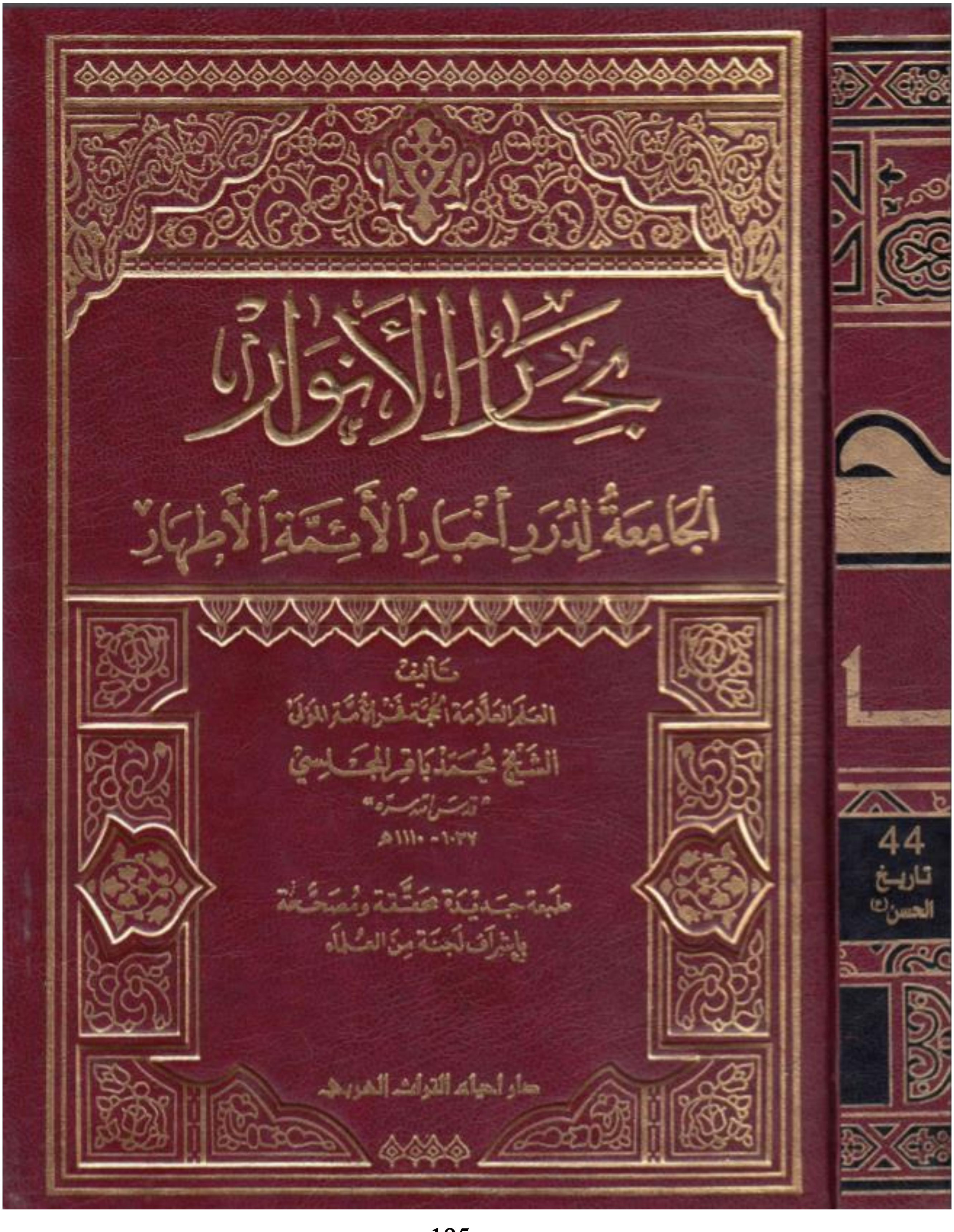
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
44
تاريخ
الحسن (ع)

و إذا بجبرئيل قد نزل وقال : يا رسول الله إنّك لتحبُّ الحسن و الحسين ؟ فقال : وكيف لا اُحبّهما وهما ريحانتاي من الدُّنيا وقرّتا عيني .

فقال جبرئيل : يانبيّ الله إنّ الله قد حكم عليهما بأمر فاصبر له ، فقال : وما هو يا أخي؟ فقال : قد حكم على هذا الحسن أن يموت مسموماً ، وعلى هذا الحسين أن يموت مذبوحاً وإنّ لكلّ نبيّ دعوة مستجابة ، فان شئت كانت دعوتك لولديك الحسن والحسين فادع الله أن يسلّمهما من السمّ و القتل ، وإن شئت كانت مصيبتهما ذخيرة في شفاعتك للعصاة من اُمّتك يوم القيامة .

فقال النبيّ صلى الله عليه وآله : ياجبرئيل أنا راض بحكم ربّي لا اُريد إلاّ مايريده ، وقد أحببت أن تكون دعوتي ذخيرة لشفاعتي في العصاة من اُمّتي ويقضي الله في ولديّ ما يشاء .

٣٦- و روي أنّ رسول الله كان يوماً مع جماعة من أصحابه مارّاً في بعض الطريق، وإذا هم بصبيان يلعبون في ذلك الطريق، فجلس النبيّ صلى الله عليه وآله عند صبيّ منهم وجعل يقبّل ما بين عينيه ويلاطفه ، ثمّ أقعده على حجره و كان يكثر تقبيله ، فسئل عن علّة ذلك ، فقال صلى الله عليه وآله : إنّي رأيت هذا الصبيّ يوماً يلعب مع الحسين ورأيته يرفع التّراب من تحت قدميه ، ويمسح به وجهه وعينيه ، فأنا اُحبّه لحبّه لولدي الحسين ، ولقد أخبرني جبرئيل أنّه يكون من أنصاره في وقعة كربلا .

٣٧- و روي مرسلاً أنّ آدم لمّا هبط إلى الأرض لم يرحوّا فصار يطوف الأرض في طلبها فمرّ بكربلا فاغتمّ و ضاق صدره من غير سبب ، وعثر في الموضع الّذي قتل فيه الحسين ، حتّى سال الدّم من رجله ، فرفع رأسه الى السماء وقال : إلهي هل حدث منّي ذنب آخر فعاقبتني به ؟ فانّي طفت جميع الأرض ، وما أصابني سوء مثل ما أصابني في هذه الأرض .

فأوحى الله إليه يا آدم ما حدث منك ذنب ، ولكن يقتل في هذه الأرض ولدك الحسين ظلماً فسال دمك موافقة لدمه ، فقال آدم : يا ربّ أيكون الحسين نبيّاً قال : لا ، ولكنّه سبط النبيّ محمّد ، فقال : ومن القاتل له ؟ قال : قاتله يزيد لعين

أهل السماوات والأرض، فقال آدم: فأيّ شيء أصنع ياجبرئيل؟ فقال: العنه يا آدم فلعنه أربع مرّات ومشى خطوات إلى جبل عرفات فوجد حوّا هناك .

٣٨- وروي أنّ نوحاً لمّا ركب في السّفينة طافت به جميع الدّنيا فلمّا مرّت بكربلا أخذته الأرض ، و خاف نوح الغرق فدعا ربّه و قال : إلهي طفت جميع الدّنيا وما أصابني فزع مثل ماأصابني في هذه الأرض فنزل جبرئيل وقال : يانوح في هذا الموضع يقتل الحسين سبط محمّد خاتم الأنبياء ، و ابن خاتم الأوصياء فقال : ومن القاتل له ياجبرئيل ؟ قال : قاتله لعين أهل سبع سماوات وسبع أرضين ، فلعنه نوح أربع مرّات فسارت السّفينة حتّى بلغت الجوديّ واستقرّت عليه .

٣٩- وروي أنّ إبراهيم عليه السلام مرّ في أرض كربلا وهوراكب فرساً فعثرت به وسقط إبراهيم وشجّ رأسه وسال دمه ، فأخذ في الاستغفار وقال : إلهي أيّ شيء حدث منّي؟ فنزل إليه جبرئيل وقال : يا إبراهيم ما حدث منك ذنب ، ولكن هنا يقتل سبط خاتم الأنبياء ، وابن خاتم الأوصياء ، فسال دمك موافقة لدمه .

قال : يا جبرئيل ومن يكون قاتله ؟ قال : لعين أهل السّماوات والأرضين والقلم جرى على اللّوح بلعنه بغير إذن ربّه ، فأوحى الله تعالى إلى القلم إنّك استحققت الثناء بهذا اللّعن .

فرفع إبراهيم عليه السلام يديه ولعن يزيد لعناً كثيراً و أمّن فرسه بلسان فصيح فقال إبراهيم لفرسه : أيّ شيء عرفت حتّى تؤمّن على دعائي؟ فقال : ياإبراهيم أنا أفتخر بركوبك عليّ فلمّا عثرت وسقطت عن ظهري عظمت خجلتي وكان سبب ذلك من يزيد لعنه الله تعالى .

٤٠- وروي أنّ إسماعيل كانت أغنامه ترعى بشطّ الفرات ، فأخبره الراعي أنّها لاتشرب الماء من هذه المشرعة منذ كذا يوماً فسأل ربّه عن سبب ذلك فنزل جبرئيل و قال : يا إسماعيل سل غنمك فانّها تجيبك عن سبب ذلك ؟ فقال لها : لم لاتشربين من هذا الماء ؟ فقالت بلسان فصيح: قد بلغنا أنّ ولدك الحسين عليه السلام سبط محمّد يقتل هنا عطشاناً فنحن لانشرب من هذه المشرعة حزناً عليه ، فسألها عن قاتله

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خون بہانا

وروي أن إبراهيم عليه السلام مر في أرض كربلا وهو راكب فرسا فعثرت به وسقط إبراهيم وشج رأسه وسال دمه، فأخذ في الاستغفار وقال إلهي أي شئ حدث مني؟ فنزل إليه جبرئيل وقال يا إبراهيم ما حدث منك ذنب، ولكن هنا يقتل سبط خاتم الأنبياء، وابن خاتم الأوصياء، فسال دمك موافقة لدمه.

قال يا جبرئيل ومن يكون قاتله؟ قال لعين أهل السماوات والأرضين والقلم جرى على اللوح بلعنه بغير إذن ربه، فأوحى الله تعالى إلى القلم إنك استحققت الثناء بهذا اللعن.

فرفع إبراهيم عليه السلام يديه ولعن يزيد لعنا كثيرا وأمن فرسه بلسان فصيح

بحار الانوار جلد 44 صفحہ نمبر 243

ترجمہ: "منقول ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام گھوڑے پر صحرائے کربلا سے گزر رہے تھے۔اچانک گھوڑا منہ کے بل گرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گھوڑے سے زمین پر گرے اور آپکا سر مبارک ایک پتھر پر لگا خون جاری ہوا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استغفار شروع کیا۔پروردگار مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا؟اس وقت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے کہا،اے

ابراہیم! کوئی گناہ تم سے صادر نہیں ہوا لیکن یہ وہ زمین ہے جس پر نور چشم محمد ﷺ فرزند علی علیہ السلام شہید ہوگا۔ اللہ نے چاہا تم بھی اس کے مصائب میں شریک ہو اور تمہارا خون بھی گرے جس طرح اسکا خون گرایا جائے گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے جبریل کہ انکا قاتل کون ہوگا۔ جبریل نے کہا انکا قاتل وہ ہے جس پر اہل آسمان و زمین نے لعنت کی ہے، قلم نے لوح پر اللہ کی اجازت کے بغیر اس پر لعنت لکھ دی ہے اور اللہ نے قلم کو وحی کی، تیرا یہ کلام ستائش ہے تو نے حسین علیہ السلام کے قاتل پر لعنت لکھ دی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر یزید پر بہت لعنت کی۔ آپ علیہ السلام کے گھوڑے نے آمین کہا"۔

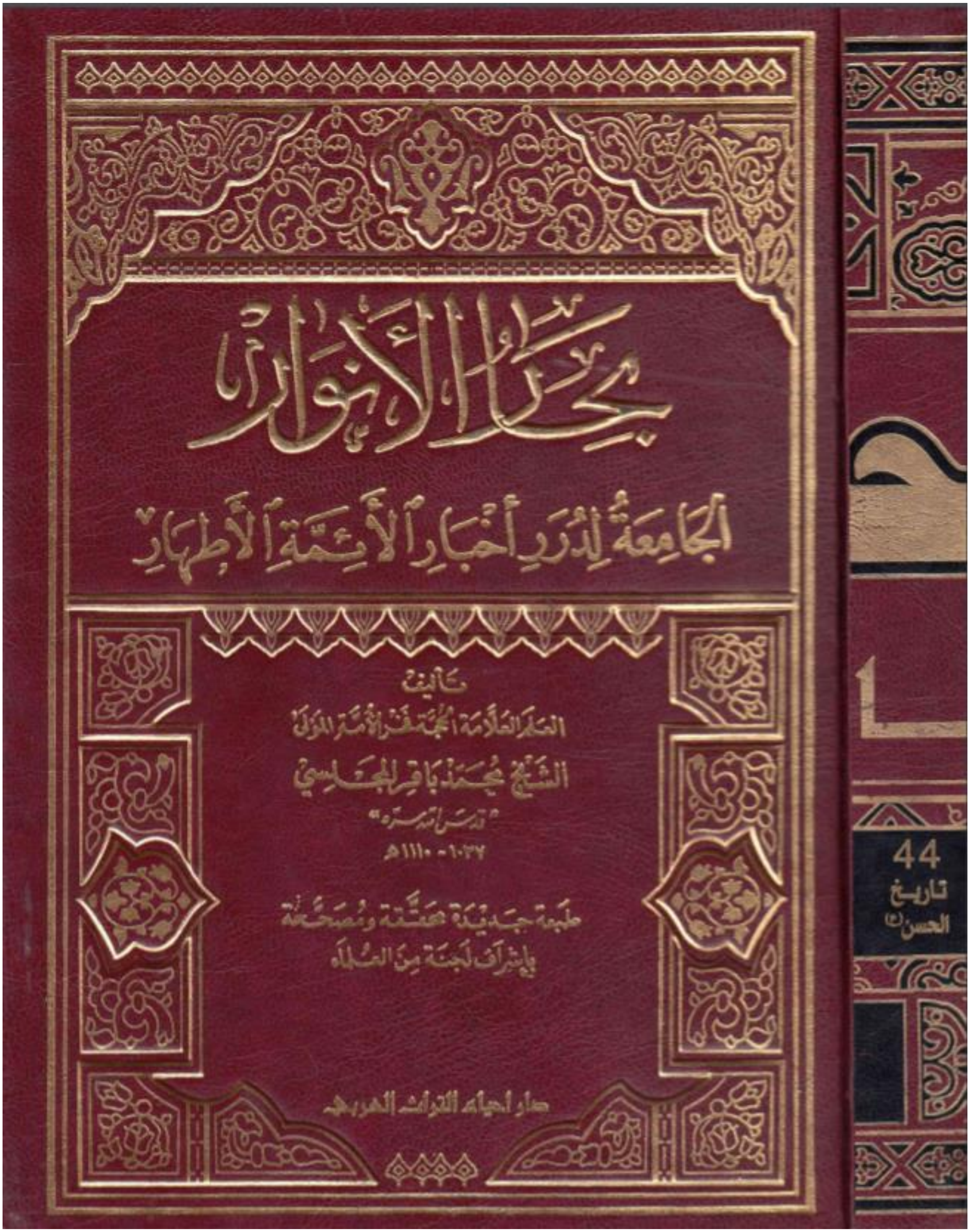
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار إحياء التراث العربي
44
تاريخ
الحسن (ع)

أهل السماوات والأرض، فقال آدم: فأيّ شيء أصنع ياجبرئيل؟ فقال: العنه يا آدم فلعنه أربع مرّات ومشى خطوات إلى جبل عرفات فوجد حوّا هناك .

٣٨- وروي أنّ نوحاً لمّا ركب في السّفينة طافت به جميع الدّنيا فلمّا مرّت بكربلا أخذته الأرض ، و خاف نوح الغرق فدعا ربّه و قال : إلهي طفت جميع الدّنيا وما أصابني فزع مثل ماأصابني في هذه الأرض فنزل جبرئيل وقال : يانوح في هذا الموضع يقتل الحسين سبط محمّد خاتم الأنبياء ، و ابن خاتم الأوصياء فقال : ومن القاتل له ياجبرئيل ؟ قال : قاتله لعين أهل سبع سماوات وسبع أرضين ، فلعنه نوح أربع مرّات فسارت السّفينة حتّى بلغت الجوديّ واستقرّت عليه .

٣٩- وروي أنّ إبراهيم عليه السلام مرّ في أرض كربلا وهوراكب فرساً فعثرت به وسقط إبراهيم وشجّ رأسه وسال دمه ، فأخذ في الاستغفار وقال : إلهي أيّ شيء حدث منّي؟ فنزل إليه جبرئيل وقال : يا إبراهيم ما حدث منك ذنب ، ولكن هنا يقتل سبط خاتم الأنبياء ، وابن خاتم الأوصياء ، فسال دمك موافقة لدمه .

قال : يا جبرئيل ومن يكون قاتله ؟ قال : لعين أهل السّماوات والأرضين والقلم جرى على اللّوح بلعنه بغير إذن ربّه ، فأوحى الله تعالى إلى القلم إنّك استحققت الثناء بهذا اللّعن .

فرفع إبراهيم عليه السلام يديه ولعن يزيد لعناً كثيراً و أمّن فرسه بلسان فصيح فقال إبراهيم لفرسه : أيّ شيء عرفت حتّى تؤمّن على دعائي؟ فقال : ياإبراهيم أنا أفتخر بركوبك عليّ فلمّا عثرت وسقطت عن ظهري عظمت خجلتي و كان سبب ذلك من يزيد لعنه الله تعالى .

٤٠- وروي أنّ إسماعيل كانت أغنامه ترعى بشطّ الفرات ، فأخبره الراعي أنّها لاتشرب الماء من هذه المشرعة منذ كذا يوماً فسأل ربّه عن سبب ذلك فنزل جبرئيل و قال : يا إسماعيل سل غنمك فانّها تجيبك عن سبب ذلك ؟ فقال لها : لم لاتشربن من هذا الماء ؟ فقالت بلسان فصيح: قد بلغنا أنّ ولدك الحسين عليه السلام سبط محمّد يقتل هنا عطشاناً فنحن لانشرب من هذه المشرعة حزناً عليه ، فسألها عن قاتله

حضرت موسی علیہ السلام کا خون بہنا

وروي أن موسى كان ذات يوم سائرا ومعه يوشع بن نون، فلما جاء إلى أرض كربلا انخرق نعله، وانقطع شراكه، ودخل الخسك في رجليه، وسال دمه، فقال: إلهي أي شئ حدث مني؟ فأوحى إليه أن هنا يقتل الحسين عليه السلام وهنا يسفك دمه، فسال دمك موافقة لدمه فقال: رب ومن يكون الحسين؟ فقيل له: هو سبط محمد المصطفى، وابن علي المرتضى، فقال: ومن يكون قاتله؟ فقيل: هو لعين السمك في البحار، والوحوش في القفار، والطير في الهواء، فرفع موسى يديه ولعن يزيد ودعا عليه وأمن يوشع بن نون على دعائه ومضى لشأنه

ترجمہ: ایک دفعہ جب جناب موسی علیہ السلام جناب یوشع بن نون کے ساتھ سفر کرتے کرتے کربلا پہنچے تو آپ علیہ السلام کی جوتی ٹوٹ گئی۔ تین کونوں والا کانٹا آپ علیہ السلام کے پائوں میں چبھ گیا اور **خون جاری ہو گیا**۔ عرض کیا: اے میرے اللہ! مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ وحی آئی: یہاں حسین علیہ السلام شہید ہوں گیں اس لیے ان کے خون کی مواقفت میں تمہارا خون یہاں گرا ہے۔ آپ نے عرض کیا: اے خداوند! حسین علیہ السلام کون ہے؟ جواب آیا: وہ میرے آخری نبی ﷺ کا نواسہ ہے اور اسکی بیٹی کا بیٹا ہے۔ عرض کیا: اس کا قاتل کون ہے؟ جواب آیا: وہ ہے جس پر دریائوں کی مچھلیوں نے، جنگل کے حیوانوں اور فضائوں کے پرندوں نے لعنت کی ہے پس

موسی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر یزید پر لعنت کی اور یوشع بن نون علیہ السلام نے آمین کہا۔ پھر آپ وہاں سے چل دیئے۔

بحار الانوار جلد 44 صفحہ نمبر 244

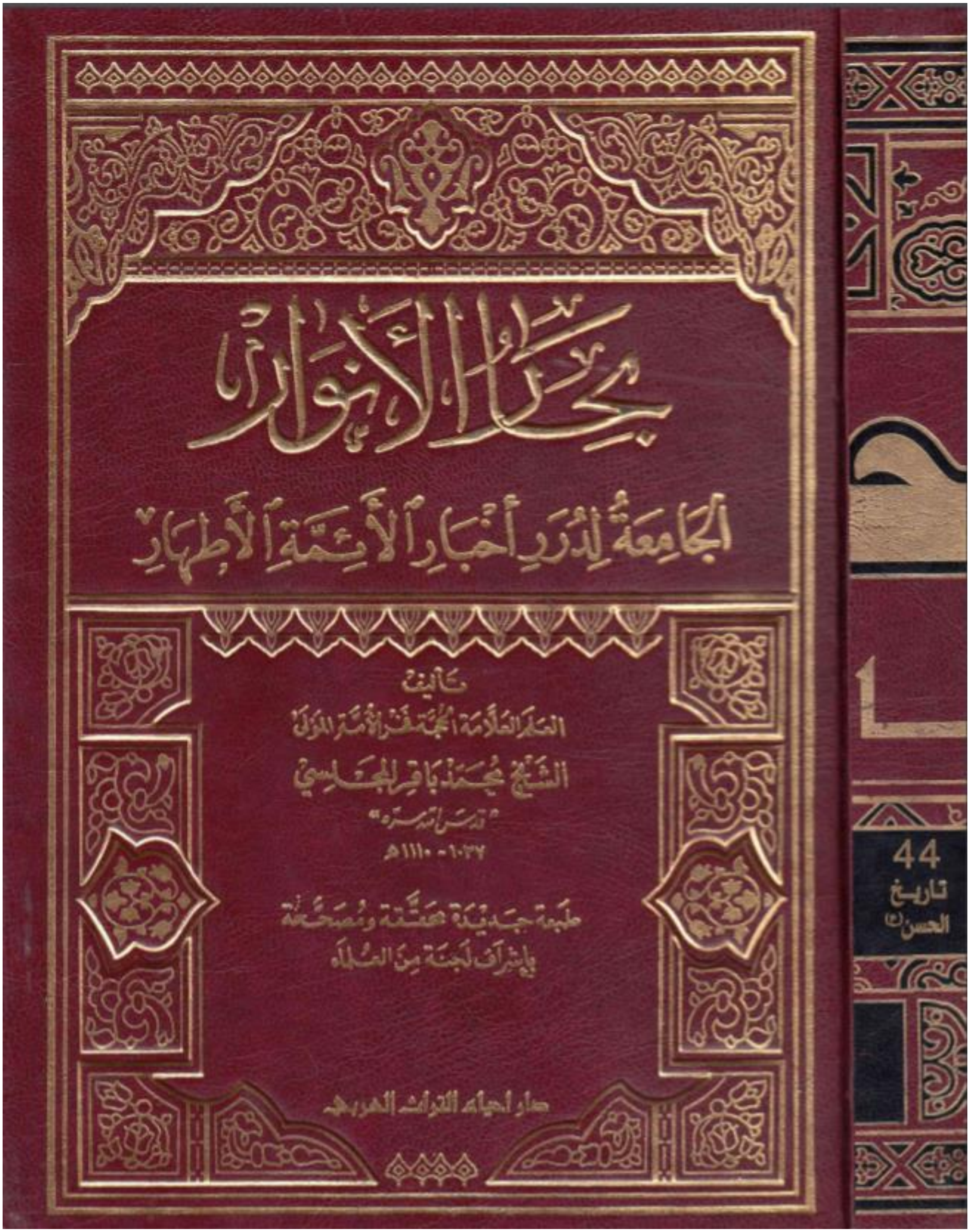
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
44
تاريخ
الحسن (ع)

فقالت يقتله لعين أهل السّماوات و الأرضين و الخلائق أجمعين ، فقال إسماعيل : اللّهمّ العن قاتل الحسين عليه السلام .

٤١- وروي أنّ موسى كان ذات يوم سائراً ومعه يوشع بن نون ، فلمّا جاء إلى أرض كربلا انخرق نعله ، وانقطع شراكه ، ودخل الخسك في رجليه ، وسال دمه ، فقال : إلهي أيّ شيء حدث منّي ؟ فأوحى إليه أنّ هنا يقتل الحسين عليه السلام وهنا يسفك دمه ، فسال دمك موافقة لدمه فقال : ربّ ومن يكون الحسين ؟ فقيل له: هوسبط محمّد المصطفى ، وابن عليّ المرتضى، فقال: ومن يكون قاتله ؟ فقيل: هولعين السّمك في البحار ، والوحوش في القفار ، والطير في الهواء، فرفع موسى يديه ولعن يزيد ودعا عليه وأمّن يوشع بن نون على دعائه ومضى لشأنه .

٤٢- وروي أنّ سليمان كان يجلس على بساطه ويسير في الهواء ، فمرّ ذات يوم وهوسائر في أرض كربلا فأدارت الريح بساطه ثلاث دورات حتّى خاف السّقوط فسكنت الرّيح ، ونزل البساط في أرض كربلا .

فقال سليمان للرّيح : لم سكنتي ؟ فقالت : إنّ هنا يقتل الحسين عليه السلام فقال ومن يكون الحسين ؟ فقالت: هوسبط محمّد المختار ، وابن عليّ الكرّار ، فقال : ومن قاتله ؟ قالت : لعين أهل السماوات والأرض يزيد ، فرفع سليمان يديه ولعنه ودعا عليه وأمّن على دعائه الانس والجنّ، فهبّت الرّيح وسار البساط .

٤٣- و روي أنّ عيسى كان سائحاً في البراري ، ومعه الحواريّون ، فمرّوا بكربلا فرأوا أسداً كاسراً (١) قد أخذ الطريق فتقدّم عيسى إلى الأسد ، فقال له : لم جلست في هذا الطريق؟ وقال : لا تدعنا نمرّ فيه ؟ فقال الأسد بلسان فصيح: إنّي لم أدع لكم الطريق حتّى تلعنوا يزيد قاتل الحسين عليه السلام فقال عيسى عليه السلام : ومن يكون الحسين ؟ قال : هو سبط محمّد النبيّ الأمّيّ و ابن عليّ الوليّ قال : و من قاتله ؟ قال : قاتله لعين الوحوش والذّباب والسّباع أجمع خصوصاً أيّام عاشورا فرفع عيسى يديه ولعن يزيد ودعا عليه وأمّن الحواريّون على دعائه فتنحّى الأسد

(١) أسد كاسر : اى قوى يكسر فريسته .

شہداء کے غم میں زخم لگانا خون بہانا

سنت قولی: "معصومین علیہ السلام میں کسی بھی معصوم کا قول سنت قولی کہلاتا ہے"۔

امام علی علیہ السلام (لیلتہ الھریر) کے بعد اپنے شہید اصحاب کی لاشوں پر نظر کرتے ہیں اور ایک سوال کے جواب میں عظیم الشان خطبہ ارشاد فرماتے ہیں: جس میں مولا انکی مدح سرائی کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

بعض هلك وبعض نجا. لا يبشرون بالأحياء ولايعزون عن الموتى. مره العيون من البكاء خمص البطون من الصيام ذبل الشفاه من الدعاء صفر الألوان من السهر على وجوههم غبرة الخاشعين أولئك إخواني الذاهبون فحق لنا أن نظمأ إليهم ونعض الأيدي على فراقهم

ترجمہ: "ان میں سے کچھ مر گئے، کچھ بچ گئے، نہ زندہ رہنے والوں کے مثردہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ رونے سے انکی آنکھیں سفید، روزوں سے انکے پیٹ لاغر، دعائوں سے انکے ہونٹ خشک اور جاگنے سے انکا رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح انکے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے

جو دنیا سے گزر گئے۔اب ہم حق بجانب ہیں اگر انکی دید کے پیاسے ہوں اور انکے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔"

نہج البلاغہ خطبہ نمبر119،ترجمہ مفتی جعفر حسین

نہج البلاغہ صفحہ نمبر235عربی

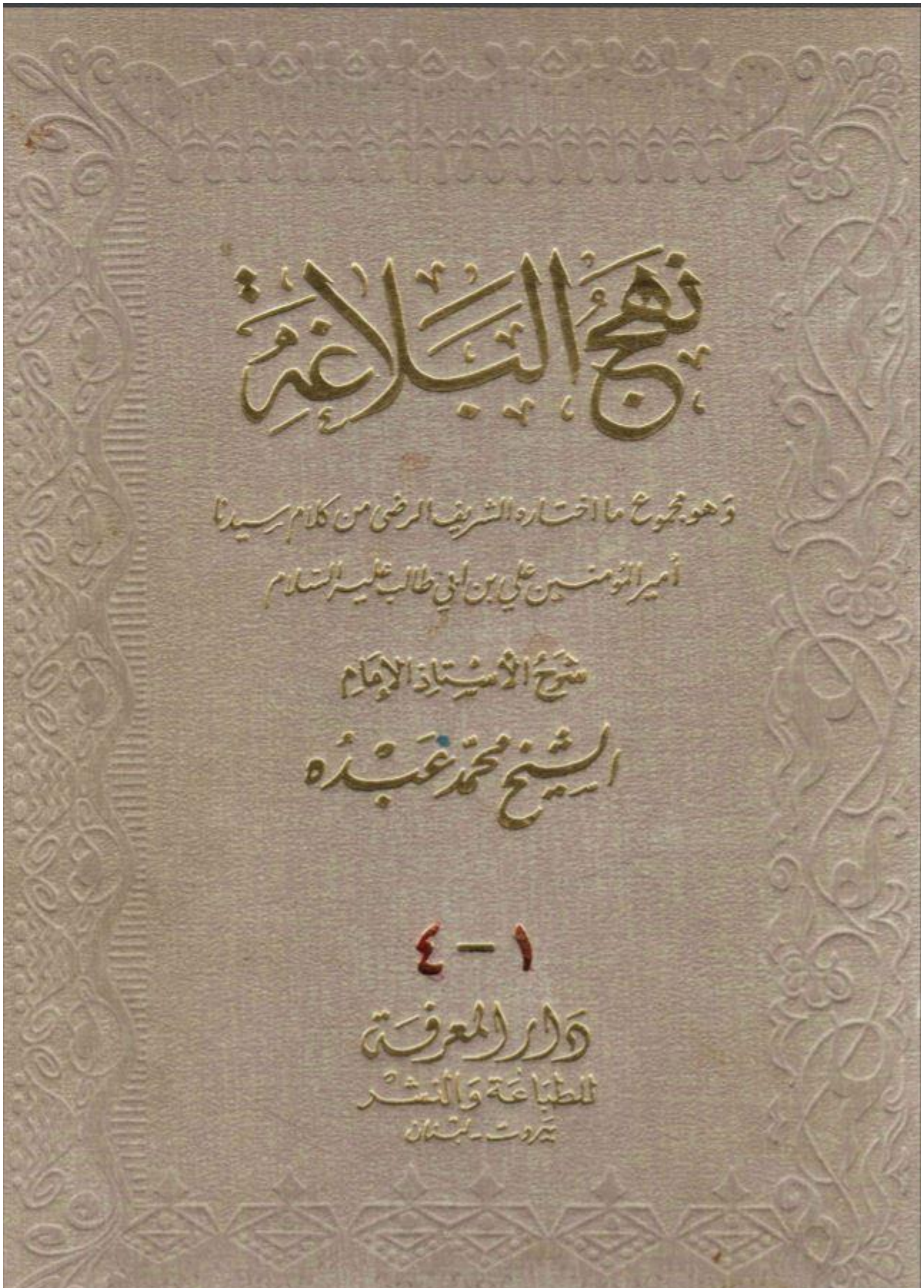
نهج البلاغة
وهو مجموع ما اختاره الشريف الرضي من كلام سيدنا
أمير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه السلام
شرح الأستاذ الإمام
الشيخ محمد عبده
١ - ٤
دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

بِهَا فَمَا نَدْرِي أَيُّ ٱلْأَمْرَيْنِ أَرْشَدُ؟ فَصَفَقَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى ٱلْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ:

هٰذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ ٱلْعُقْدَةَ (١). أَمَا وَٱللهِ لَوْ أَنِّي حِينَ أَمَرْتُكُمْ بِمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى ٱلْمَكْرُوهِ ٱلَّذِي يَجْعَلُ ٱللهُ فِيهِ خَيْرًا، فَإِنِ ٱسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ، وَإِنِ ٱعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ، وَإِنْ أَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ، لَكَانَتِ ٱلْوُثْقَى، وَلٰكِنْ بِمَنْ وَإِلَى مَنْ؟. أُرِيدُ أَنْ أُدَاوِيَ بِكُمْ وَأَنْتُمْ دَائِي، كَنَاقِشِ ٱلشَّوْكَةِ بِٱلشَّوْكَةِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ضَلْعَهَا مَعَهَا (٢). ٱللَّهُمَّ قَدْ مَلَّتْ أَطِبَّاءُ هٰذَا ٱلدَّاءِ ٱلدَّوِيِّ (٣)، وَكَلَّتِ ٱلنَّزَعَةُ بِأَشْطَانِ ٱلرَّكِيِّ (٤). أَيْنَ ٱلْقَوْمُ ٱلَّذِينَ دُعُوا إِلَى ٱلْإِسْلَامِ فَقَبِلُوهُ، وَقَرَأُوا ٱلْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ. وَهِيجُوا إِلَى ٱلْقِتَالِ فَوَلِهُوا وَلَهَ ٱللِّقَاحِ إِلَى أَوْلَادِهَا (٥)، وَسَلَبُوا ٱلسُّيُوفَ أَغْمَادَهَا. وَأَخَذُوا بِأَطْرَافِ ٱلْأَرْضِ زَحْفًا زَحْفًا وَصَفًّا صَفًّا. بَعْضٌ هَلَكَ وَبَعْضٌ نَجَا. لَا يُبَشَّرُونَ بِٱلْأَحْيَاءِ (٦)، وَلَا

---

(١) ما حصل عليه التعاقد من حرب الخارجين عن البيعة حتى يكون الظفر أو الهزيمة (٢) الضلع بتسكين اللام الميل. وأصل المثل « لا تنقش الشوكة بالشوكة فان ضلعها معها » يضرب للرجل يخاصم آخر ويستعين عليه بمن هو من قرابته أو أهل مشربه. ونقش الشوكة اخراجها من العضو تدخل فيه (٣) الدوى بفتح فكسر: المؤلم (٤) كلت: ضعفت. والنزعة جمع نازع. والاشطان جمع شطن وهو الحبل. والركي جمع ركية وهي البئر، أي ضعفت قوة النازعين لمياه المعونة من آبار هذه الهمم النائفة النائرة (٥) اللقاح جمع لقوح وهي الناقة. ووَلِهَا الى اولادها فزعها اليها اذا فارقتها. (٦) اذا قيل لهم نجا فلان فبقي حياً لا يفرحون لأن أفضل الحياة عندهم الموت في سبيل الحق. ولا يحزنون اذا قيل لهم مات فلان فان الموت عندهم حياة السعادة الابدية.

يُعْزَوْنَ عَنِ ٱلْمَوْتَى . مُرْهُ ٱلْعُيُونِ مِنَ ٱلْبُكَاءِ[١] . خُمْصُ ٱلْبُطُونِ[٢] مِنَ ٱلصِّيَامِ . ذُبُلُ ٱلشِّفَاهِ مِنَ ٱلدُّعَاءِ[٣] . صُفْرُ ٱلْأَلْوَانِ مِنَ ٱلسَّهَرِ . عَلَى وُجُوهِهِمْ غَبَرَةُ ٱلْخَاشِعِينَ . أُولٰئِكَ إِخْوَانِي ٱلذَّاهِبُونَ . فَحَقَّ لَنَا أَنْ نَظْمَأَ إِلَيْهِمْ وَنَعَضَّ ٱلْأَيْدِيَ عَلَى فِرَاقِهِمْ . إِنَّ ٱلشَّيْطَانَ يُسَنِّي لَكُمْ طُرُقَهُ[٤] ، وَيُرِيدُ أَنْ يَحُلَّ دِينَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً ، وَيُعْطِيَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ ٱلْفُرْقَةَ[٥] . فَاصْدِفُوا عَنْ نَزَغَاتِهِ وَنَفَثَاتِهِ[٦] . وَاقْبَلُوا ٱلنَّصِيحَةَ مِمَّنْ أَهْدَاهَا إِلَيْكُمْ ، وَٱعْقِلُوهَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ[٧] .

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَهُ لِلْخَوَارِجِ وَقَدْ خَرَجَ إِلَى مُعَسْكَرِهِمْ وَهُمْ مُقِيمُونَ عَلَى إِنْكَارِ ٱلْحُكُومَةِ ، فَقَالَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ :

أَكُلُّكُمْ شَهِدَ مَعَنَا صِفِّينَ؟ فَقَالُوا : مِنَّا مَنْ شَهِدَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَشْهَدْ. قَالَ : فَامْتَازُوا فِرْقَتَيْنِ ، فَلْيَكُنْ مَنْ شَهِدَ صِفِّينَ فِرْقَةً ، وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْهَا فِرْقَةً حَتَّى أُكَلِّمَ كُلاًّ بِكَلَامِهِ . وَنَادَى ٱلنَّاسَ فَقَالَ : أَمْسِكُوا عَنِ ٱلْكَلَامِ وَأَنْصِتُوا لِقَوْلِي ، وَأَقْبِلُوا بِأَفْئِدَتِكُمْ إِلَيَّ ، فَمَنْ نَشَدْنَاهُ شَهَادَةً فَلْيَقُلْ بِعِلْمِهِ فِيهَا . ثُمَّ كَلَّمَهُمْ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ بِكَلَامٍ طَوِيلٍ (مِنْهُ) :

(١) مره بضم فسكون جمع امره من مرهت عينه اذا فسدت او ابيضت حمالیقها (٢) خمص البطون ضوامرها (٣) ذبلت شفته جفت ويبست لذهاب الريق (٤) يسنى يسهل (٥) يعطيكم الفرقة بدل الجماعة كأنه يبيعهم الثانية بالاول (٦) فاصدفوا ، اي فأعرضوا عن وساوسه (٧) اعقلوها ، احبسوها على انفسهم لا تتركوها فتضيع منكم فتخسرون .

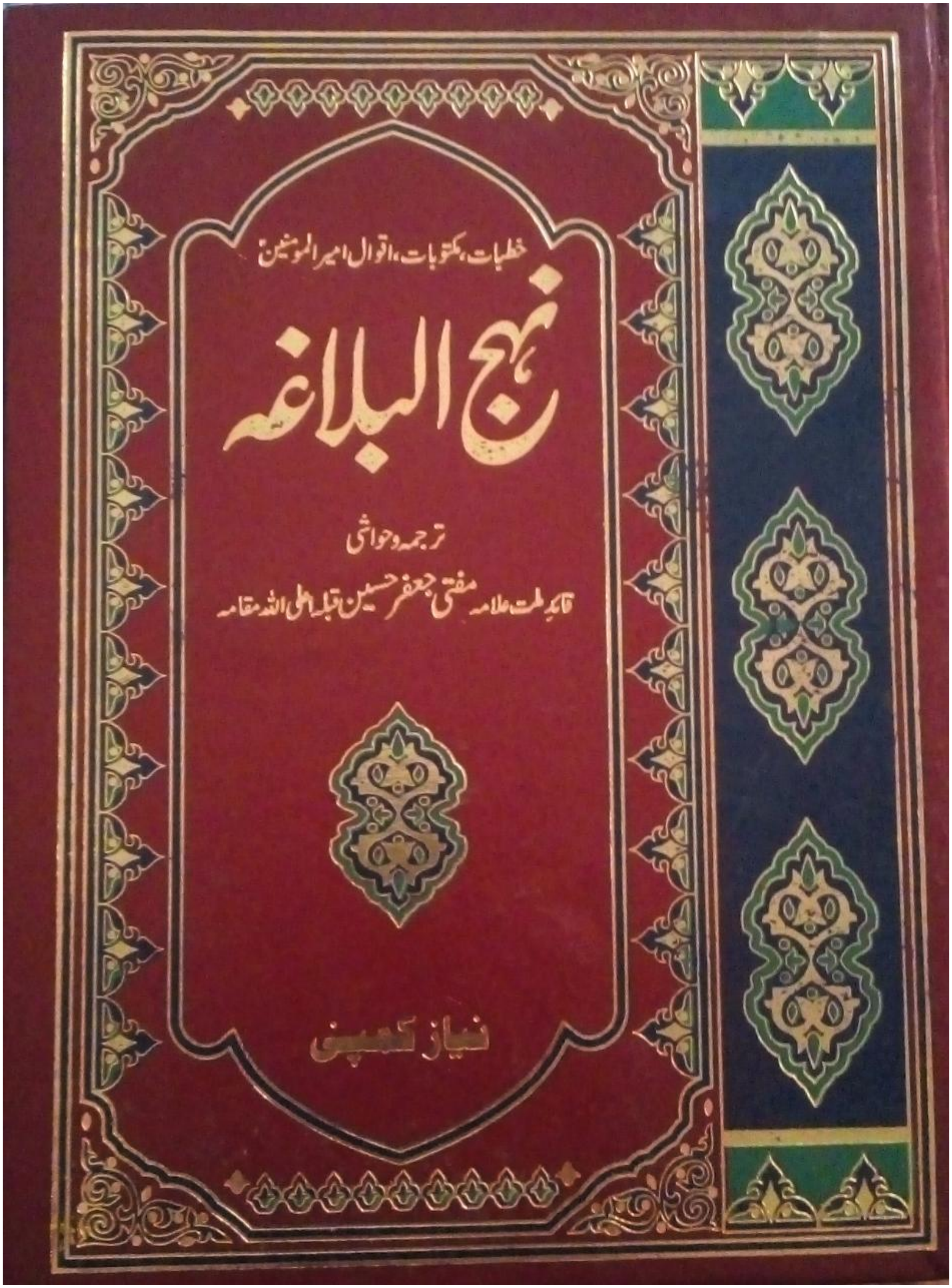
خطبات، مکتوبات، اقوال امیر المومنینؑ
نہج البلاغہ
ترجمہ وحواشی
قائدِ ملت علامہ مفتی جعفر حسین قبلہ اعلی اللہ مقامہ
نیاز کمپنی

لَا يُبَشَّرُوْنَ بِالْاَحْيَاءِ، وَلَا يُعَزَّوْنَ عَنِ الْمَوْتٰى (القتلى) مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ، خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ، ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ، صُفْرُ الْاَلْوَانِ مِنَ السَّهَرِ، عَلٰى وُجُوْهِهِمْ غَبَرَةُ الْخَاشِعِيْنَ. اُولٰئِكَ اِخْوَانِيَ الذَّاهِبُوْنَ، فَحَقَّ لَنَا اَنْ نَظْمَاَ اِلَيْهِمْ وَنَعَضَّ الْاَيْدِيَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ. اِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَنِّيْ لَكُمْ طُرُقَهُ، وَيُرِيْدُ اَنْ يَحُلَّ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً، وَيُعْطِيَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفُرْقَةَ، وَبِالْفُرْقَةِ الْفِتْنَةَ فَاصْدِفُوْا عَنْ نَزَغَاتِهِ وَنَفَثَاتِهِ، وَاقْبَلُوا النَّصِيْحَةَ مِمَّنْ اَهْدَاهَا اِلَيْكُمْ، وَاعْقِلُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ.

زمین کے اطراف پر قابو پالیا۔ (ان میں سے کچھ مر گئے، کچھ بچ گئے، نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ رونے سے اُن کی آنکھیں سفید، روزوں سے اُن کے پیٹ لاغر، دعاؤں سے اُن کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے اُن کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح اُن کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے، جو (دنیا سے) گزر گئے۔ اب ہم حق بجانب ہیں۔ اگر ان کے دید کے پیاسے ہوں، اور اُن کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔ بے شک تمہارے لئے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے تم اُس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو، اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو، اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔

(۱۲۰) وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَكُلُّكُمْ شَهِدَ مَعَنَا صِفِّيْنَ! فَقَالُوْا. مِنَّا مَنْ شَهِدَ

خطبہ ۱۲۰

جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اڑ گئے، تو حضرت ان کے پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا:

اے امیر المومنینؑ کے پرچم کے نیچے جنگ کرنے والے گو آپ ہی کی جماعت میں شمار ہوتے تھے۔ مگر جن کی آنکھوں میں آنسو چہروں پر زردی، زبانوں پر قرآنی نغمہ، دلوں میں ایمانی ولولہ، پیروں میں ثبات وقرار، روح میں عزم وہمت اور نفس میں صبر واستقامت کا جوہر ہوتا تھا، انہی کو صحیح معنوں میں شیعان علیؑ کہا جاتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ تھے جو دیوانہ وار موت کی طرف لپکتے تھے، اور بچ رہنے پر انہیں مسرت وشادمانی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ان کے دل کی آواز یہ ہوتی تھی، کہ

شرمندہ ماندہ ایم کہ چرا زندہ ماندہ ایم

جس انسان میں ان صفات کی تھوڑی بہت جھلک ہوگی، وہ متبع آل محمد (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور شیعہ علی علیہ السلام کہلا سکتا ہے۔ ورنہ ایک ایسی لفظ ہوگی، جو اپنے معنی کو کھو چکا ہو، اور بے محل استعمال ہونے کی وجہ سے اپنی عظمت کو گنوا چکا ہو۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک جماعت کو اپنے دروازہ پر دیکھا تو قنبر سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ قنبر نے کہا یہ امیر المومنینؑ آپ کے شیعہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت کی پیشانی پر بل آیا اور فرمایا:

کیا وجہ ہے کہ یہ شیعہ کہلاتے ہیں، اور ان میں شیعوں کی کوئی بھی علامت نظر نہیں آتی"۔ اس پر قنبر نے دریافت کیا کہ شیعوں کی علامت کیا ہوتی ہے! تو حضرت نے جواب میں فرمایا:۔

خمص البطون من الطوى يبس الشفاه من الظماء عمش العيون من البكاء "بھوک سے ان کے پیٹ لاغر، پیاس سے ان کے ہونٹ خشک اور رونے سے ان کی آنکھیں بے رونق ہو گئی ہوتی ہیں۔"

یہ وہ اصحاب تھے جنہوں نے مولا علی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا اور اپنی جانوں کا نزرانہ پیش کیا اور انکے فراق میں فرما رہے ہیں کہ "ہم حق بجانب ہیں کہ اپنی بوٹیاں کاٹ لیں۔"

جب اصحاب امیر المومنین علی علیہ السلام کے غم میں حکم امام علیہ السلام پر اپنے ہاتھ اور بوٹیاں کاٹی جاسکتی ہیں تو سلطان الشہدا علیہ السلام کے غم میں زنجیر زنی یا قمہ زنی کیوں نہیں کی جاسکتی ہے۔اب یا تو زنجیر زنی و قمہ زنی کرنی پڑے گی یا مولا علیہ السلام کے اس خطبہ کا انکار کرنا پڑے گا۔

سرکار امام زمانہ عج سے اجازت زنجیر زنی و قمہ زنی

یہ حوالہ بالخصوص ان لوگوں کیلیے ہے جو مراجع کے امام زمانہ عج سے ملاقات کے

دعوے دار ہیں:

قال:
إنّ أهل يران، وأذربيجان، وأهل ققاسيا استفتوا علماء النجف الأشرف عن الطبول التي تضرب في عزاء الحسين (عليه السلام)، وعن ضرب السيوف والقامات، والتشبيه، وغيرها.. وأنّها جائزة أو حرام؟
وكتبوا ذلك في كتب متعدّدة، كلّ كتب إلى مقلّده، وأرسلت مع وفدٍ إلى النجف، وقرّروا على أنهم إن أخذوا أجوبة الفتاوى توضع في ظرف وتختم ولا تفتح إلاّ في مسجد الشاه المعروف بمسجد الإمام الخميني – مدّ ظلّه العالي – في طهران، وتقرأ على المجتمع من أهل البلاد ليعرف كل حكم مقلّده. وكان ذلك في زمن السيد آية الله العظمى صاحب العروة، فرجع الوفد بالأجوبة، وأخبروا الناس بالحضور في يومٍ معين، فحضروا في مسجد الشاه، فقرأت الفتاوى عليهم، فكان كلّ قد أجاب بجواب، فبعض قال: بحرمة هذه الأشياء، وبعض فصّل وبالأخص إلى ضرب السيوف والقامات، قال: إن كان فيه ضرر فلا يجوز وهو حرام، وان لم يكن فيه ضرر فهو جائز، وبعض قال: بالجواز، إلى أن فتح الكتاب الذي فيه فتوى المرحوم ية

الله الشيخ زين العابدين (قدّس سرّه) فكان فيه:
بسمه تعالى شأنه إنّي كنت متوقّفاً في هذه المسألة ومتردداً فيها، فلا أدري هل أفتي بالجواز أم أفتي بالحرمة؟ فذهبت إلى مسجد السهلة ووصلت بخدمة سيدي ومولاي الحجّة بن الحسن صلوات الله عليه، وعرضت المسألة عليه وسألته عنها، فأفتاني بالجواز، وأنا أفتي كما أفتى سيدي ومولاي بالجواز والسلام.

فلمّا سمع المجتمع الفقير هذه الفتوى قالوا: لا حاجة لنا بتلك الفتاوى الأخرى

بیان الامامہ ج2 صفحہ نمبر 461، شیخ محمد مھدی، طبع: دار المحجہ البیضاء، بیروت لبنان

ترجمہ:-ایران، آذربائیجان اور قفقاسیا والے جنہوں نے علمائے نجف سے عزائے حسین علیہ السلام طبل پر ضرب لگانا اور تلواروں اور زنجیر سے ضرب اور تشبیہ وغیرہ بنانے کیلیے فتوی طلب کیا کہ کیا یہ چیزیں جائز ہیں یا حرام ہیں؟ اور یہ انہوں نے متعدد کتابوں میں لکھا ہے اور مقلدین کی طرف کتابوں میں لکھا ہے۔ پھر ایک وفد نجف کی طرف بھیجا اور جب وہ فتاوی لے کر واپس آئے تو انکے جوابات کو پڑھنے کیلیے مسجد شاہ میں کھولا جائے جو مشہور ہے مسجد امام خمینی کے نام سے تہران میں واقعہ ہے اور پڑھا جائے مجمع عام میں تمام شہر والوں کے سامنے تاکہ تمام مقلدین اپنے اپنے مرجع کے حکم کو جان لیں اور یہ واقعہ صاحب عروۃ کے زمانے کا ہے۔ پھر وفد علماء سے رجوع

کے بعد جواب لے آیا اور لوگوں کو خبر کی اس معین دن کی جس دن مسجد شاہ میں آنا تھا۔ پھر ان مقلدین پر ان فتاوی کو پڑھا گیا جن میں ان کے تمام سوالوں کے جوابات موجود تھے۔ بعض چیزوں کی حرمت کا کہا گیا تھا اور بعض کی فصل میں جس میں خاص طور پر تلوار اور چھوٹی چھریوں سے ضرب لگانے کے بارے کہا گیا اس میں جان جائے تو جائز نہیں حرام ہے اور بعض علماء نے کہا اگر اس میں ضرر نہ ہوتا جائز ہے۔ آیت اللہ شیخ زین العابدین نجفی قدس سرہ نے اس کے جواز کے بارے میں جو فتوی دیا وہ بھی اس کتاب میں مذکور تھا جس میں انہوں نے کہا:

اللہ کے اسم کی مدد کے ساتھ۔

"میں رک گیا تھا اس مسلہ میں اور میں اس میں متردد تھا کہ کیا کہوں، کیا اسکے جواز میں فتوی دوں یا حرمت پر فتوی دوں؟ پس میں مسجد سھلہ کی طرف گیا اور دو رقعت نماز اپنے مولا و آقا حجت ابن الحسن علیہ السلام کی خدمت میں پڑھی اور انکی خدمت میں مسلہ عرض کیا۔ پس انہوں نے مجھے اسکے جواز میں فتوی دیا اور میں وہی جواز کا فتوی دیتا ہوں جو میرے آقا و مولا نے جواز کے بارے میں فتوی دیا۔ والسلام پس جب جم غفیر نے اس فتوی کو سنا اور کہا ہمیں اس آخری فتوی کے بعد اور کسی فتوے کی حاجت نہیں"۔

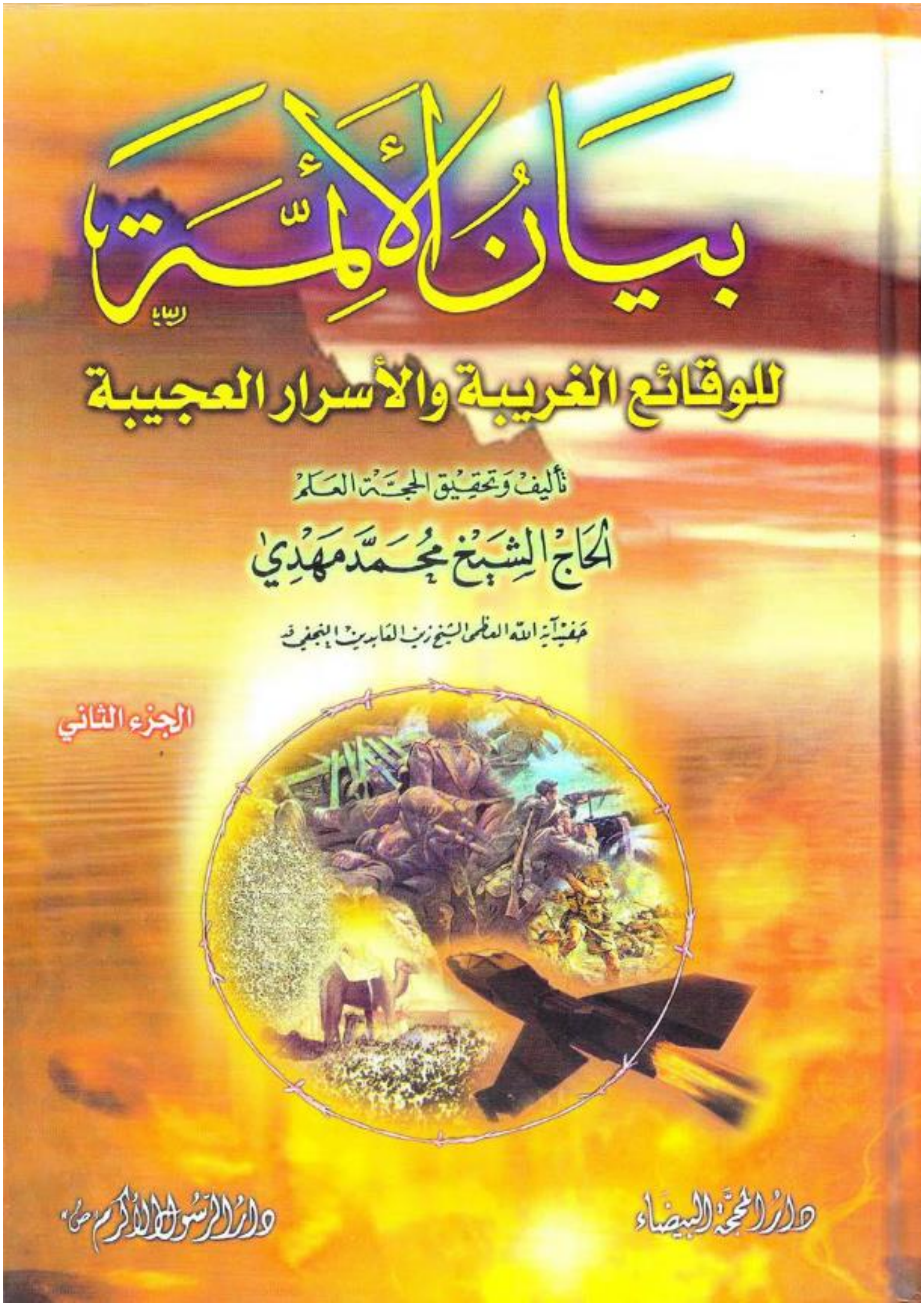

بيان الأئمة (ع)
للوقائع الغريبة والأسرار العجيبة
تأليف وتحقيق الحجة العلم
الحاج الشيخ محمد مهدي
حفيد آية الله العظمى الشيخ زين العابدين النجفي قده
الجزء الثاني
دار المحجة البيضاء
دار الرسول الأكرم (ص)

كان ، فليس لك حقُّ المناقشة فيه وفي سنده ، وإن لم تقع فلك حقُّ الإشكال علّي ، فاصبر ؛ فلمّا ملك عبد الكريم قال : إنَّ هـذا الأول صحيح ، وبعد أربعة سنوات فأكثر قُتل عبد الكريم فعيّن عبد السلام ، فأتاني وقال : يا شيخ هذا الثاني صحيح أيضاً ، فيعلم أنَّ الباقي صحيح ، فكان بعد ذلك لا يورد على ما أنقله من رواية أو خبر . وقد كنت أخبر بعض أساتذتي عن وقائع قبل وقوعها كتسفير العلماء والمؤمنين وأهل الفضل والصالحين . ما يكفي ويُغني عن قراءتها ، فلا تدرسوها . فلذا تركت دراستها والتعمق فيها . ولعل من عقائدهم ضعيفة ، وإيمانهم مستودع غير مستقر ، ممَّن لم يسيطر على فكره ، ربّما يكفر أو يدَّعي مقاماً ليس له .

وبالمناسبة لما أتى ذكر جدّنا آية الله العظمى الشيخ زين العابدين النجفي قدس سره صاحب الكرامات نذكر له هذه الكرامة عن بعض أهل العلم والفضل قال : إنَّ أهل إيران واذربيجان وأهل قفقاسيا استفتوا علماء النجف الأشرف عن الطبول التي تُضرب في عزاء الحسين (عليه السلام) ، وعن ضرب السيوف والقامات والتشابيه وغيرها ، وإنها جائزة أو حرام ؟ وكتبوا ذلك في كتب متعدِّدة ، كلٌّ كتب إلى مقلّده ، وأرسلت مع وفد إلى النجف ، وقرَّروا على أنهم إن أخذوا أجوبة الفتاوىٰ توضع في ظروف وتُختم ولا تُفتح إلاَّ في مسجد الشاه المعروف بمسجد الإمام الخميني مد ظله العالي في طهران ، وتُقرأ على المجتمع من أهل البلاد ليعرف كل حكم مقلّده ؛ وكان ذلك في زمن السيِّد آية الله العظمى صاحب العروة ، فرجع الوفد بالأجوبة وأخبروا الناس بالحضور في يوم معيَّن فحضروا في مسجد الشاه ، فقرئت الفتاوى عليهم ، فكان كل قد أجاب بجواب ، فبعض قال بحرمة هذه الأشياء ، وبعض فصل وبالأخص إلى ضرب السيوف والقامات قال : إن كان فيه ضرر فلا يجوز ، وهو حرام ؛ وإن لم يكن فيه ضرر فهو جائز وبعض قال بالجواز إلى أن فُتح الكتاب الذي فيه فتوى المرحوم أية الله الشيخ زين العابدين قدس سره فكان فيه :

بسمه تعالى شأنه :

إني كنت متوقفاً في هذه المسألة ومتردّداً فيها ، فلا أدري هل أفتي بالجواز أم أفتي بالحرمة ؟ فذهبت إلى مسجد السّهلة ووصلت بخدمة سيدي ومولاي الحجّة ابن الحسن صلوات الله عليه ، وعرضت المسألة عليه وسألته عنها فأفتاني بالجواز ، وأنا أفتي كما أفتى سيدي ومولاي بالجواز والسلام .

فلما سمع المجتمع الغفير هذه الفتوى قالوا : لا حاجة لنا بتلك الفتاوي الأخرى ، وهذه تكفينا فمن هذه القصة وغيرها يعلم أنه كان ممّن يصل بخدمة الإمام (عليه السلام) ، ويسأله عن مسائله المهمّة ، ولو أردنا أن نتعرّض إلى كراماته لاحتاج ذكرها إلى كتاب . كما جمع ذلك ولده سماحة آية الله العظمى الشيخ هداية الله الغروي كراماته في كتاب خاص .

ثواب الاعمال

بحذف الإسناد عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلّى الله عليه وآله) : سيأتي على أمتي زمان تخبث فيه سرائرهم : أي تنجس قلوبهم لأكلهم النجس والحرام .

وتحسن فيه علانيّتهم : أي ترى الحسن والجميل منهم بحسب الظاهر والعلانية .

طمعاً في الدنيا لا يريدون به ما عند الله عز وجل يكون أمرهم رياء لا يخالطه خوف :

إي يظهرون الفعل الجسن ، والفعل الجميل بحسب الظاهر لأجل الدنيا ، لا يقصدون التقرب بذلك إلى الله تعالى ، بل يراؤن بأعمالهم وأفعالهم لا يخافون الله تعالى ولا يراقبونه .

يعمهم الله منه بعقاب فيدعونه دعاء الغريق فلا يُستجاب : أي ينزل عليهم المصائب ، والشدائد ، والفتن ، والحروب عقاباً لما عملوا من المعاصي ؛

مولاامام زمانہ عج کاخون رونا

سنت فعلی:

زیارت ناحیہ مقدسہ میں امام زمانہ کانوحہ:

میرے مولافرماتے ہیں:" أكن لمن حاربك ولمن نصب لك العداوة مناصبا، فلأندبنك صباحا ومساء، ولأبكين لك بدل الدموع دما"

ترجمہ:"میں آپ سے لڑنے والوں سے نہ لڑ سکااور آپ علیہ السلام کے دشمنوں کیلیے میدان میں کھڑانہ ہوسکاتو صبح شام بیقراری سے آپ علیہ السلام کے غم میں روتارہوں گااور آنسو کے بدلے آپ علیہ السلام پر خون کے آنسوروتارہوں گا"۔

بحارالانوار جلد98صفحہ نمبر238

المزار صفحہ نمبر501

محقق کبیر آیت اللہ محمد جمیل حمودی العاملی فرناتے ہیں:

یہ روایت تطبیر (زنجیرزنی وقمہ زنی) کے جواز پہ دلالت کرتی ہے۔

الشائرالحسینیہ صفحہ نمبر50

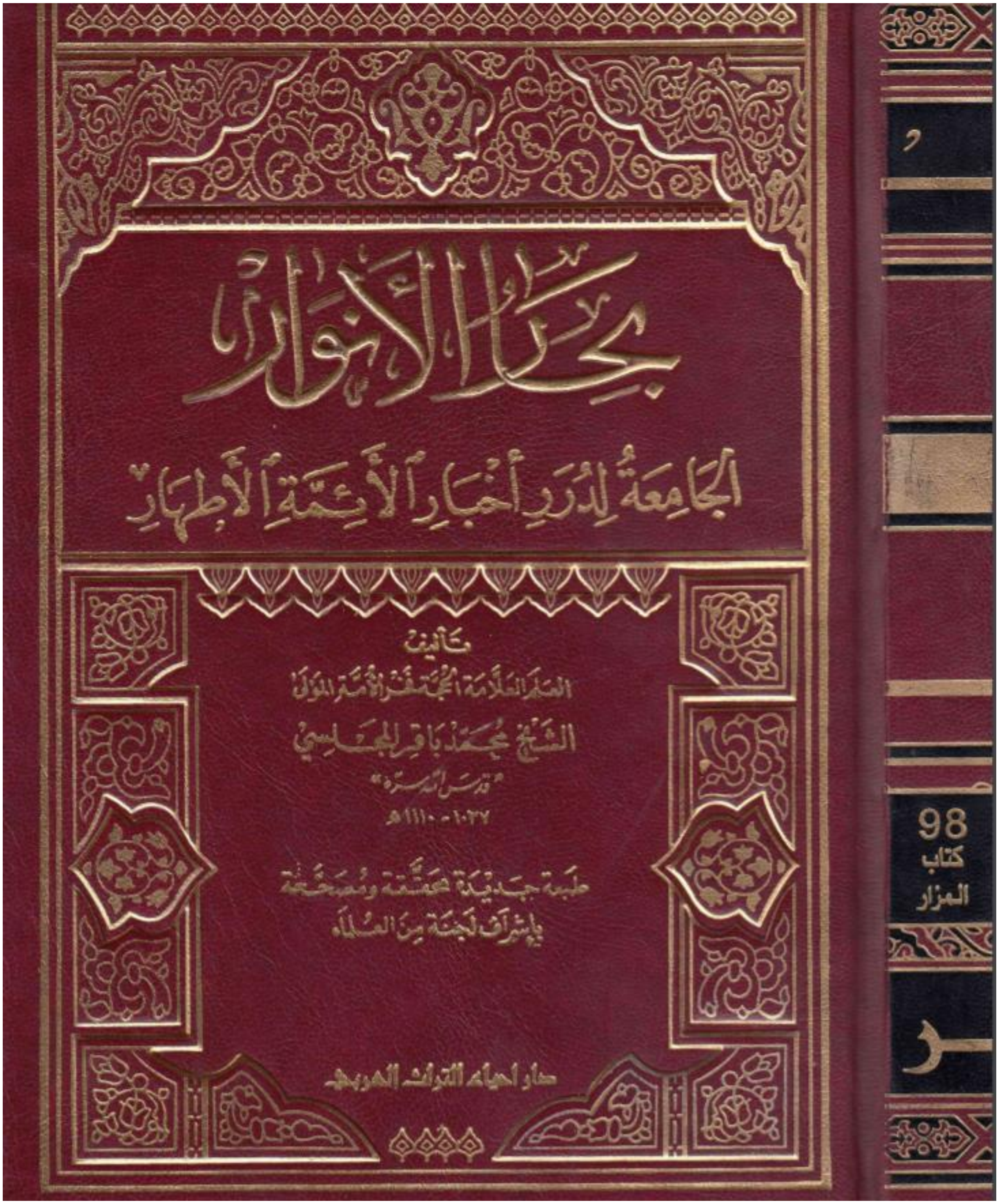
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧-١١١٠هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
98
كتاب
المزار

يا ربّ عن خلقك واجعلني ممّن لا يبسط كفّه إلاّ إليك ، اللّهمّ إنّ الشقيّ من قنط و أمامه التوبة و خلفه الرّحمة ، و إن كنت ضعيف العمل فانّي في رحمتك قويّ الأمل ، فهب لي ضعف عملي لقوّة أملي ، اللّهمّ أمرت فعصينا ، و نهيت فما انتهينا ، و ذكرت فتناسينا ، وبصّرت فتعامينا ، وحذّرت فتعدّينا ، وما كان ذلك جزاء إحسانك إلينا ، و أنت أعلم بما أعلنّا وما أخفينا ، وأخبر بما نأتي و ما أتينا فصلّ على محمّد و آل محمّد ولا تؤاخذنا بما أخطأنا فيه و نسينا ، و هب لنا حقوقك لدينا ، وتمّم إحسانك إلينا ، و أسبغ رحمتك علينا .

إنّا نتوسّل إليك بهذا الصدّيق الإمام ، و نسألك بالحقّ الّذي جعلته له ولجدّه رسولك ولأبويه عليّ و فاطمة أهل بيت الرّحمة ، إدرار الرزق الّذي به قوام حياتنا ، وصلاح أحوال عيالنا ، فأنت الكريم الّذي تعطي من سعة، و تمنع عن قدرة ، و نحن نسألك من الخير ما يكون صلاحاً للدّنيا ، وبلاغاً للآخرة ، وآتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقناعذاب النّار (١).

ثمّ تحوّل إلى عند الرّجلين و قل : السّلام عليك يـا أبا عبدالله ، و على ملائكة الله المرفرفين حول قبّتك ،الحافّين بتربتك ، الطائفين بعرصتك ، الواردين لزيارتك ، السّلام عليك فانّي قصدت إليك ، ورجوت الفوز لديك ، السّلام عليك سلام العارف بحرمتك ، المخلص في ولايتك ، المتقرّب إلى الله بمحبّتك ، البريء من أعدائك ، سلام من قلبه بمصابك مقروح ، و دمعه عند ذكرك مسفوح ، سلام المفجوع المحزون ، الواله المسكين ، سلام من لوكان معك بالطّفوف لوقاك بنفسه من حدّ السّيوف ، و بذل حشاشته دونك للحتوف ، وجاهد بين يديك ، و نصرك على من بغى عليك ، وفداك بروحه و جسده و ماله وولده ، وروحه لروحك الفداء وأهله لاهلك وقاء ، فلئن أخّرتني الدّهور ، وعاقني عن نصرتك المقدور، و لم أكن لمن حاربك محارباً ، ولمن نصب لك العداوة مناصباً ، فلأندبنّك صباحاً و مساء ، ولأبكينّ عليك بدل الدّموع دماً ، حسرة عليك و تأسّفاً ، و تحسّراً على مادهاك

(١) مصباح الزائر ص ١٢١ .

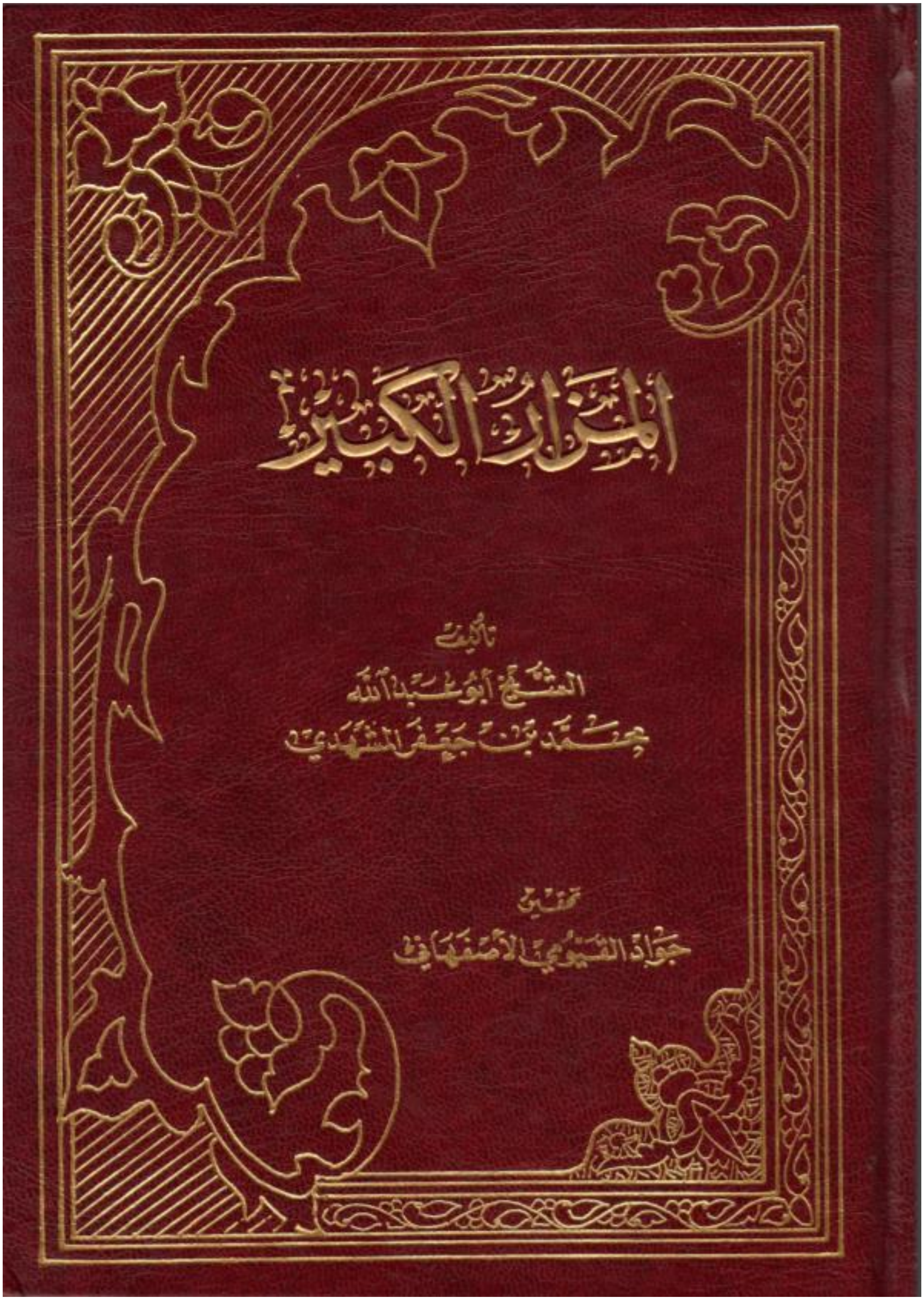
المزار الكبير
تأليف
الشيخ أبو عبد الله
محمد بن جعفر المشهدي
تحقيق
جواد القيومي الأصفهاني

و اَهْله لاهْلِك وِفاء.

فَلَئِن اَخَّرَتْني الدُّهور، و عاقَني عَن نَصْرك الْمَقْدور، و لَم اَكُن لِمَن حارَبَك مُحارِباً ، و لِمَن نَصَب لَك الْعَداوَة مُناصِباً، فَلاَنْدِبَنَّك صَباحاً ومَساء، و لابْكِينَّ عَلَيك بَدَل الدُّموع دَماً ، حَسْرة عَلَيك و تَأسُّفاً عَلى ما دَهاكَ و تَلَهُّفاً، حَتّى اَموت بِلَوْعة[1] الْمُصاب و غُصَّة الاكْتِياب[2].

اَشْهد اَنَّك قَد اَقَمْت الصَّلاة، و آتَيْت الزَّكاة، و اَمَرْت بِالْمَعْروف، ونَهَيت عَن الْمُنْكر و الْعُدْوان، و اَطَعْت اللّه و ما عَصَيْته، و تَمَسَّكت بِه وبِحَبْله فَأَرْضَيته وخَشْيَه ، و راقَبْتَه و اسْتَجَبْته، و سَنَنْت السُّنن، و اَطْفَأت الْفِتَن، و دَعَوْت اِلَى الرَّشاد، و اَوْضَحْت سُبُل السَّدادِ، و جاهَدْت فِي اللّهِ حَقَّ الْجِهاد.

و كُنْت لِلّه طائِعاً، و لِجَدِّك مُحمَّد صَلَّى اللّه عَلَيه و آلِه تابِعاً، ولِقَول اَبيك سامِعاً، و اِلى وَصِيَّة اَخيك مُسارِعاً، و لِعِمادِ الدين رافِعاً، و لِلطُّغْيان قامِعاً، و لِلطُّغاة مُقارِعاً، و لِلامَّة ناصِحاً.

و في غَمَرات الْمَوْت سابِحاً، و لِلْفُسّاق مُكافِحاً[3]، و بِحُجَج اللّه قائِماً، و لِلاسْلام و الْمُسْلمين راحِماً، و لِلْحقَّ ناصِراً، و عِنْد الْبَلاء صابِراً، و لِلدين كالِئاً، و عَن حَوْزَته مُرامِياً، و عَن شَريعَتِه مُحامِياً.

---

۱ ـ اللوعة : حرقة الحزن و الهوى و الوجد.

۲ ـ كئب : كان في غم و سوء حال و انكسار من حزن.

۳ ـ كفح العدو : واجهه و استقبله.

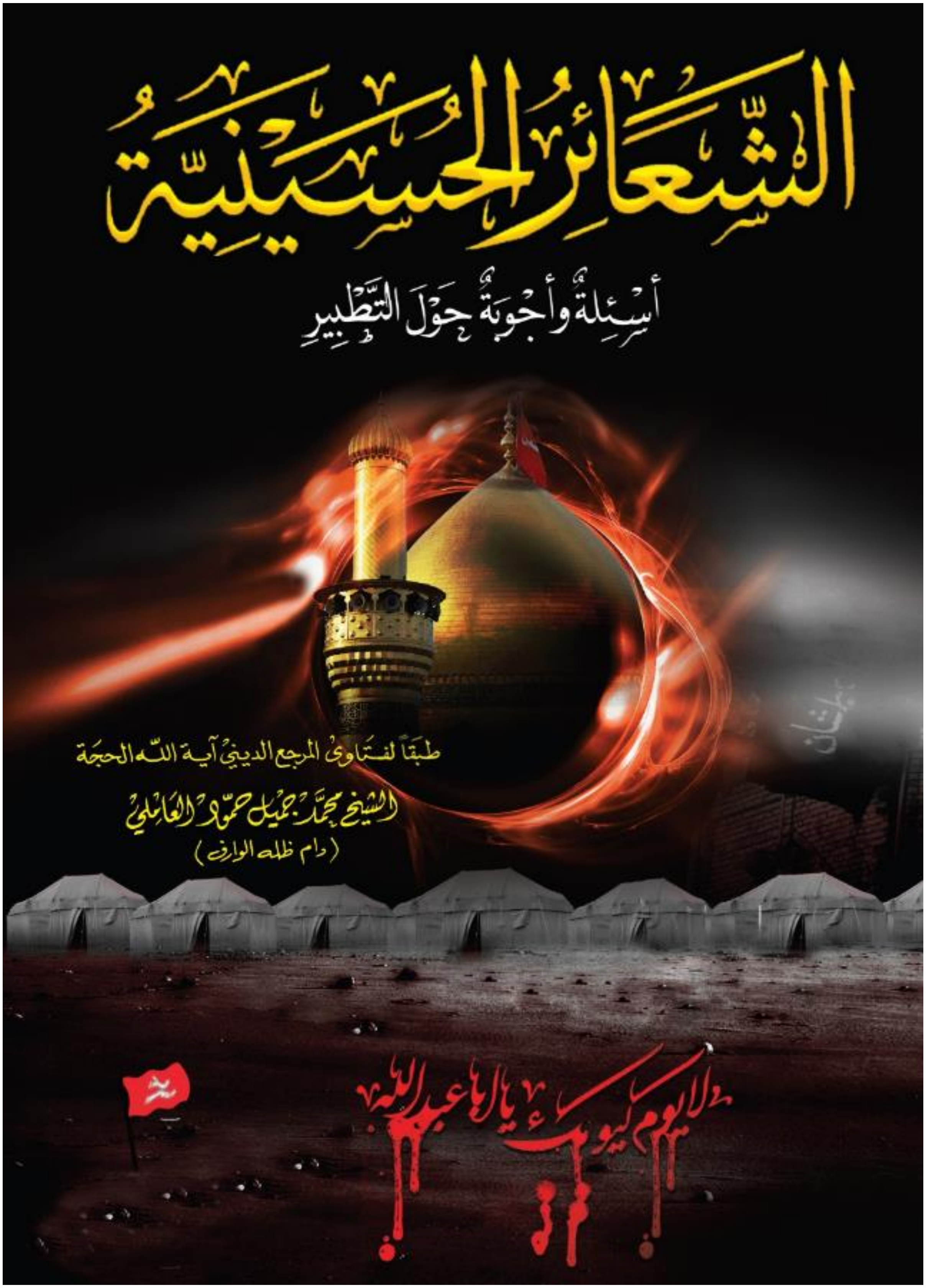
الشعائر الحسينية
أسئلة وأجوبة حول التطبير
طبقاً لفتاوى المرجع الديني آية الله الحجة
الشيخ محمد جميل حمود العاملي
(دام ظله الوارف)
لا يوم كيومك يا أبا عبد الله

وأخيراً نقـول: فليتنبه من يُحقّـر المطبّريـن أنّ يصيبهم عذابٌ عظيـم يوم لا يغني مولىً عن آخر شيئاً.

السّؤال ١٧:

ما فلسفة: «لأبكين عليك بدل الدّموع دماً».

وهل هناك ربط لهذه العبـارة التي قالها صاحب الأمر (عجـل الله تعالى فرجه الشّـريف) في زيـارة النّاحية المقدّسـة بالتّطبيـر حيث يرى ذلـك البعض من العلماء الأعلام حفظهم الله وضمناً لرواية المحمل؟

الجواب: الأدلّة علـى جواز التّطبير بل اسـتحبابه كثيرةٌ، منها فعـل مولاتنا العقيلة الصدِّيقة الصّغرى زينب عَلَيْهَاٱلسَّلَامُ لمّا ضربت رأسها على مقدّم المحمل فشخب الدّم الطّاهر منه.

وثمّـة أدلّـة أخـرى ذكرناها فـي كتابنـا [ردّ الهجـوم عن شـعائر الإمام الحسـين المظلوم عَلَيْهِٱلسَّلَامُ] نختصرها لكم ههنا وهي ما يلي:

أوّلًا: إنّ التّطبير نوع مواسـاة للإمام سيّد الشـهداء عَلَيْهِٱلسَّلَامُ اقتداءًا بالأنبياء الذين تأسّـوا بالإمام المعظّم أبي عبد الله الحسـين عَلَيْهِٱلسَّلَامُ فصدر منهم إدماء من أجسامهم الطّاهرة تذكيراً بسيّد الشّهداء عَلَيْهِٱلسَّلَامُ.

ثانياً: إنّ التّطبير مِنْ أبرز مصاديق الجزع على سيّد الشّهداء عَلَيْهِٱلسَّلَامُ.

ثالثاً: إنّ التّطبيـر مِنْ أبرز مصاديق الإدماء الصّادر من أهل بيت العصمة والرّسـالة والولايـة عَلَيْهِمُٱلسَّلَامُ كخـدش الوجـوه والبـكاء لأجلـه عَلَيْهِٱلسَّلَامُ بـدل الدّمـوع دماً، والموت تلهّفاً على ما أصابه وجرى عليه (صلوات الله عليه).

رابعاً: إنّ التّطبير نوع أسـوة بإمامنا المعظّم القائم الحجّة بن الحسـن عَلَيْهِمَاٱلسَّلَامُ الذي يبكـي ولا يزال يبكـي على جـدّه المظلوم إلـى أن تصيب عينه القـذى كما جاء التّعبير عنه في دعاء النّدبة الشّـريف الذي يسـتحبّ تلاوته يوم الجمعـة بقوله أرواحنا لتراب نعليه الفداء:

مولا سجاد علیہ السلام کا خون رونا

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں:-

وكان إذا أخذ إناء يشرب ماء بكى حتى يملاها دمعا، فقيل له في ذلك فقال: وكيف لا أبكي؟ وقد منع أبي من الماء الذي كان مطلقا للسباع والوحوش

ترجمہ:-"جب امام علیہ السلام پانی پینے کیلیے برتن ہاتھ میں لیتے تھے تو آپ علیہ السلام کے آنسوئوں سے برتن خون سے بھر جاتا تھا۔جب امام سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہ روئوں جبکہ میرے بابا کو اس پانی سے محروں رکھا گیا جسکو درندے اور وحشی جانور پیتے رہے"۔

بحارالانوار جلد 46 صفحہ نمبر 109

قادتنا کیف نعرفھم آیۃ اللہ العظمی السید محمد ھادي الحسیني المیلاني، جلد 4 صفحہ نمبر 42

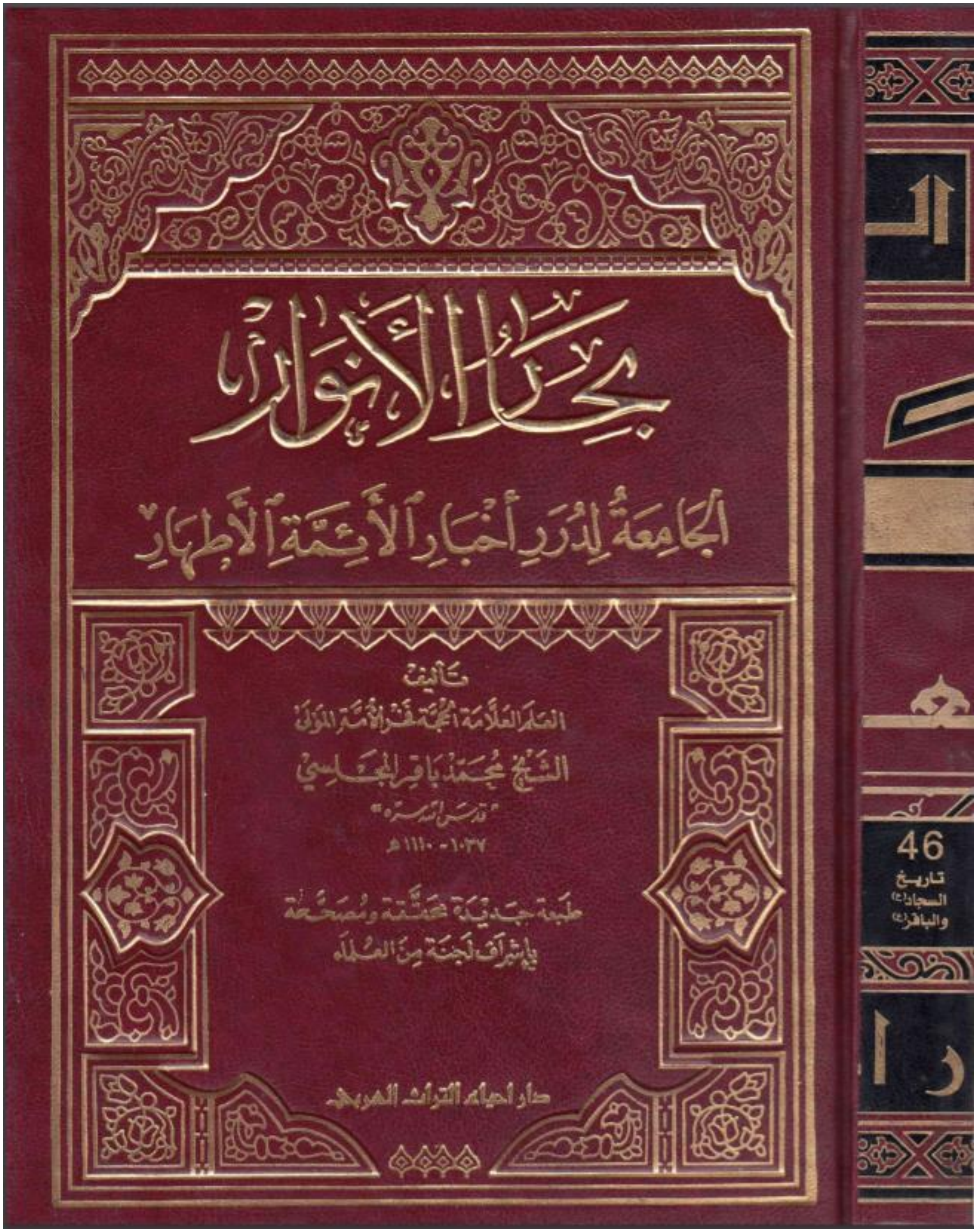
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
قدس الله سره
١٠٣٧ - ١١١٠ هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
46
تاريخ
السجاد
والباقر

و كان إذا أخذ إناء يشرب ماء بكى حتّى يملأها دمعاً ، فقيل له في ذلك فقال : و كيف لا أبكي ؟ وقد منع أبي من الماء الّذي كان مطلقاً للسباع والوحوش. وقيل له : إنّك لتبكي دهرك فلوقتلت نفسك لمازدت على هذا؟ فقال : نفسي قتلتها وعليها أبكي (١) .

٢ - ل (٢) **لي** : ابن إدريس ، عن أبيه ، عن ابن عيسى ، عن ابن معروف عن محمّد بن سهيل البحراني رفعه إلى أبي عبد الله عليه السلام قال : البكّاؤن خمسة : آدم ويعقوب ، ويوسف ، وفاطمة بنت محمّد ، وعليّ بن الحسين عليه السلام فأمّا آدم : فبكى على الجنّة حتّى صار في خدّيه أمثال الأودية ، و أمّا يعقوب : فبكى على يوسف حتّى ذهب بصره ، وحتّى قيل له : «تالله تفتؤ تذكر يوسف حتّى تكون حرضاً أوتكون من الهالكين » (٣) و أمّا يوسف : فبكى على يعقوب حتّى تأذّى به أهل السجن فقالوا : إمّا أن تبكي بالنهار و تسكت باللّيل ، و إمّا أن تبكي باللّيل و تسكت بالنهار ، فصالحهم على واحد منهما ، وأمّا فاطمة بنت محمّد صلّى الله عليه وآله : فبكت على رسول الله صلّى الله عليه و آله حتّى تأذّى بها أهل المدينة ، و قالوا لها : قد آذيتنا بكثرة بكائك ، فكانت تخرج إلى المقابر مقابر الشهداء فتبكي حتّى تقضي حاجتها ثمّ تنصرف ، وأمّا عليّ بن الحسين عليهما السلام : فبكى على الحسين عشرين سنة أو أربعين سنة و ما وضع بين يديه طعام إلّا بكى ، حتّى قال له مولى له : جعلت فداك ياابن رسول الله إنّي أخاف عليك أن تكون من الهالكين قال : إنّما أشكو بثّي وحزني إلى الله وأعلم من الله مالاتعلمون إنّي لم أذكر مصرع بني فاطمة إلّا خنقتني لذلك عبرة (٤) .

٣ـ مل : أبي و جماعة مشايخي ، عن سعد ، عن ابن أبي الخطّاب ، عن

---

(١) مناقب ابن شهرآشوب ج ٣ ص ٣٠٣ طبع النجف الاشرف .
(٢) الخصال للصدوق ص ١٣١ أبواب الخمسة .
(٣) سورة يوسف ، الاية : ٨٥ .
(٤) أمالي الشيخ الصدوق ص ١٤٠ .

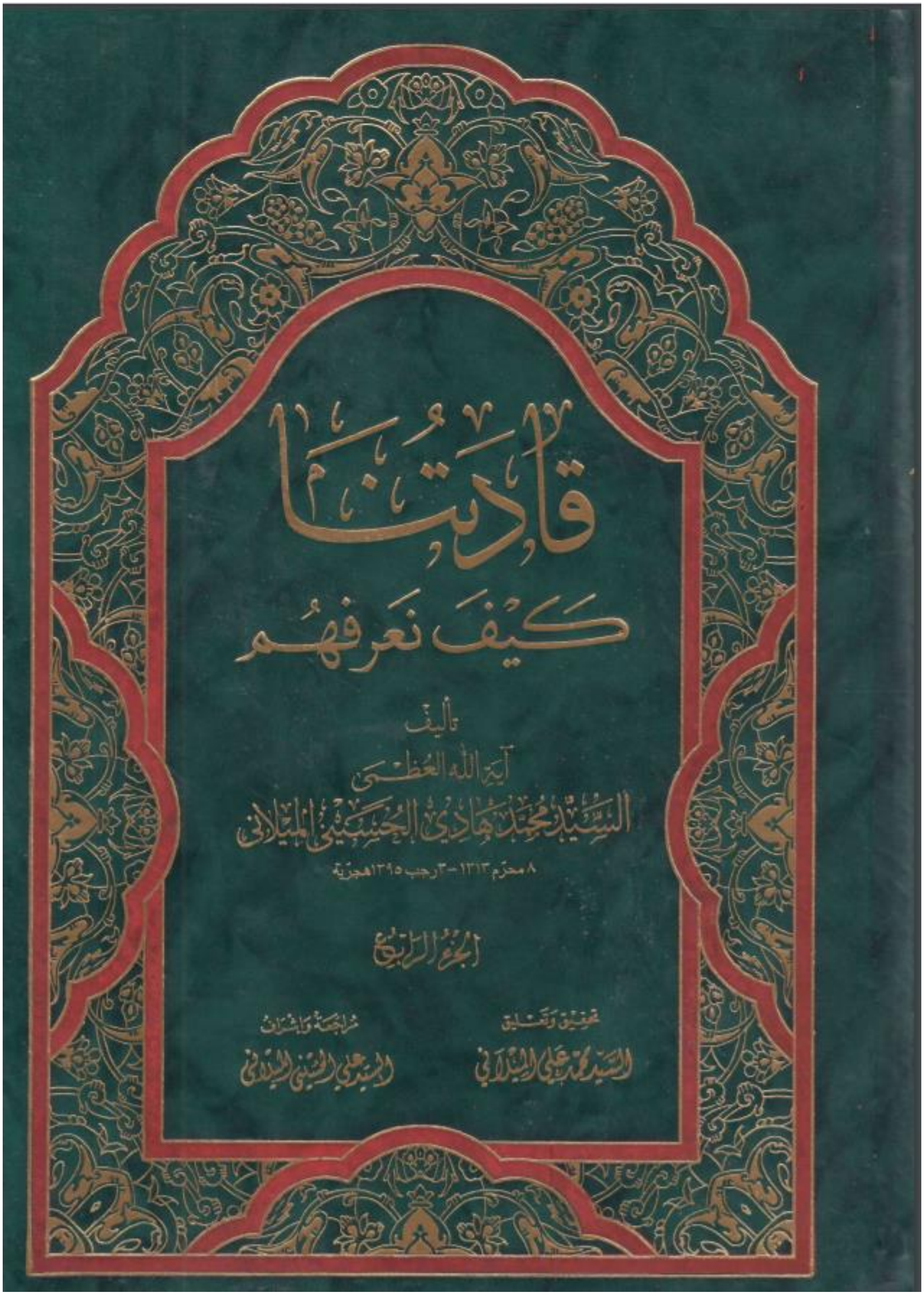
قادتنا
كيف نعرفهم
تأليف
آية الله العظمى
السيد محمد هادي الحسيني الميلاني
٨ محرم ١٣١٣ - ٣ رجب ١٣٩٥ هجرية
الجزء الرابع
تحقيق وتعليق
السيد محمد علي الميلاني
مراجعة وإشراف
السيد علي الحسيني الميلاني

وأما علي بن الحسين فبكى على الحسين عشرين سنة أو أربعين سنة ما وضع بين يديه طعام الّا بكى حتى قال له مولى له: جعلت فداك يا ابن رسول الله اني أخاف عليك أن تكون من الهالكين، قال: انما أشكو بثّي وحزني إلى الله وأعلم من الله ما لا تعلمون، اني ما أذكر مصرع بني فاطمه الّا خنقتني لذلك عبرة»[١].

قال ابن شهر آشوب: «وقيل: انه بكى حتى خيف على عينيه وكان إذا أخذ اناءً يشرب ماء بكى حتى يملأها دمعاً، فقيل له في ذلك، فقال: وكيف لا أبكي وقد منع أبي من الماء الذي كان مطلقاً للسباع والوحوش، وقيل له: انك لتبكي دهرك فلو قتلت نفسك لما زدت على هذا، فقال: نفسي قتلتها وعليها أبكي»[٢].

قال البدخشي: روى أبو نعيم في الحلية عن جعفر بن محمّد رضي الله عنهما قال: «سئل علي بن الحسين عن كثرة بكائه فقال: لا تلوموني فان يعقوب فقد سبطاً من ولده فبكى حتى ابيضت عيناه ولم يعلم انه مات وقد نظرت الى أربعة عشر رجلاً من أهل بيتي في غداة واحدة قتلى افترون حزني يذهب من قلبي»[٣].

وفاة علي بن الحسين

قال ابن الصباغ: «توفي علي بن الحسين زين العابدين في الثاني عشر من المحرم سنة أربع وتسعين من الهجرة وله من العمر سبع وخمسون سنة، أقام منها مع جده أميرالمؤمنين علي بن أبي طالب سنتين، ومع عمه أبي محمّد الحسن بعد وفاة جده علي أحد عشر سنة وكان بقاؤه بعد مصرع أبيه ثلاثاً وثلاثين سنة، يقال: انه

(١) الخصال ج١ ص١٢٩، وانظر كامل الزيارات، الباب ٣٥ ص١٠٧.
(٢) المناقب: ج٤ ص١٦٦.
(٣) مفتاح النجاء ص٢٣٧.

مولا سجاد علیہ السلام کا خون بہانا

قال الراوي لما سمع علي بن الحسين (عليه السلام) قام على طوله و نطح جدار البيت بوجهه. فكسر أنفه و شجّ رأسه و سال دمه على صدره

راوی کہتا ہے جب امام سجاد علیہ السلام نے (مصائب کربلا یاد کئے) اور کھڑے ہو گئے اور اپنے چہرے کو گھر کی دیوار پر مارا تو آپ علیہ السلام کی ناک زخمی ہوئی اور سر پھٹ گیا اور آپ علیہ السلام کے سینے پر خون جاری ہو گیا۔

دار السلام فیما یتعلق بالرؤیا والمنام جلد 2 صفحہ 200

الموسوعہ الکبری عن فاطمہ الزھراء سلام اللہ علیھا، تالیف اسماعیل زنجانی خوئینی، جلد 22، صفحہ 481

دار السلام

فيما يتعلق بالرؤيا والمنام

تأليف

العالم الجليل والمحدث الخبير الحاج ميرزا

حسين النوري الطبرسي

المتوفى سنة ١٣٢٠

الجزء الثاني

دار البلاغة

فما أجرأهم على الله وعلى انتهاك حرمة رسول الله ؟! قال الراوي : لما سمع علي بن الحسين سقوط الرأس في حجر الجارية الحسناء ، قام على طوله ونطح جدار البيت بوجهه ؛ فكسر أنفه وشج رأسه وسال دمه على صدره ، وخرج مغشياً عليه من شدة الحزن والبكاء .

فلما أفاق من غشوته صرخ صرخة عالية حتى سمعها أهل المدينة ، فماجت المدينة بأهلها كما تموج السفينة في البحر ، فخرجن نساؤه وبناته وأهل بيته وكلهن كان حاضراً وأتين إليه يتعثرن بأذيالهن لما سمعوا تلك الصيحة العالية من علي بن الحسين فرأينه في بكاء دائم وعزاء قائم ، فتصارخن في وجهه وتباكين لبكائه ونعين لنعائه ، قال النصراني : وقد ظنت النساء بان سبب هذا البكاء وتجديد هذا العزاء مني ، فأتتني واحدة من تلك النساء وقالت : يا ويلك يا هذا ! قد هيجت على هذا العبد الصالح أحزاناً كامنة في قلبه وعبرة منكسرة في صدره وأرادت تخرجني سن البيت ، فمنعها الإمام ، فبينما الإمام في بكائه وحنينه على ما ذكرت له وإذا بصبي قد أتى إليه وجلس إلى جانبه ، وقال : يا أبتاه على من هذا البكاء ؟ ولمن هذا العزاء ؟ قال : نعم يا بني هذا الرجل النصراني يذكر انه رأى في منامه رأس جدك الحسين ورؤوس أولاده وأهل بيته ورؤوس أخوته وبني أخيه ونسائه وأطفاله يدار بهم من بلد إلى بلد ومن مكان إلى مكان ومن سكة إلى سكة فبكى الصبي ولطم على خده وصاح بأعلى صوته : يا جداه واحسيناه واغريباه وامظلوماه ، يا ليتني قد قتلت بين يديك يا جداه يا ليتني قد جرعت كأس الردى دونك ؟ يا جداه يا ليتني كنت لك الفدا وروحي لروحك الوقا .

وإذا بجارية أتت إليه وحملته على صدرها وجلست ناحية عن أبيه من شفقتها عليه ، وجعلت تمسح الدم عن وجهه وتعزيه ، فلا يتعز وتسليه فلا يتسلى ، ورأيت أيضاً شخصاً كبيراً وقد جلس على البيت من خارج الباب وهو يلطم على خديه ويصيح ويندب بأعلى صوته واقوماه وااهلاه واحسناه واحسيناه واجعفراه واعقيلاه واحمزتاه وجعل يقوم ويجلس وينتحب ويبكي ، قال النصراني : فرأيت علي بن الحسين قد تغيرت أحواله ، فأمسكت عن الكلام

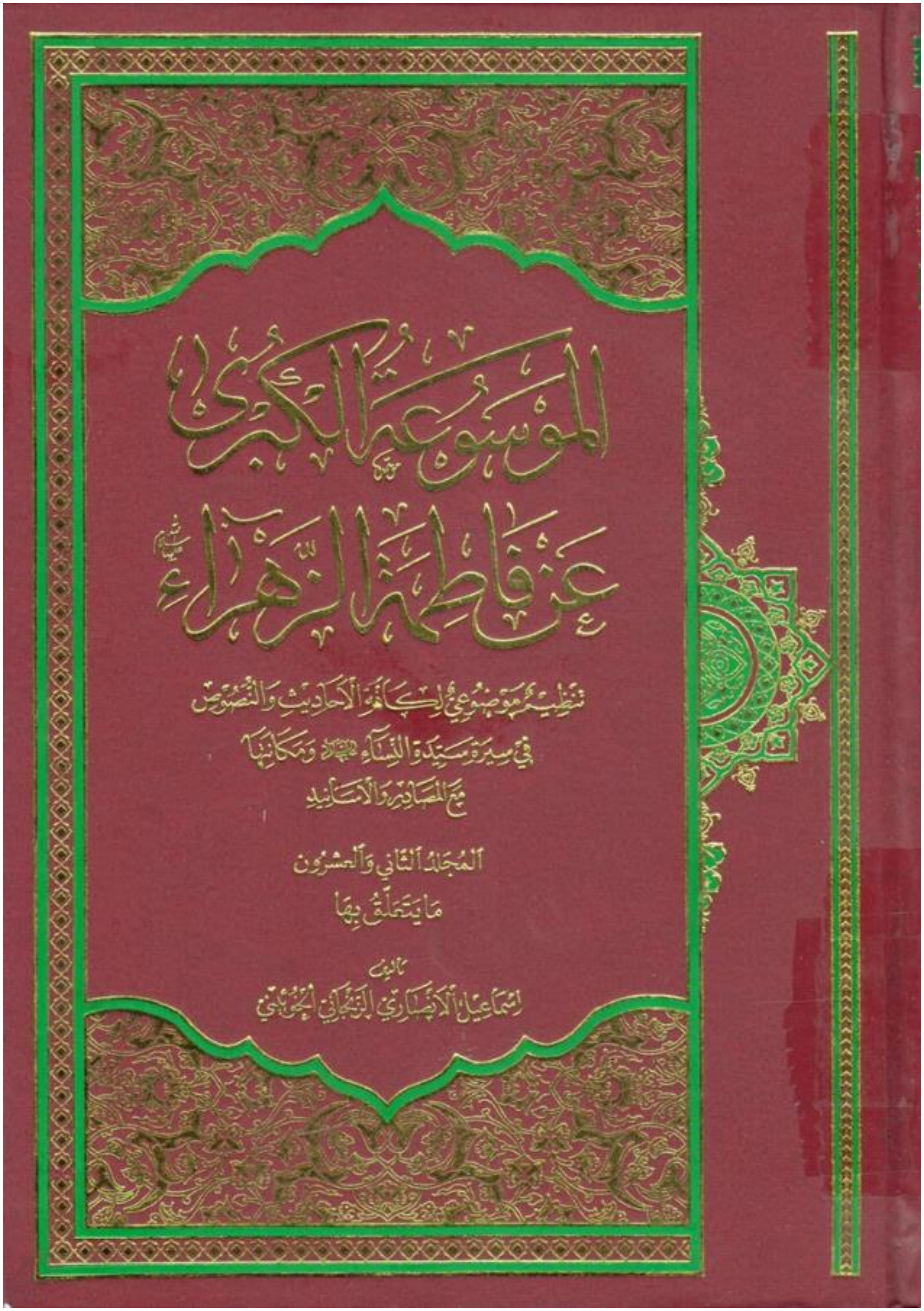
الموسوعة الكبرى
عن فاطمة الزهراء
تنظيم موضوعي لكافة الأحاديث والنصوص
في سيرة سيدة النساء ومكانتها
مع المصادر والأسانيد
المجلد الثاني والعشرون
ما يتعلق بها
تأليف
إسماعيل الأنصاري الزنجاني الخوئيني

فبينما أنا أُفكِّر في نفسي وأُخيرها بين الكفر والإسلام، وإذاً بالنساء قد علا صراخهنَّ وقمنَ على الأقدام وشخصن بأبصارهنَّ مما يلي القبة البيضاء. فقمت على قدمي وشخصت بصري وإذاً بنساء خرجن من تلك القبة، وأمام تلك النساء جارية حسناء، وفي يديها ثوب مصبوغ بالدم وشعرها منشور وجيبها ممزوق، وهي تعثر بأذيالها وتُلطِم خدها وتستغيث بالأنبياء وبأبيها رسول الله ﷺ وبأمير المؤمنين ؑ من قلب مفجوع وفؤاد بالحزن مشلوع؛ وهي تصرخ وتنادي بأعلى صوتها: **وا ولداه، وا ثمرة فؤاداه، وا حبيب قلباه، وا ذبيحاه، وا قتيلاه، وا غريباه، وا عباساه، وا عطشاه.**

ولما قربت ـ يا سيدي ومولاي ـ تلك الجارية من الرؤوس والأطفال، وقعت مغشية عليها ساعة طويلة. ثم أفاقت من غشوتها وأومت بعينها إلى الرأس الشريف، فانحنى ذلك الرمح الذي عليه الرأس الشريف بقدرة الله تعالى وسقط في حجر الجارية. فأخذته وضمَّته إلى صدرها واعتنقته وقبَّلته، وقالت: **يا بني، قتلوك كأنهم ما عرفوك وما عرفوا من جدك وأبوك! يا ويلهم، ومن الماء منعوك، على وجهك قلَّبوك، ومن قفاك ذبحوك. يا ولدي يا حسين! من الذي جزَّ رأسك من قفاك؟ ومن الذي هشم صدرك ورضَّه وهدَّ قواك؟ ومن الذي ـ يا أبا عبدالله ـ سبى عيالك ونهب أموالك؟ ومن الذي ذبحك وذبح أطفالك؟! فما أجرأهم على الله وعلى انتهاك حرمة رسول الله ﷺ؟!**

قال الراوي: لما سمع علي بن الحسين ؑ سقوط الرأس في حجر الجارية الحسناء، قام على طوله ونطح جدار البيت بوجهه. فكسر أنفه وشجَّ رأسه وسال دمه على صدره، وخرَّ مغشياً عليه من شدة الحزن والبكاء.

فلما أفاق من غشوته، صرخ صرخة عالية حتى سمعها أهل المدينة، فماجت المدينة بأهلها كما تموج السفينة في البحر. فخرجن نساؤه وبناته وأهل بيته وكلهنَّ كان حاضراً، وأتين إليه يتعثَّرن بأذيالهنَّ لما سعوا تلك الصيحة العالية من علي بن الحسين ؑ. فرأينه في بكاء دائم وعزاء قائم، فتصارخن في وجهه وتباكين لبكائه ونعين لنعائه.

مولا سجاد علیہ السلام کا چالیس سال خون رونا

مولا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب سجاد علیہ السلام چالیس برس تک غم شہدائے کربلا میں خون کے آنسو روتے رہے۔

الدمعتہ الساکبہ جلد دوم صفحہ نمبر 344

ہمارا مولا علیہ السلام چالیس سال خون رو سکتے ہیں امام حسین علیہ السلام کے غم میں تو کیا اگر ہم سال میں 5 باری بھی خون کا پرسہ پیش کریں مولا کو تو اس میں کیا حرج ہے۔

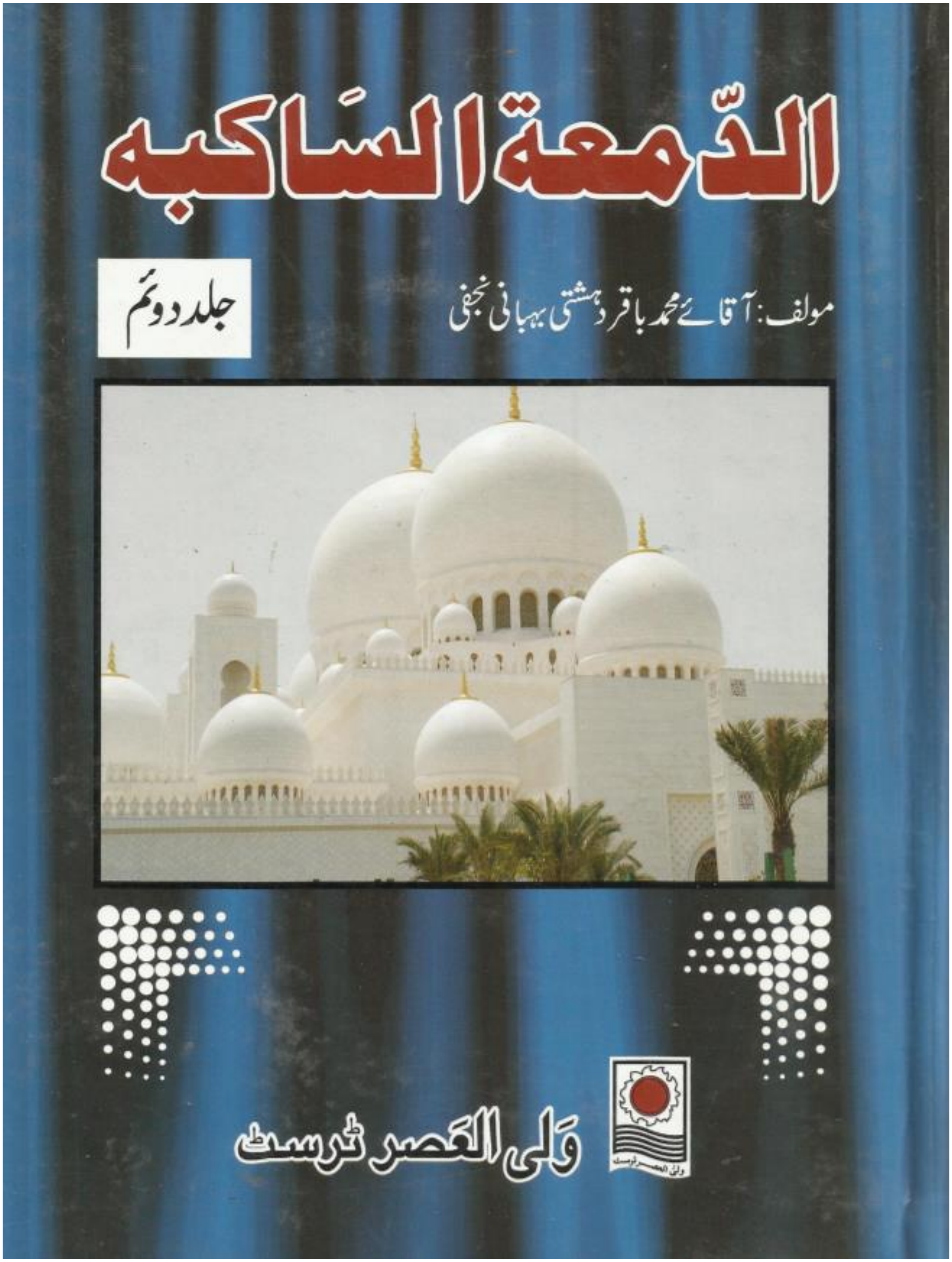
الدّمعة السَاكبه
جلد دوئم
مولف: آقائے محمد باقر دہشتی بہبانی نجفی
ولی العصر ٹرسٹ

وَلی العصر ٹرسٹ وَلی العصر ٹرسٹ وَلی العصر ٹرسٹ

کو دیکھا۔ گلے سے لگایا۔ اور پوچھا کون کون آیا ہے؟

جناب سجادؑ نے فرمایا۔ چچا مردوں سے میرے سوا کوئی نہیں آیا۔ بچوں سے ایک باقرؑ اور چند دوسرے بچے رہ گئے ہیں۔

جناب محمد پھر غش کھا گئے۔

جب افاقہ ہوا تو امام سجادؑ نے حوصلہ دیا۔ سہارا دے کر خیام تک لائے۔

یہاں سے قافلہ آلِ محمدؐ اہل مدینہ کے ساتھ مدینہ میں آیا۔

مدینہ کے در و دیوار کو دیکھ کر جناب ام کلثوم زینب نے ایک طویل مرثیہ پڑھا جس میں کربلا سے لے کر شام تک کے تمام واقعات دہرائے۔

تمام اہل بیت سب سے پہلے روضہ رسول پر آئے۔ بنت زہراؑ دو ہاتھ پھیلا کر دہلیز پر کھڑی ہو گئیں ایک ہاتھ دروازہ کے دائیں جانب دوسرا بائیں رکھا اور عرض کیا۔

نانا دکھیا زینب آپ کے پارۂ جگر حسینؑ کی خبر شہادت کے سوا کچھ نہ لا سکی۔

نانا میں غموں کی ماری آپ کو پرسہ دینے کے لیے زندہ بچ گئی۔

اس کے بعد بی بی نے کربلا سے شام تک ایک ایک واقعہ بیان کیا۔ مزار رسول کانپ گئی۔ پھر ایک ایک بی بی آگے بڑھ کر مزار رسول کو گلے لگا کر پرسہ دینے لگی۔ آخر میں جناب سجادؑ نے مزار رسول کو گلے لگا کر پرسہ دیا۔

روضہ رسول کے بعد اہل بیت مزار جناب زہراؑ اور مزار امام حسنؑ پر آئے۔ ہر بی بی نے اپنا دکھ سنایا اور پرسہ دیا۔

جناب رباب کو مدینہ واپسی کے بعد کسی نے سایہ میں بیٹھا ہوا نہیں دیکھا۔

تمام مرد تعزیت کے لیے امام سجادؑ۔ جناب عبداللہ ابن جعفر طیار اور حسن مثنیٰ کے پاس آتے تھے۔ اور خواتین مدینہ جناب ام المومنین ام سلمہ۔ جناب ام البنین۔ جناب زینب خاتون اور جناب رباب کے پاس پرسہ کے لیے آتی تھیں۔

امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جناب سجادؑ چالیس برس تک غم شہدائے کربلا میں خون کے آنسو روتے رہے۔

وَلی العصر ٹرسٹ وَلی العصر ٹرسٹ وَلی العصر ٹرسٹ

امام علی رضا علیہ السلام کی زخمی پلکیں

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ان یوم الحسین اقرح جفوننا"

ترجمہ:-"یوم حسین علیہ السلام نے ہماری پلکوں کو زخمی کر دیا"۔

بحار الانوار جلد 44 صفحہ نمبر 284

امالی شیخ صدوق

بحار الأنوار

الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار

تأليف

العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى

الشيخ محمد باقر المجلسي

" قدس الله سره "

الجزء الرابع والأربعون

شبكة الفكر
alfeker.net

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

إنّ يوم الحسين أقرح جفوننا ، وأسبل دموعنا ، و أذلّ عزيزنا بأرض كرب وبلاء ، أورثتنا الكرب والبلاء إلى يوم الانقضاء ، فعلى مثل الحسين فليبك الباكون فانّ البكاء عليه يحطّ الذّنوب العظام .

ثمّ قال عليه السلام : كان أبي إذا دخل شهر المحرّم لا يرى ضاحكاً وكانت الكآبة تغلب عليه حتّى يمضي منه عشرة أيّام ، فاذا كان يوم العاشر كان ذلك اليوم يوم مصيبته وحزنه وبكائه ويقول : هو اليوم الّذي قتل فيه الحسين صلّى الله عليه (١) .

١٨ ــ لى : الطالقاني ، عن أحمد الهمداني ، عن عليّ بن الحسن بن فضّال عن أبيه ، عن الرّضا عليه السلام قال : من ترك السّعي في حوائجه يوم عاشورا قضى الله له حوائج الدّنيا والآخرة ، ومن كان يوم عاشورا يوم مصيبته وحزنه وبكائه ، جعل الله عزّوجلّ يوم القيامة يوم فرحه و سروره ، وقرّت بنا في الجنان عينه ، و من سمّى يوم عاشورا يوم بركة وادّخر فيه لمنزله شيئاً لم يبارك له فيما ادّخر ، وحشر يوم القيامة مع يزيد و عبيد الله بن زياد و عمر بن سعد ـ لعنهم الله ـ إلى أسفل درك من النّار .

١٩ـ لى: ابن إدريس ، عن أبيه ، عن ابن أبي الخطّاب ، عن الحكم بن مسكين [الثقفيّ] عن أبي بصير ، عن الصّادق ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال أبوعبدالله الحسين بن عليّ عليهما السلام : أنا قتيل العبرة لايذكرني مؤمن إلاّ استعبر (٢) .

مل : محمّد بن جعفر، عن محمّد بن الحسين ، عن الحكم بن مسكين مثله (٣) .

مل : أبي ، عن سعد ، عن الخشّاب ، عن إسماعيل بن مهران ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير مثله (٤) .

٢٠ـ مل: حكيم بن داود ، عن سلمة ، عن ابن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن

---

(١) أمالى الصدوق المجلس ٢٧ـ الرقم ٢ و الذى يأتى بعده تحت الرقم ٤ .

(٢) أمالى الصدوق المجلس ٢٨ـ الرقم ٧.

(٣) المصدر ص ١٠٨ : ب ٣٦ تحت الرقم ٤ الى قوله « أناقتيل العبرة ».

(٤) المصدر تحت الرقم ٣ .

بی بی زینب سلام اللہ علیھا کا پتھر سے ماتم

آیت اللہ حسین بخش جاڑا کتاب گلزار خطاب میں فرماتے ہیں کہ جب شہزادہ علی اکبر علیہ السلام خیام سے نکلے تو پھر ایک گرد اٹھی جو کافی دیر تک برقرار رہی اور صدائے ماتم بلند ہوئی اور خدا گواہ ہے کہ ہمارے زمہ دار علماء یہ پڑھا کرتے ہیں کہ جب شہزادہ علی اکبر علیہ السلام خیام سے نکلے تو آج تم ہاتھوں سے ماتم کرتے ہو، زنجیروں سے ماتم کرتے ہو، شریکتہ الحسین علیہ السلام نے خیموں کا چکر لگایا تو بی بی زینب سلام اللہ علیھا کو ایک پتھر ملا علی اکبر علیہ السلام خیمے سے باہر نکلے تو بی بی زینب علیہ السلام نے پتھر سے ماتم کیا۔

گلزار خطابت حسین بخش جاڑا صفحہ نمبر 80

گلزارِ خطابت

تقاریر

حضرت آیت اللہ حسین بخش جاڑا اعلیٰ اللہ مقامہ

ترتیب

مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین، جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور فون: 5425372

زہراؑ کی کنیزو!

زہراؑ کی بہوؤ!

زہراؑ کی بیٹیو!

میں سوال کر کے کہتی ہوں کہ جتنے بھی ابھی تک میدان میں گئے ہیں کیا کوئی بھی میرے بیٹے سے زیادہ حسین تھا؟

سب نے کہا:

لیلیٰ! تیرا بیٹا سب سے حسین ہے۔ فرماتی ہیں، پھر میدانِ حشر میں حسینؑ کی اماں کے سامنے گواہی دینا کہ میں نے اپنا بیٹا اس کے بیٹے کے سر کا صدقہ کر دیا ہے۔

اب علی اکبرؑ نے عرض کیا: اماں! اجازت۔

فرمایا:

کھلے دل سے، فی امان اللہ .... علی اکبرؑ نے گھوڑے کی باگ اٹھائی، اشارہ کیا، گھوڑے نے چلنے کا خیال کیا، ایک قدم نہ اٹھا سکا۔ اس مقام پر حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ جتنے جوان گئے ہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن جب یہ جوان گیا تو تین دفعہ قنات کا پردہ اٹھا اور گرا۔

اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ.

تین دفعہ قنات کا پردہ اٹھا، تین دفعہ قنات کا پردہ گرا اور جب علی اکبرؑ صحن خیام سے نکلے تو پھر ایک گرد اٹھی جو کافی دیر تک برقرار رہی اور صدائے ماتم بلند ہوئی۔ اور خدا گواہ ہے ہمارے ذمہ دار علماء یہ پڑھا کرتے ہیں کہ جب علی اکبرؑ خیام سے نکلے تو پھر ایک گرد اٹھی جو کافی دیر تک برقرار رہی اور صدائے ماتم بلند

ہوئی۔ اور خدا گواہ ہے ہمارے ذمہ دار علماء یہ پڑھا کرتے ہیں کہ جب علی اکبرؑ خیام سے نکلے تو آج تم ہاتھوں سے ماتم کرتے ہو' زنجیروں سے ماتم کرتے ہو' زینب خاتون نے خیموں کا چکر لگایا تو زینبؑ خاتون کو ایک پتھر ملا۔ اکبر باہر نکلا تو زینب نے پتھر سے ماتم کیا۔

اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہِ. اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہ.

پروردگار ! حسینؑ کے خوبصورت بیٹے کے صدقے میں تمام حاضرین مجلس کی نیک دعائیں قبول فرما۔

بس آخری جملہ سن لیجئے۔ علی اکبرؑ نے گھوڑے کو اشارہ کیا گھوڑے نے قدم اٹھایا۔ پیچھے سے کسی نے علی اکبرؑ کی عبا میں ہاتھ ڈالا۔ علی اکبرؑ نے گھوڑا روک دیا۔ فرمایا کون ہے مجھے روکنے والا............ گریے میں ڈوبی ہوئی آواز آئی:

تیری پھوپھی زینبؑ ہوں۔ علی اکبرؑ نے کہا پھوپھی جان! جب اجازت دے دی تو روکتی کیوں ہو۔ پھوپھی نے فرمایا:

بیٹا روکتی نہیں ہوں ایک حسرت پوری کرتی ہوں۔ حسرت یہ ہے کہ جب میں ملنے کو آؤں گی تو تمہارا چہرہ چومنے کے قابل نہیں ہو گا۔ اس لئے تھوڑا سا جھکو میری گردن میں باہیں ڈال دو تا کہ دایاں اور بایاں رخسار چوم لوں۔ پھوپھی نے چوما علی اکبرؑ نے گھوڑے کو اشارہ کیا:

گھوڑے آگے بڑھو بابا اکیلا ہے۔ گھوڑے نے دوسرا قدم اٹھایا پھر کسی مستور نے دامن کو کھینچا۔ علی اکبرؑ نے پوچھا کون ہے؟ تو گریہ کے لہجہ میں جواب دیا تیری ماں ہوں' عرض کی اماں جان! جب اجازت دے دی تو روکنے کا مطلب کیا ؟ وہ دیکھو بابا اکیلا ہے' بی بی نے جواب دیا جب پالنے والی ماں کو موقعہ دیا ہے تو

روانگی شہزادہ علی اکبر علیہ السلام اور پتھروں کا ماتم

"میدان کربلا میں پہلا ماتم اس وقت بپا ہوا جب ہمشکل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے در خیمہ پر کھڑے ہو کر اپنے پیاسے لبوں سے کہا۔ "ماں اکبر کا آخری سلام، پھوپی اکبر کا آخری سلام"۔ سلام کی آواز سے تمام خیام تھرا اٹھے ماتم کا کہرام بپا ہوا۔ تمام بیبیوں نے گرد حلقہ باندھا کسی نے دامن عبا، کسی نے رکاب، کسی نے پائوں کا بوسہ لے کر پوچھا آپ تو جا رہے ہیں ہمیں کسکا سہارا ہو گا جب آپ الوداع کر کے مڑے تو پیچھے سے جناب فضہ سلام اللہ علیھا نے آواز دی مڑ کے دیکھا پھوپی کے ہاتھ میں پتھر تھا اور زخمی پیشانی پر ماتم کر رہی تھیں"۔

انوار خمسہ صفحہ نمبر 193،194

انوارِ خمسہ

المعروف

کلیاتِ مفتاح الجنّہ

مصنّف

الحاج محمّد بن محمّد الشّہیر المقدّس زنجانیؒ

ترتیب و نظرِ ثانی

سیّد محمّد شبّر عبّاس

پیشکش

ولی العصر ٹرسٹ ربّہ متّہ ضلع جھنگ

مدینہ میں مدینہ والوں نے وصی رسول کی صرف خبر شہادت ہی سنی تھی دیکھا کچھ نہ تھا لیکن کربلا میں رسول کی نواسی نے ستر قدم کے فاصلے سے تل زینبیہ پر کھڑے ہو کر کند خنجر کی تیرہ ضربوں سے پیاسے بھائی کا سر کٹتا دیکھا۔

اہلِ مدینہ نے مدینہ سے نواسۂ رسول کی صرف روانگی کا وہ منظر دیکھا جب آپ مع اہل و عیال اور اصحاب و اقربا صحیح و سالم روانہ ہوئے نبی زادیوں نے مولا حسین کی خیام سے وہ روانگی دیکھی جب آپ سر سے پاؤں تک زخموں سے چور اور پیاسے ہو کر فرما رہے تھے

یا زینب و یا ام کلثوم و یا سکینة و یا ام رباب۔ علیکن منی السلام۔

اہلِ مدینہ نے تو حضرت سجاد کی بحالتِ آزادی صرف تین محملوں کے ساتھ واپسی دیکھی جبکہ بنتِ علی نے کربلا سے کوفہ کو چلتے ہوئے جناب سجاد کو دست بستہ اور پر بیٹھا دیکھا۔ آئیے ذرا کربلا کے پانچ ماتم ملاحظہ فرمائیے۔

○ میدانِ کربلا میں پہلا ماتم اس وقت بپا ہوا جب ہمشکلِ نبی نے درِ خیمہ پر کھڑے ہو کر اپنے پیاسے لبوں سے کہا۔ یا اماہ و یا عمتاہ علیکن منی السلام۔ ماں اکبر کا آخری سلام۔ پھوپھی اکبر کا آخری سلام

سلام کی آواز سے تمام خیام تھرا اُٹھے۔ ماتم کا کہرام بپا ہوا۔ تمام بی بیوں نے گردِ حلقہ باندھا کسی نے دامن عبا کسی نے رکاب

کسی نے پاؤں کا بوسہ لے کے پوچھا۔ آپ تو جا رہے ہیں ہمیں کس کا سہارا ہوگا۔ جب آپ الوداع کرکے مڑے تو پیچھے سے جناب فضہ نے آواز دی۔ مڑکے دیکھا پھوپھی کے ہاتھ میں پتھر تھا اور زخمی پیشانی پر ماتم کر رہی تھیں۔

○ دوسرا وہ وقت قیامت کا تھا جب ضعیف باپ جوان بیٹے کا لاشہ اٹھا کے لایا۔ یہ ایسا وقت تھا جسے دیکھ کر قاتل بھی برداشت نہ کر سکے۔ حمید ابن مسلم کی روایت ہے کہ جب مظلوم باپ جوان بیٹے کا لاشہ اٹھائے درِ خیمہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا چھوٹے چھوٹے پیاسے بچے اور بچیاں خشک جام ہاتھوں میں لئے واکبراہ واعلیاہ کے نوحے کرتے ہوئے درِ خیمہ پر آئے۔ شہزادہ کے لاشہ سے لپٹ گئے۔ کوئی بچہ پاؤں کا بوسہ لیتا تھا۔ کوئی بازو چومتا تھا۔ حمید کہتا ہے انہی بچوں میں ایک کمسن بچی تھی جس کے ہاتھ خالی تھے۔ نواسۂ رسول کے قریب آئی۔ رو کے پاؤں سے لپٹی۔ اور پوچھا بابا۔ کیا میرا بھائی اب مجھ سے بات نہیں کرے گا۔

جناب فضہ فرماتی ہیں کہ جب بی بیوں کو معلوم ہوا کہ لاشۂ اکبر خیام میں آگیا ہے تو تمام بی بیاں لاش کی طرف آئیں۔ میں نے سنا تو جناب ام لیلی اِدھر اُدھر پھر پھر کر پوچھ رہی تھیں بی بیو خدا کے لئے مجھے بھی بتاؤ کہاں جا رہی ہو۔ مجھے کچھ نظر نہیں آرہا مجھے بھی تو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

○ تیسرا وہ وقت تھا جب نواسۂ رسول کے سوا کوئی نہ رہا۔

روز عاشور پتھر کا خون رونا

جس پتھر پر مولا امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک رکھا گیا تھا اس پتھر سے ہر سال شب عاشورا محرم نصف شب کے بعد ایک نور اس پتھر سے رونے کی آواز آتی ہے۔اور روز عاشورہ آخری وقت (یعنی ہنگام عصر)اس نشان گلو سے خون کے قطرے ٹپکنا شروع ہوتے ہیں اور پھر وہ خون منجمد ہو جاتا ہے اور کسی کو یہ جرات نہیں کہ خون کو جمع کر لے۔۔

ریاض القدس جلد دوم صفحہ نمبر 594

ریاض القدس

جلد دوم

مؤلفہ

آقائی صدر الدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی مرحوم

ناشر

نظامی پریس بکڈپو۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مرکز تبلیغات اسلامیہ
حیدری کتب خانہ

jabir.abbas@yahoo.com

سر بریدہ رکھا تھا چنانچہ آپ کے گلوے بریدہ اور گلے کی رگوں کا نشان پتھر پر نقش ہو گیا اور خون پتھر کے دل میں اتر گیا۔ فاثر فی هذا الحجر ماتراه تاثیرًا پس گلوے بریدہ اور رگ شریان کا نقش ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ درمیان مسجد تلاوت قرآن مجید کی آواز سننے میں آتی ہے اور کوئی تلاوت کرنے والا نظر نہیں آتا۔ اور ہر سال شب عاشورا محرم نصف شب کے بعد ایک نور اس پتھر سے رونے کی آواز آتی ہے۔ اور روز عاشورا آخر وقت (یعنی ہنگام عصر) اس نشان گلو سے خون کے قطرے ٹپکنے شروع ہوتے ہیں اور پھر وہ خون منجمد ہو جاتا ہے اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ خون کو جمع کرے خادم مسجد نے یہ بھی کہا کہ سالہا سال سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے فاضل معاصر بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مسجد سے باہر آگئے تو ہم نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو واقعہ کی تصدیق کی ہے

بعد از شہادت پسر فاطمہ حسینؑ
داغ شہادتش جگر سنگ آب کرد

حاصل کلام یہ ہے کہ لشکر ابن زیاد بدنہاد نے حماۃ سے کوچ کیا اور شہر حمص پہنچا۔

منزل حمص۔

لشکر ابن زیاد منزل حماۃ سے شہر حمص پہنچا۔ اور والیٔ حمص کو خط لکھا کہ ہم کوفہ سے شام جا رہے ہیں اور ہمارے ساتھ سر حسین ابن علیؑ ہے ان کا اہل حرم ہمارے قیدی ہیں تم ہمارے استقبال کو آؤ۔ شہر کو آراستہ کرو اور لشکر کے لیے طعام و غذا و پانی کا انتظام کرو۔ اس وقت امیر شہر حمص برادر خالد بن نشیط

مولا سجاد علیہ السلام کا غم حسین علیہ السلام میں خون رونا

ایک مسافر کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کو آیا اور زیارت کر کے واپس جا رہا تھا کہ ایک گلی سے گزرا پر نالہ سے خون کے قطرے گرے اور میرے کپڑوں پر آ ٹپکے میں نے با آواز بلند پوچھا اے خون نما پانی گرانے والے مجھے تو نماز پڑھنا تھی ہاتف غیبی سے آواز آئی بندہ خدا تجھے جواب نہیں ملے گا قریب ہی مکان کی چھت پر جانے کیلیے زینہ ہے اوپر چڑھ کر دیکھ لے جب میں اوپر چڑھا تو دیکھا اسیر شام گریبان چاک خاک بسر پریشان حال آنکھیں بند کیے رو بہ کربلا کہہ رہے ہیں۔اے تشنہ فرزند رسول ﷺ میں آپکو کیا سنائوں جو آپکے بعد مجھ پر بیتی ہے۔اے جان برادر علی اکبر علیہ السلام میں کیسے بتائوں کہ حلب میں میں نے آپکی والدہ کو کیسے سپرد خاک کیا۔اے چچا عباس علیہ السلام میں کیسے بتائوں کہ آپکے بعد میں نے کوفہ و شام کے سفر کیسے کیے۔میں نے دیکھا آنسوئوں کی ندی بہہ کر نالہ کے ذریعے زمین پر ٹپک رہی ہے میں جلدی سے نیچے آیا اور سر سے امامہ اتارا اور اوپر نالہ کے نیچے کھڑے ہو کر ٹپکنے والے خون کے آنسوئوں کو سر پر لینے لگا ساتھ ہی دست بلند کر عرض کیا بار الہا اس معصوم مظلوم کے ٹپکنے والے آنسوئوں کا

صدقہ میں گناہ معاف فرماں میں نے ہاتف غیبی سے آواز سنی جس نے مجھے مخاطب ہو کر کہااے نجیل اگر آج روئے عرض کے گناہ گاروں کیلیے مغفرت طلب کرتا توذات احدیت انہیں بھی معاف فرمادیتی۔

کتاب انوار خمسہ علامہ محمد بن محمد شہیر المقد زنجانی صفحہ نمبر 206ء205

انوارِ خمسہ

المعروف

کلیاتِ مفتاح الجنّہ

مُصنّف

الحاج محمد بن محمد الشہیر المقدس زنجانیؒ

ترتیب و نظرِ ثانی

سید محمد شبر عباس

پیشکش

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

بابا جان! میرا دایاں ہاتھ تسبیح خدا گرنے سے محروم کر دیا گیا ہے۔
عزادارو! آئیے مل کے عرض کریں۔ بی بی
آپ بہت بڑی مظلومہ ہیں۔ آپ بہت بڑی ستم رسیدہ ہیں۔
لیکن ذرا میدانِ کربلا میں اپنی بیٹی کو بھی دیکھئے۔ آپ کا دروازہ جلا۔ آپ کی بیٹی کے تمام خیمے جل گئے۔ آپ کے سر سے چادر تو کسی نے اُتاری۔ آپ کی بیٹی کو تو بے ردا کر دیا گیا۔ آپ نے بابا کے زخموں سے چور لاشہ تو نہیں دیکھا۔ آپ کی بیٹی کو بھائی کی لاش بھی تو جگہ پر تقسیم شدہ ملی۔ آپ کو اپنے بابا کی قبر تو مل گئی لیکن سکینہ کو تو بابا کی قبر بھی نہ مل سکی۔

حضرت سجادؑ پینتیس برس تک اپنے بابا کی تین روزہ بھوک اور پیاس پر مسلسل روتے رہے ہیں۔ ۶۱ھ کے بعد حضرت سجادؑ نے ۹۶ھ تک عیدین کے سوا ہر دن روزہ سے گزارا۔ اور ہر رات عبادتِ الٰہیہ میں جاگ کر گزاری۔ جب بھی غلام افطار کے لئے پانی اور کھانا پیش کرتا۔ اور آپ کی نگاہ پانی اور روٹی پر پڑتی بیساختہ کربلا کی طرف منہ پھر جاتا روتے روتے غش کر جاتے جب غش سے افاقہ ہوتا تو فرماتے
قتل ابن رسول اللہ جائعاً فرزند رسول تین دن کا بھوکا شہید کیا گیا ہے۔
قتل ابن رسول اللہ عطشاناً فرزند رسول تین دن کا پیاسا شہید کیا گیا ہے۔

ایک مسافر نمازی کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں نبی اکرمؐ کی زیارت کو آیا۔ زیارت کر کے واپس جا رہا تھا۔ ایک گلی سے گزرا پرنالے سے خون نما پانی کے چند قطرات گرے اور میرے کپڑوں پر آ ٹپکے میں

میں باآواز بلند پوچھا: اے پانی گرانے والے مجھے تو نماز پڑھنا تھی یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ ہاتفِ غیبی نے آواز دی بندہ خدا تجھے جواب نہیں ملے گا۔ قریب ہی مکان کی چھت پر جانے کے لئے زینہ ہے اوپر چڑھ کے دیکھ لے۔

جب میں اوپر چڑھا تو دیکھا اسیرِ شام گریباں چاک خاک بسر پریشاں حال آنکھیں بند کئے رو بکربلا کہہ رہا ہے۔

اے تشنہ فرزندِ رسول! میں آپ کو کیا سناؤں جو آپ کے بعد مجھ پر بیتی؟

اے جان برادر علی اکبر میں کیسے بتاؤں کہ حلب میں میں نے آپ کی والدہ کو کیسے سپرد خاک کیا؟

اے چچا عباس! میں کیا بتاؤں کہ آپ کے بعد میں نے کوفہ و شام کے سفر کیسے کئے؟

میں نے دیکھا آنکھوں سے آنسو ندی کی مانند بہہ بہہ کر پرنالہ کے ذریعہ زمین پر ٹپک رہے ہیں۔ میں جلدی جلدی نیچے آیا۔ سر سے عمامہ اتارا اور پرنالہ کے نیچے کھڑے ہو کر ٹپکنے والے پانی کو سر پہ لینے لگا۔ ساتھ ہی دستِ دعا بلند کر کے عرض کیا۔ بارِ الٰہا! اس معصوم مظلوم کے ٹپکتے آنسوؤں کا صدقہ میرے گناہ معاف فرما۔ میں نے ایک ہاتفِ غیبی کی آواز سنی۔ جس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا۔ اے بخیل اگر آج روئے ارض کے گناہگاروں کے لئے بھی مغفرت کرتا تو ذاتِ احدیت انہیں معاف فرما دیتی۔

بی بی زینب سلام اللہ علیھا کا سر سے خون نکالنا

سنت تقریری: "سنت تقریری سے مراد ایسا کام ہے جسے معصومین علیہ السلام میں سے کسی نے دوسرے شخص کو کرتے دیکھا ہو لیکن اس پر کوئی اعتراض نہ کریں یا سکوت اختیار کر لیں"۔

شخصیت: سید الساجدین علیہ السلام شہزادی کی فضیلت و مرتبے میں فرماتے ہیں۔

أنت بحمد الله عالمة غير معلمة، فهمة غير مفهمة

ترجمہ: "آپ تو الحمد اللہ وہ عالمہ ہیں جسکو کسی خاکی نے تعلیم نہیں دی اور وہ صاحب فہم ہیں جو کسی کی تفہیم کی محتاج نہیں"۔

الاحتجاج، الشیخ طبرسی، جلد دوم صفحہ نمبر 31

سیدہ سلام اللہ علیھا کی یہ شان تھی کہ مرجعیت دینی میں آپ کو امام حسین علیہ السلام کی نیابت کا شرف حاصل تھا۔ جیسا کہ شیخ صدوق فرماتے ہیں:

" ان لها نيابة خاصة عن الحسين " ع " وكانت الشيعة ترجع إليها في الحلال والحرام"

ترجمہ: "پاک سیدہ سلام اللہ علیہا کو امام حسین علیہ السلام کا خاص شرف حاصل تھا اور شیعہ مسائل حلال و حرام کے متعلق آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے"۔

شجرة طوبى-الشيخ محمد مهدي الحائري-ج2 - الصفحة 392

علامہ مجلسی اپنی تالیف "بحار الانوار" میں لکھتے ہیں یہ روایت بعض معتبر کتب میں موجود ہیں۔

أقول رأيت في بعض الكتب المعتبرة روي مرسلا عن مسلم الجصاص قال: فإذا هم أتوا بالرؤوس يقدمهم رأس الحسين عليه السلام وهو رأس زهري قمري أشبه الخلق برسول الله صلى الله عليه وآله ولحيته كسواد السبج قد انتصل منها الخضاب، ووجهه دارة قمر طالع والرمح تلعب بها يمينا وشمالا فالتفتت زينب فرأت رأس أخيها فنطحت جبينها بمقدم المحمل، حتى رأينا الدم يخرج من تحت قناعها

ترجمہ: اچانک شور اٹھا اور سرہائے شہداء سامنے لائے گئے۔ سب سے آگے امام حسین علیہ السلام کا سر تھا جو کہ چاند اور زہرہ کی مانند چمک رہا تھا اور نبی کریم ﷺ کے زیادہ مشابہ لگ رہا تھا۔ آپ علیہ السلام کی ریش مبارک خون سے خشک ہو جانے کی وجہ سے سیاہ لگ رہی تھی، گویا خضاب کیا گیا ہو۔ آپ کا چہرہ طلوع ہونے والے چاند کی مانند خوبصورت لگ رہا تھا۔ ریش مبارک ہوا کی وجہ

سے دائیں بائیں لہرا رہی تھی۔ جب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی نظر اپنے بھائی کے سر اقدس پر پڑی تو اپنی پیشانی کو چوب محمل پر مارنا شروع کیا۔ راوی کہتا ہے میں نے دیکھا بی بی علیہ السلام کی پیشانی سے خون بہنے لگا۔

بحار الانوار، تالیف علامہ مجلسی، جلد 45، صفحہ 242-243

مستدرک سفينة البحار - الشيخ علي النمازي الشاهرودي - جلد 4 - الصفحه 6

العوالم، الإمام الحسين (ع) - الشيخ عبد الله البحراني - الصفحه 373

موسوعه شهادة المعصومين (ع) جلد 2 - الصفحه 337

ریاض القدس جلد دوم 483

نفس المهموم صفحہ نمبر 556

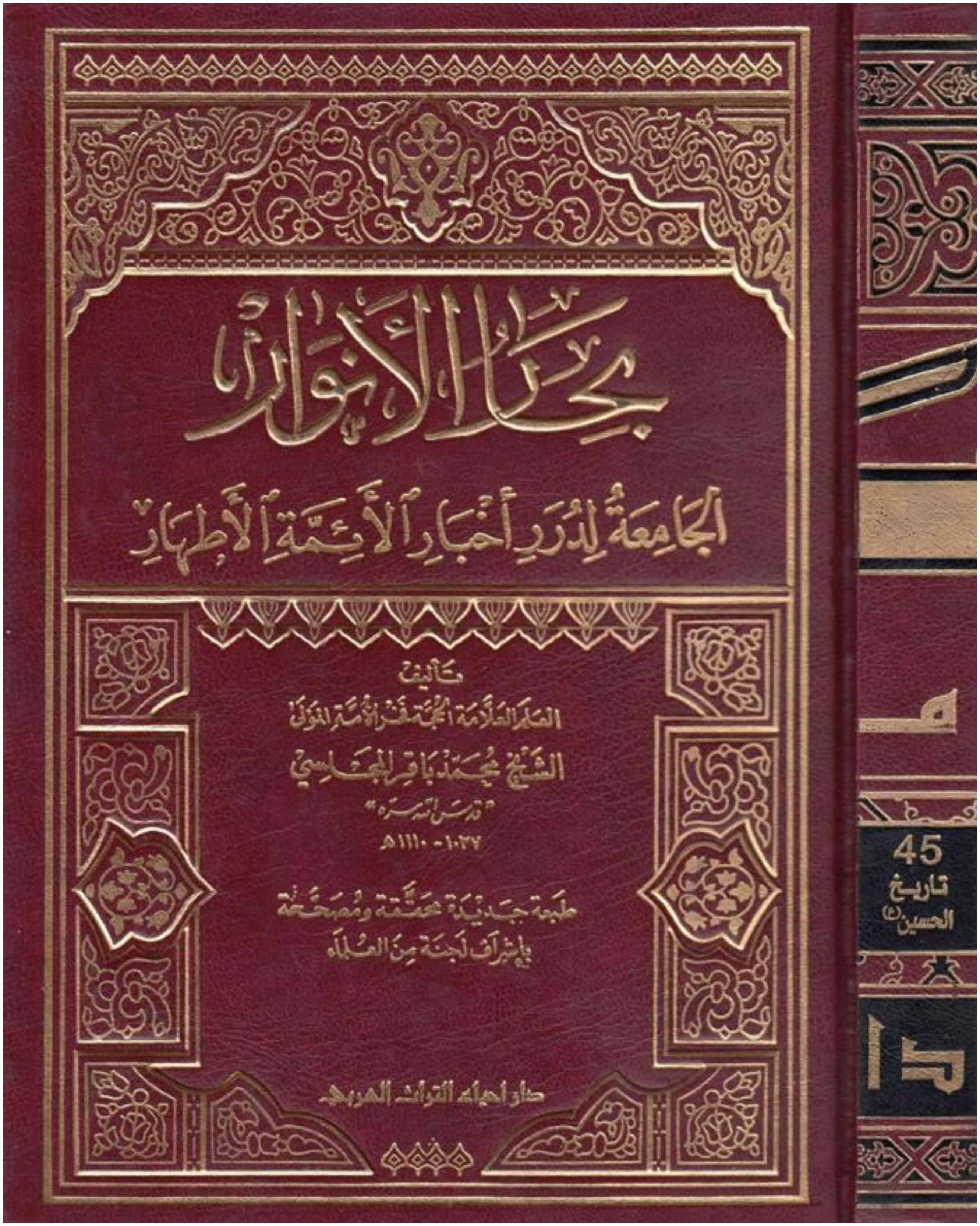
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
45
تاريخ
الحسين(ع)

قال السيّد : ثمّ قال عليه السلام : رضينا منكم رأساً برأس فلا يوم لنا ولا علينا .

أقول: رأيت في بعض الكتب المعتبرة روى مرسلاً عن مسلم الجصّاص قال : دعاني ابن زياد لاصلاح دارالامارة بالكوفة ، فبينما أنا اُجصّص الأبواب وإذا أنا بالزعقات قد ارتفعت من جنبات الكوفة ، فأقبلت على خادم كان معنا فقلت : مالي أرى الكوفة تضجّ؟ قال : السّاعة أتوا برأس خارجي خرج على يزيد، فقلت: من هذا الخارجي؟ فقال : الحسين بن علي عليهما السلام قال : فتركت الخادم حتّى خرج ولطمت وجهي حتّى خشيت على عيني أن يذهب ، وغسّلت يدي من الجصّ وخرجت من ظهر القصر وأتيت إلى الكناس .

فبينما أنا واقف والنّاس يتوقّعون وصول السّبايا والرؤوس إذ قد أقبلت نحو أربعين شُقّة تحمل على أربعين جملاً فيها الحرم والنساء وأولاد فاطمة عليها السلام وإذا بعليّ بن الحسين عليهما السلام على بعير بغير وطاء ، وأوداجه تشخب دماً ، وهو مع ذلك يبكي ويقول :

يا اُمّة السّوء لا سقياً لربعكم ... يا اُمّة لم تراع جدّنا فينا

لو أنّنا و رسول الله يجمعنا ... يوم القيامة ما كنتم تقولونا

تسيّرونا على الأقتاب عارية ... كأنّنا لم نشيّد فيكم دينا

بني اُميّة ما هذا الوقوف على ... تلك المصائب لا تلبون داعينا

تصفّقون علينا كفّكم فرحاً ... وأنتم في فجاج الأرض تسبونا

أليس جدّي رسول الله ويلكم ... أهدى البريّة من سُبل المضلّينا

يا وقعة الطفّ قد أورثتني حزناً ... والله يهتك أستار المسيئينا

قال : وصار أهل الكوفة يناولون الأطفال الّذين على المحامل بعض التمر والخبز والجوز ، فصاحت بهم اُمّ كلثوم وقالت : يا أهل الكوفة إنّ الصدقة علينا حرام وصارت تأخذ ذلك من أيدي الأطفال و أفواههم وترمي به إلى الأرض ، قال كلّ ذلك والناس يبكون على ماأصابهم .

ثمّ إنّ أمّ كلثوم أطلعت رأسها من المحمل ، وقالت لهم : صه يا أهل الكوفة تقتلنا رجالكم ، و تبكينا نساؤكم ؟ فالحاكم بيننا و بينكم الله يوم فصل القضاء فبينما هي تخاطبهنّ إذا بضجّة قد ارتفعت ، فاذاهم أتوا بالرؤوس يقدمهم رأس الحسين عليه السلام و هو رأس زهريٌّ قمريٌّ أشبه الخلق برسول الله صلى الله عليه وآله ولحيته كسواد السَّبَج قد انتصل منها (١) الخضاب ، و وجهه دارة قمر طالع والرّمح تلعب بها يميناً وشمالاً فالتفتت زينب فرأت رأس أخيها فنطحت جبينها بمقدّم المحمل ، حتّى رأينا الدّم يخرج من تحت قناعها و أومأت إليه بخرقة وجعلت تقول :

يا هلالاً لمّا استتمّ كمالا غاله خسفه فأبدا غروبا
ما توهّمت يا شقيق فؤادي كان هذا مقدّراً مكتوبا
يا أخي فاطم الصغيرة كلّمها فقد كاد قلبها أن يذوبا
يا أخي قلبك الشفيق علينا ماله قد قسى و صار صليبا ؟
يا أخي لو ترى عليّاً لدى الأسر مع اليتم لا يطيق وجوبا
كلّما أوجعوه بالضرب نادا ك بذلّ يغيض دمعاً سكوبا
يا أخي ضُمّه إليك و قرّبه وسكّن فؤاده المرعوبا
ما أذلّ اليتيم حين ينادي بأبيه ولا يراه مجيبا

ثمّ قال السيّد : ثمّ إنّ ابن زياد جلس في القصر للناس ، وأذن إذناً عامّاً وجيىء برأس الحسين عليه السلام فوضع بين يديه واُدخل نساء الحسين وصبيانه إليه ، فجلست زينب بنت عليّ عليها السلام متنكّرة فسأل عنها فقيل : هذه زينب بنت عليّ ، فأقبل عليها فقال : الحمد لله الّذي فضحكم وأكذب اُحدوثتكم ، فقالت : إنّما يفتضح الفاسق و يكذب الفاجر ، وهو غيرنا ، فقال ابن زياد : كيف رأيت صنع الله بأخيك وأهل بيتك ؟

(١) السبج معرب شبه وهو حجر أسود شديد السواد براق و له فوائد طبية ، وكثيرا مايشبه به الاشياء سواداً كقول الحكيم الطوسى «شبى چون شبه روى شسته بقير» وبه سموا السبيج والسبيجة و السبجة للثوب الاسود و قد صحفت الكلمة تارة بالشيخ كما فى الاصل وتارة بالشبح كما فى الكمبانى . واما النصل و الانتصال : فهو خروج اللحية من الخضاب ومنه لحية ناصل .

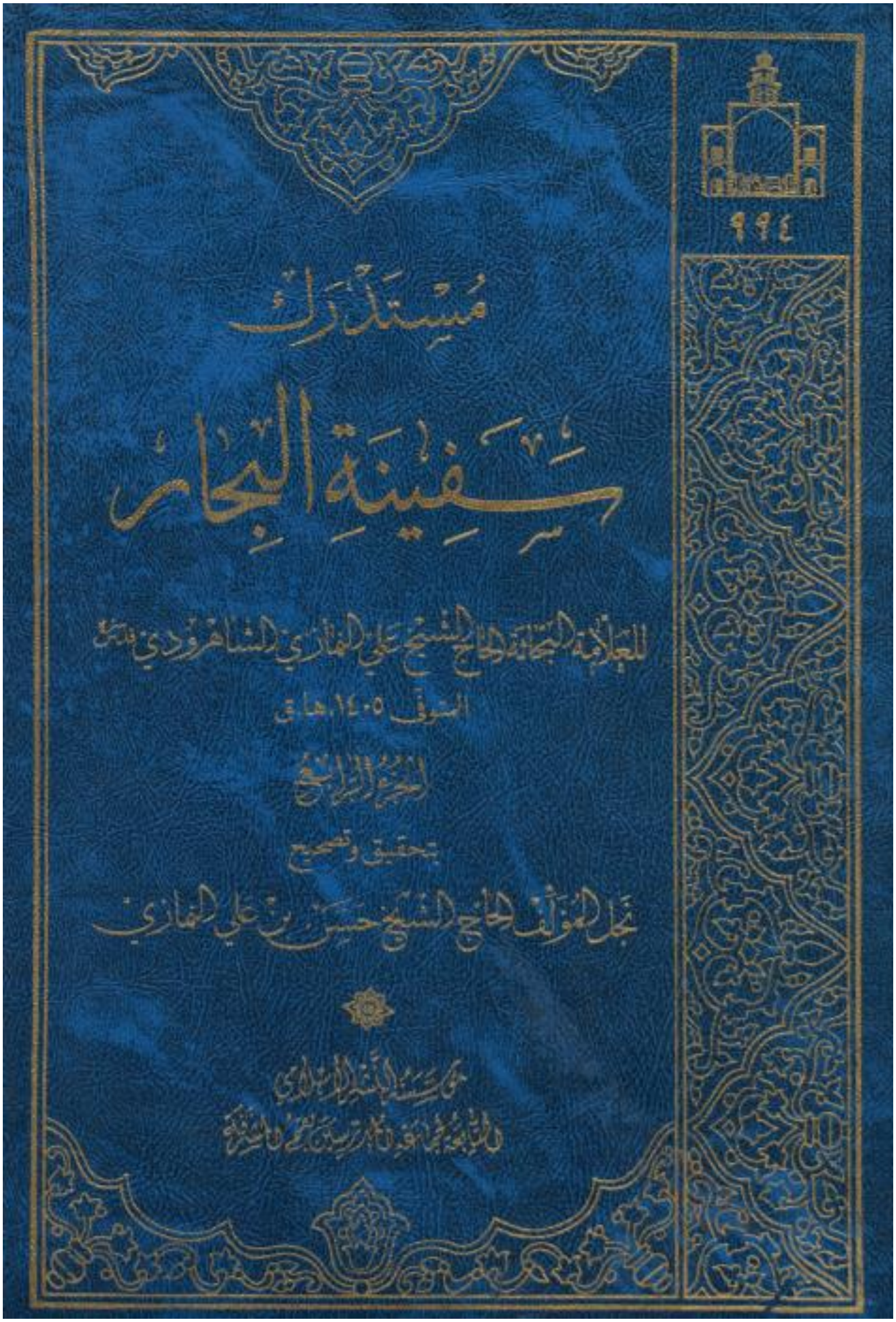
٩٩٤
مستدرك
سفينة البحار
للعلامة المحقق الحاج الشيخ علي النمازي الشاهرودي قدس سره
المتوفى ١٤٠٥ هـ.ق
الجزء الرابع
بتحقيق وتصحيح
نجل المؤلف الحاج الشيخ حسن بن علي النمازي
مؤسسة النشر الإسلامي
التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

فالتفتت زينب، فرأت رأس أخيها، فنطحت جبينها بمقدّم المحمل وجعلت تقول: يا هلالاً لمّا استتمّ كمالاً ❊ غاله خسفه فأبدا غروباً ـ الخ. ثمّ إنّ ابن زياد جلس في القصر للناس وأذن إذناً عامّاً، وجيء برأس الحسين عليه السلام فوضع بين يديه. فجعل ينظر إليه ويتبسّم، وبيده قضيب يضرب به ثناياه. وكان إلى جانبه زيد بن أرقم صاحب رسول الله وهو شيخ كبير قال: إرفع قضيبك عن هاتين الشفتين، فوالله الّذي لا إله إلّا هو، لقد رأيت شفتي رسول الله عليهما مالا أُحصيه يقبّلهما[1].

ونحوه كلمات أنس بن مالك[2].

وفي رواية: كان ابن زياد يضرب بقضيبه أنف الحسين عليه السلام وعينيه ويطعن في فمه، فقال زيد بن أرقم ـ الخ[3].

ثمّ أمر فطيف برأس الحسين عليه السلام في سكك الكوفة كلّها وقبائلها، فروي عن زيد بن أرقم أنّه قال: لمّا مرّ به عليّ وهو على رمح وأنا في غرفة لي، فلمّا حاذاني سمعته يقرأ: ﴿أم حسبت أنّ أصحاب الكهف والرّقيم كانوا من آياتنا عجباً﴾ فقفّ (أي قام) والله شعري عليّ وناديت: رأسك يابن رسول الله، أعجب وأعجب[4].

وعن بعض التواريخ: أرسل ابن زياد رأس الحسين عليه السلام إلى المدينة. والأظهر أنّه بعث به إلى يزيد؛ كما يأتي.

روى أبو مخنف عن الشعبي أنّه صلب رأس الحسين عليه السلام بالصيارف في الكوفة فتنحنح الرأس وقرأ سورة الكهف إلى قوله: ﴿إنّهم فتية آمنوا بربّهم وزدناهم هدى﴾ فلم يزدهم ذلك إلّا ضلالاً. وأنّهم لمّا صلبوا رأسه على الشجر سمع منه: ﴿وسيعلم الّذين ظلموا أيّ منقلب ينقلبون﴾[5].

أحوال الرأس الشريف وقضاياه في طريق الشام: ثمّ إنّه أرسل ابن زياد رأس الحسين عليه السلام مع أهل بيته إلى الشام في أربعين أو خمسين رجلاً. ففي بعض

---

(١) ط كمباني ج ١٠/ ٢٢٠ و٢٣٥، وجديد ج ٤٥/ ١١٥ و١٦٧.

(٢ و٣ و٤) ط كمباني ج ١٠/ ٢٢١، وجديد ج ٤٥/ ١١٨، وص ١١٩ ـ ١٢١.

(٥) ط كمباني ج ١٠ / ٢٦٩، وجديد ج ٤٥ / ٣٠٤.

عوالم

العلوم والمعارف والأحوال

من الآيات والأخبار والأقوال

ج ١٧

الإمام الحسين عليه السلام

للمحدث الكبير المتتبع الخبير
الشيخ عبد الله البحراني الأصفهاني

تحقيق و نشر
مدرسة الامام المهدي عليه السلام
«قم المقدسة»
٢٠

شبكة الفكر
alfeker.net

أربعين شُقّة تحمل على أربعين جملاً فيها الحرم والنّساء و أولاد فاطمة، وإذا بعليّ بن الحسين (عليه السلام) على بعير بغير وطاء، و أوداجه تشخب دماً، و هومع ذلك يبكي و يقول:

يا أمّة السّوء لاسقياً لربعكم — يا أمّة لم تراع جدّنا فينا
لو أنّنا و رسول الله يجمعنا — يوم القيامة ما كنتم تقولونا
تسيّرونا على الأقتاب عارية — كأنّنا لم نشيّد فيكُمُ دينا
بني أميّة ما هذا الوقوف على — تلك المصائب لا تلبون داعينا
تصفّقون علينا كفّكم فرحاً — و أنتم في فجاج الأرض تسبونا
أليس جدّي رسول اللّه و يلكم — أهدى البريّة من سُبل المضلّينا
يا وقعة الطفّ قد أورثتني حزناً — والله يهتك أستار المسيئينا

قال: وصار أهل الكوفة يناولون الأطفال الذين على المحامل بعض التمر والخبز والجوز، فصاحت بهم أمّ كلثوم و قالت: يا أهل الكوفة إنّ الصدقة علينا حرام، وصارت تأخذ ذلك من أيدي الأطفال و أفواههم و ترمي به إلى الأرض، قال: كل ذلك والناس يبكون على ما أصابهم.

ثمّ إنّ أمّ كلثوم أطلعت رأسها من المحمل وقالت لهم: صه يا أهل الكوفة تقتلنا رجالكم، و تبكينا نساؤكم؟ فالحاكم بيننا و بينكم اللّه يوم فصل القضاء، فبينما هي تخاطبهنّ إذا بضجّة قد ارتفعت، و إذاهم أتوا بالرؤوس يقدمهم رأس الحسين (عليه السلام) و هو رأس زهريٌّ قمريٌّ أشبه الخلق برسول اللّه ﷺ ولحيته كسواد السّبج[1] قد اتّصل بها[2] الخضاب، و وجهه دارة قمر طالع والرمح[3] تلعب بها يميناً و شمالاً، فالتفتت زينب (عليها السلام) فرأت رأس أخيها فنطحت جبينها بمقدّم المحمل، حتّى رأينا الدّم يخرج من تحت قناعها و أومأت إليه بخرقة وجعلت تقول:

يا هلالاً لمّا استتمّ كمالاً — غاله خسفه فأبدا غروبا

١ ـ السّبج: مُعرّب شبى، للقميص بالفارسية. و قيل هو ثوب صوف أسود. «النهاية ج ٢ ص ٣٣١»، و في نسختي الأصل: الشج، الشيخ، و هو تصحيف .

٢ ـ في البحار: انتصل منها .

٣ ـ في الأصل: والريح .

الكتاب: موسوعة شهادة المعصومين (ع)
المؤلف: لجنة الحديث في معهد باقر العلوم (ع)
الجزء: ٢
الوفاة: معاصر
المجموعة: مصادر سيرة النبي والائمة
تحقيق:
الطبعة: الأولى
سنة الطبع: ١٣٨١ ش
المطبعة: اعتماد - قم
الناشر: انتشارات نور السجاد
ردمك: ٩٦٤-٧١٦٣-٠٨-٨
ملاحظات: إعداد قسم الحديث : معهد باقر العلوم (ع) للابحاث : محمود اللطيفي - السيد علي رضا الجعفري - محمود الشريفي - محمود احمديان / انتشارات نور السجاد - قم - شارع ١٥ خرداد - ١٠ مترى روح الله - رقم ٣٦ - تلفون : ٧٢٢١٩٥٩

والجوز فصاحت بهم أم كلثوم وقالت: يا أهل الكوفة إن الصدقة علينا حرام
وصارت تأخذ ذلك من أيدي الأطفال ومن أفواههم وترمي به إلى الأرض قال: كل
ذلك والناس يبكون على ما أصابهم، ثم إن أم كلثوم (عليها السلام) أطلعت رأسها من
المحمل
وقالت لهم: يا أهل الكوفة تقتلنا رجالكم وتبكينا نساؤكم فالحاكم بيننا وبينكم الله
يوم فصل القضاء فبينما هي تخاطبهن إذا بضجة قد ارتفعت فإذا هم أتوا بالرؤوس
يقدمهم رأس الحسين (عليه السلام) وهو رأس زهري وقمري أشبه الخلق برسول الله
ولحيته
كسواد السبج قد انتصل منها الخضاب ووجهه دائرة قمر طالع والريح تلعب بها يمينا
وشمالا، فالتفتت زينب (عليها السلام) فرأت رأس أخيها فنطحت جبينها بمقدم
المحمل حتى
رأينا الدم يخرج من تحت قناعها وأومت إليه بحرقة وجعلت تقول:
يا هلالا لما استتم كمالا * غاله خسفه فأبدى غروبا
ما توهمت يا شقيق فؤادي * كان هذا مقدرا مكتوبا
يا أخي فاطم الصغيرة كلمها * فقد كاد قلبها أن يذوبا
يا أخي قلبك الشفيق علينا * ما له قد قسى وصار صليبا
يا أخي لو ترى عليا لدى الأسر * مع اليتم لا يطيق وجوبا
كلما أوجعوه بالضرب ناداك * بذل يفيض دمعا سكوبا
يا أخي ضمه إليك وقربه * وسكن فؤاده المرعوبا
ما أذل اليتيم حين ينادي * بأبيه ولا يراه مجيبا (١)
خطبة سيدتنا زينب (عليها السلام)
[٤٠٣] - ٤٤ - روى الطبرسي:
عن حذيم بن شريك الأسدي قال: لما أتى علي بن الحسين زين العابدين (عليهما
السلام)

---

١ - البحار ٤٥: ١١٤، العوالم ١٧: ٣٧٢، المنتخب للطريحي: ٢٦٣، ينابيع المودة: ٤٧١.

ریاض القدس

جلد دوم

مؤلف

آقائی صدرالدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی مرحوم

پیش کش

سید محمد شبیر عباس بخاری مرحوم

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

نے اس وقت کہا اے بدترین امت اے کوفیو۔ تم نے بہترین لوگوں کو اسیر بنایا ہے اس وقت وصار اهل الکوفة یناولون الاطفال الذین علی المحامل بعض التمر والخبز والجوز۔ میں نے اہل کوفہ کو دیکھا کہ وہ اطفال خورد سال پر خرمے اور روٹی کے ٹکڑے اور اخروٹ وغیرہ پھینک رہے ہیں اس وقت جناب ام کلثومؑ نے فرمایا اے اهل الکوفة ان الصدقة علینا حرام۔ کہ ہم پر صدقہ حرام ہے ہم آل رسول ہیں اور آپ بچوں سے وہ ٹکڑے اور خرمے وغیرہ لے کر پھینک دیتی تھیں مسلم گچکار کہتا ہے کہ اس وقت جناب زینبؑ خاتون نے اہل کوفہ خطاب فرمایا لوگوں کا شور و غل ختم ہوگیا۔ اس وقت اہلحرم کے اونٹوں کے نزدیک سرہا ر شہدا ء لائے گئے اور سب سے آگے سر بریدۂ امام حسین تھا۔ جب وہ ملعون نیزہ کو حرکت دیتے تھے تو سر مبارک بھی حرکت میں آتا تھا۔ اس وقت زینبؑ خاتون نے چوب محمل پر اپنا سر مار کر زخمی کر لیا

اسیران اہلبیتؑ اطہار اور زندان کوفہ

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب امالی میں ابن نعیم سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ قال حدثنی حاجب عبید اللہ بن زیاد۔ کہ ابن زیاد کے پہرہ دار و محافظ نے بیان کیا کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسیروں کو زندان میں بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اسیران اہلبیتؑ اطہار کو زندان میں پہنچایا گیا۔ ثم امر بعلی ابن الحسین نغل وحمل مع النسوة والسبایا الی السجن۔ حکم ابن زیاد ہوا کہ زین العابدینؑ کی زنجیر و طوق پہنا دو گا دیا جائے اور تمام عورات و بچوں کو زندان میں مقید کر دیا جائے۔ اسیر زندان کوفہ میں بھیجے گئے۔ اسیروں نے جب زندان دیکھا تو شور گریہ

نفس المہموم

مولف

رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب

اعلی اللہ مقامہٗ

پیش کش، سیّد محمد شبیر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتّہ متّہ، ضلع جھنگ

خدا کی قسم ہم سے برائی کرنے والوں کے چہروں پر جو پردے پڑے ہیں یہ پھٹ و ہٹ جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ اہل کوفہ ان بچوں کو جو محملوں پر تھے کھجور روٹیاں اور بادام وغیرہ دیتے تھے جناب ام کلثوم نے چیخ کر بلند آواز میں فرمایا اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور آپ وہ چیزیں بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے چھین کر زمین پر پھینکتی تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس مخدرہ نے یہ سب باتیں کیں تو لوگ ان کی مصیبتوں پر رونے لگے اس کے بعد جناب ام کلثوم نے اپنا سر محمل سے نکالا اور ان سے کہا خاموش ہو جاؤ اے اہل کوفہ تمہارے مرد ہمیں قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں پس ہمارے اور تمہارے درمیان فصل قضا کے دن حکم کرنے والا ہے جب وہ مخدرہ ابھی خطاب کر رہی تھیں کہ اچانک چیخ و پکار بلند ہوئی کہ اچانک وہ سر لیکر آئے کہ جن کے آگے آگے حسین علیہ السلام اور وہ نورانی اور چاند ایسا چہرہ تھا جو ساری مخلوق سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ کی ریش مبارک چمکیلے سنگ سیرہ کی طرح سیاہ تھی اور خضاب اس سے متصل تھا اور آپ کا چہرہ طلوع کرنے والے چاند کے دائرہ کی طرح تھا اور ہوا آپ کی ریش مبارک کو دائیں بائیں ہلاتی تھی پس جناب زینب علیہا السلام ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو اپنے بھائی کا سر دیکھ کر اپنی پیشانی محمل کے اگلے حصہ پر ماری یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ خون ان کے مقنعہ کے نیچے سے نکل رہا ہے اور ان کی طرف حلن کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

یا هلالا لما استتم کمالا - غاله خسفه فابدا غروبا -

زیارت مفجعہ

زیارت مفجعہ وہ مشہور و معروف زیارت ہے جو بی بی زینب سلام اللہ علیھا کے روضہ مقدسہ پر ہر جانے والا زائر پڑھتا ہے۔اس زیارت میں ثانی زہرا سلام اللہ علیھا پر کچھ اس طرح سلام بھیجتا ہے۔

اَلسَّلامُ عَلَیْكِ : یا مَنْ نَطَحَتْ جَبِینُها بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ ، إِذْ رَأَتْ رَأْسَ الشُّهَداءِ ، وَیَخْرُجُ الدَّمُ مِنْ تَحْتِ قِناعِها وَمِنْ مَحْمِلِها ، بِحَیْثُ یَرى مِنْ حَوْلِها اْلأَعْداءُ

ترجمہ :۔سلام ہو آپ علیہ السلام پر جس نے چوب محمل پر پیشانی کو مار کے پیشانی سے خون بہایا۔جب اپنے بھائی کے کٹے ہوئے سر مبارک کو دیکھا۔

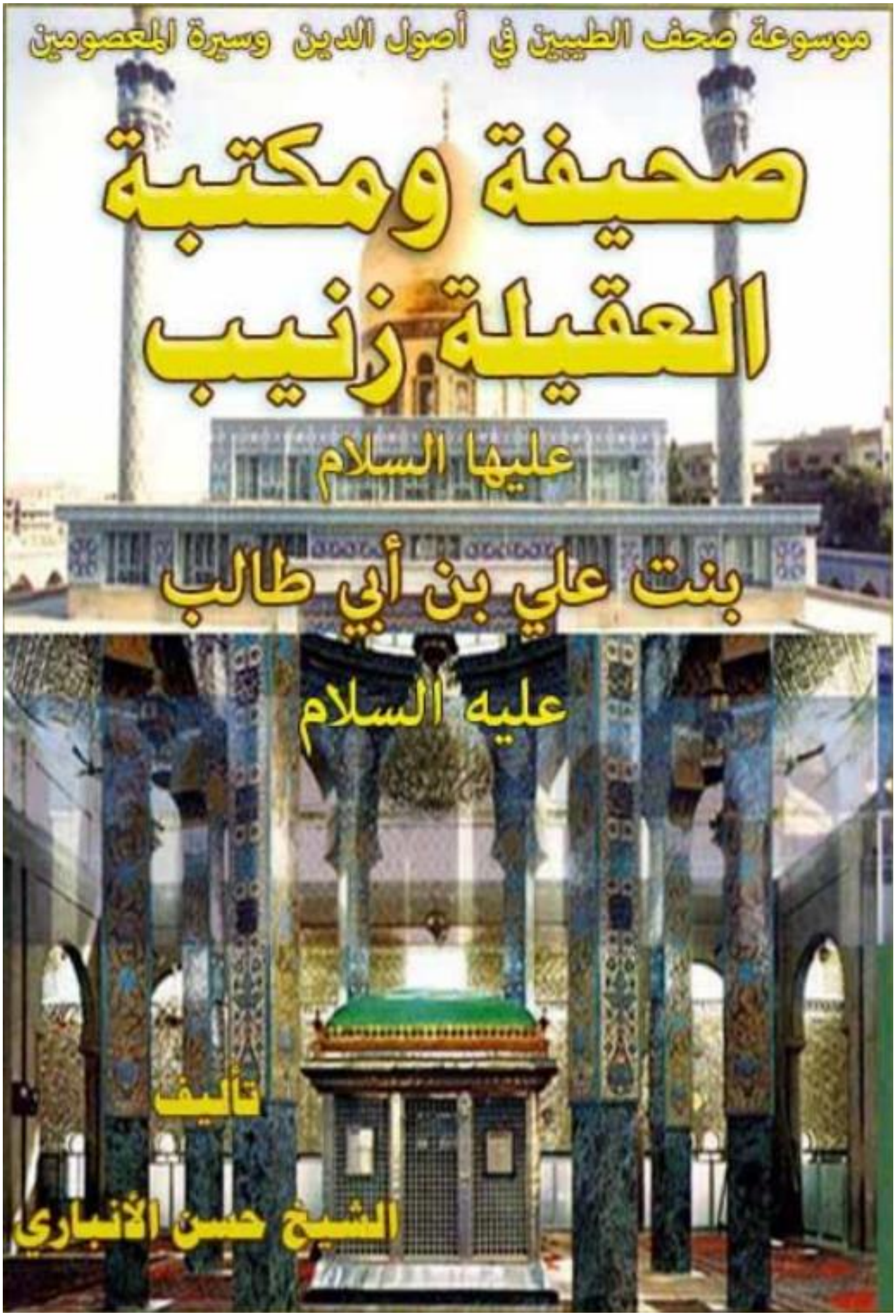
موسوعة صحف الطيبين في أصول الدين وسيرة المعصومين
صحيفة ومكتبة
العقيلة زنيب
عليها السلام
بنت علي بن أبي طالب
عليه السلام
تأليف
الشيخ حسن الأنباري

اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : يا مَنْ ظَهَرَتْ مَحَبَّتُها لِلْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ فِي مَوارِدَ عَدِيدَةٍ .
وَتَحْمِلُ الْمَصائِبَ : الْمُحْرِقَةِ لِلْقُلُوبِ مَعَ تَحَمُّلاتٍ شَدِيدَةٍ .

اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : يا مَنْ حَفِظَتِ الْإِمامَ فِي يَوْمِ عاشُوراءَ فِي قَتْلِه .
وَبَذَلَتْ نَفْسَها : فِي نَجاةِ زَيْنِ الْعابِدِينَ عليه السَّلام ، فِي مَجْلِسِ أَشْقَى الْأَشْقِياءِ ، وَنَطَقَتْ كَنُطْقِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلامُ فِي سِكَكِ الْكُوفَةِ ، وَحَوْلَها كَثِيرٌ مِنَ الْأَعْداءِ .
اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : يا مَنْ نَطَحَتْ جَبِينَها بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ ، إِذْ رَأَتْ رَأْسَ الشُّهَداءِ ، وَيَخْرُجُ الدَّمُ مِنْ تَحْتِ قِناعِها وَمِنْ مَحْمِلِها ، بِحَيْثُ يَرى مِنْ حَوْلِهَا الْأَعْداءُ .
اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : يا تالِيَ الْمَعْصُومِ .
اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : يا مُمْتَحَنَةُ فِي تَحَمُّلاتِ الْمَصائِبِ كَالْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ .
وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكاتُهُ.

اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : أَيَّتُهَا الْبَعِيدَةُ الْمُتَحَيِّرَةُ فِي خَرابَةِ الشّامِ .
اَلسَّلامُ عَلَيْكِ : أَيَّتُهَا الْمُتَحَيِّرَةُ فِي وُقُوفِكِ عَلَى جَسَدِ سَيِّدِ الشُّهَداءِ .
وَخاطَبْتِ : جَدَّكِ رَسُولَ اللهِ ، بِهٰذَا النِّداءِ :
صَلّى عَلَيْكَ : مَلِيكُ السَّماءِ .
هذا حُسَيْنٌ : بِالْعَراءِ ، مَسْلُوبُ الْعِمامَةِ وَالرِّداءِ ، مُقَطَّعُ الْأَعْضاءِ ،
وَبَناتُكَ سَبايا : وَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكى .

وَقالَتْ : يا مُحَمَّدُ صلّى الله عليه وآله وسلّم .
هذا حُسَيْنٌ : تُسْفِي عَلَيْهِ رِيحُ الصَّبا ، مَجْذُوذُ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفى ، قَتِيلُ أَوْلادِ الْبَغايا .
وا حُزْناهُ : عَلَيْكَ يا أَبا عَبْدِ اللهِ .

ایک اعتراض کا جواب

کچھ لوگ اس روایت پر اعتراض وارد کرتے ہیں کہ اونٹوں پر محمل موجود نہ تھے تو بی بی زینب سلام اللہ علیھا نے اپنی پیشانی کیسے زخمی کرلی؟؟؟

جواب: مستورات بنی ہاشم سلام اللہ علیھا نے کس پر سفر کیا، کتنی منزلوں پر قافلہ رکا اور سواریاں تبدیل ہوئی۔ کس وقت انکو کجاوے مہیا تھے اور کس وقت نہیں اور رہا یہ اعتراض کہ بحار الانوار میں مسلم بن حصاص والی روایت میں "**جبینھا بمقدم المحمل**" کے الفاظ موجود ہیں جسکی وجہ سے چوب محمل پر سر مار کر پیشانی سے خون جاری کرنا محال ہے۔

اول:

اس روایت کو متعدد بزرگ فقہاءاور مجتہدین نے مشہوراور صحیح تسلیم کیاہے جن میں سے چند کے درج ذیل ہیں:

1۔علامہ محمد باقر مجلسی

2۔محدث محمد عباس قمی

3۔محدث سید ہاشم بحرانی

4۔آیت اللہ شیخ علی نمازی شہروردی

5۔آیت اللہ سید محمد وحیدی

6۔آیت اللہ المیرزاجواد التبریزی

7۔آیت اللہ سید صادق روحانی شیرازی

8۔مرجع کبیر الشیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء

اس کے علاوہ بھی بے شمار مجتہدین نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور باقاعدہ زنجیر زنی و قمہ زنی کے جواز پر اس روایت سے استدلال کیا ہے۔

دوئم:

ہم یہ کہیں گیں کہ زیادہ سے زیادہ راوی یا کاتب کی غلطی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسی متن کی حدیث کو مفتی اعظم قسطنطنیہ نے الفاظ دیگر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

جس میں "محمل" کی جگہ "الاقتاب" کا لفظ آیا ہے جسکے معنی پالان کے ہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اونٹ پر محمل ہی ہو اور اسکے پردے اتار دیے ہوں جسکی وجہ سے راوی کجاوے کو محمل سے تعبیر کیا ہے۔

دلیل(1):

مفتی اعظم قسطنطینہ اپنی تالیف "ینابیع المودۃ" میں یہ روایت اس طرح نقل کرتے ہیں۔

" قال عبد الله بن قیس : فلما رأت زینب رأس اخیها قد حزنآتوا بالرؤوس مقدما علیها نطحت جبهتها بمقدم الاقتاب فخرج الدم منها"

ترجمہ: "جب جناب زینب سلام اللہ علیھا نے اپنے بھائی کے سر کو دیکھا جو تمام سروں کے آگے آگے لے کر جا رہے تھے۔ آپ نے اپنی پیشانی کو پالان کے اگلے حصہ پر مارنا شروع کیا جس سے خون بہنے لگ گیا"۔

ینابیع المودۃ، جلد 2، صفحہ نمبر 406

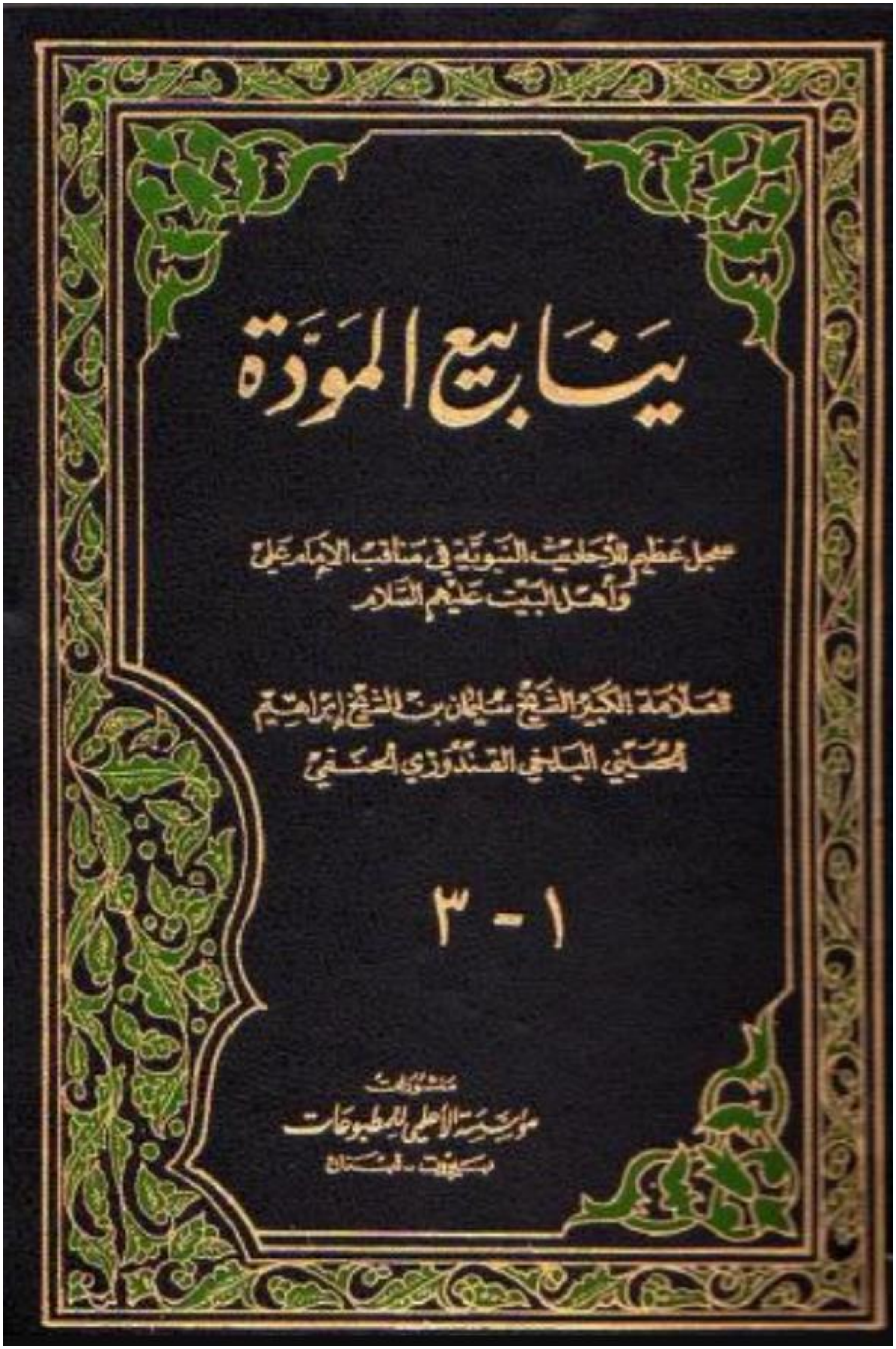
ينابيع المودة
سجل عظيم للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السلام
للعلامة الكبير الشيخ سليمان بن الشيخ إبراهيم
الحسيني البلخي القندوزي الحنفي
١ - ٣
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

وبكت الحريم وقلن: واعمداه واعلياه واحمزتاه واجعفراه واحسناه واحسيناه! اليوم والله مات محمد المصطفى وعلي المرتضى والحسن المجتبى وفاطمة الزهراء! ثم إن سكينة بنت الحسين رضي الله عنها أنشأت تقول:

لقد حطمتنا في الزمان نوائبه ... ومزقتنا أنيابه ومخالبه
وخان علينا الدهر في الدار غربة ... ودبت علينا جوره وعقاربه
ولم يبق لي ركن آلوذ بظله ... إذا غالبني الدهر ما لا أغالبه
تمزقتنا أيدي الزمان وجدنا ... الرسول الذي عم الأنام مواهبه

قال عبد الله بن قيس: لقد رأيت الجواد وهو يدفع الناس عن نفسه، ثم غاص في وسط الفرات فلم ير له خبر ولا أثر. ثم إن عمر بن سعد جمع قتلاه وصلّى عليهم ودفنهم، وترك الحسين وأصحابه - رضي الله عنهم - وأرضاهم، فعمد أهل الغاضرية من بني أسد، فكفنوا الحسين وأصحابه رضي الله عنهم وأرضاهم. ثم إن عمر بن سعد توجه إلى الكوفة بالسبايا على الجمال، نحو أربعين جملاً بغير وطاء ولا غطاء، وفخذا علي بن الحسين يترشحان دماً وهو يقول:

يا أمة السوء لا سقياً لربعكموا ... يا أمة لم تراعي جدنا فينا
لو أننا ورسول الله يجمعنا ... يوم القيامة ما كنتم تقولونا
تسيرونا على الأقتاب عارية ... كأننا لم نشيد فيكم دينا
تصفقون علينا كفكم فرحاً ... وأنتم في فجاج الأرض تسبونا

وكان أهل الكوفة يناولون الأطفال بعض التمر والخبز. وقالت أم كلثوم: إن الصدقة علينا حرام. وصارت تأخذ من أيدي الأطفال وأفواههم، وترمي به الأرض وتقول: يا أهل الكوفة تقتلنا رجالكم، وتبكي علينا نساؤكم؟! فالحاكم بيننا وبينكم الله يوم فصل القضاء!.

فلما رأت زينب رأس أخيها قد حز - آتوا بالرؤوس مقدماً عليها - نطحت جبهتها بمقدم الأقتاب فخرج الدم منها وجعلت تقول:

يا هلالاً لما استتم كمالا ... غاله خسفه فأبدى غروبا
ما توهمت يا شقيق فؤادي ... كان هذا مقدراً مكتوبا
يا أخي فاطم الصغيرة كلمها ... فلقد كاد قلبها أن يذوبا
يا أخي ما ترى علياً لدى الأسر ... مع اليتم لا يضيق ركوبا
كلما أوجعوه بالضرب ناداك ... بذل يفيض دمعاً سكوبا
ماذا اليتيم حين ينادي ... بأبيه ولا يراه مجيبا

دلیل(2)

زیارت ناحیہ امام زمانہ عج کا نوحہ:

وسبی اھلک کا لعبید و صفدوا فی الحدید فوق اقتاب

ترجمہ: "آپ کے اہل حرم کو غلاموں کی طرح قید کیا گیا اور آہنی زنجیروں میں بری طرح جکڑ کر اونٹوں کے **پالانوں** پر بٹھایا گیا"۔

بحارالأنوار جلد 98 صفحہ نمبر 241

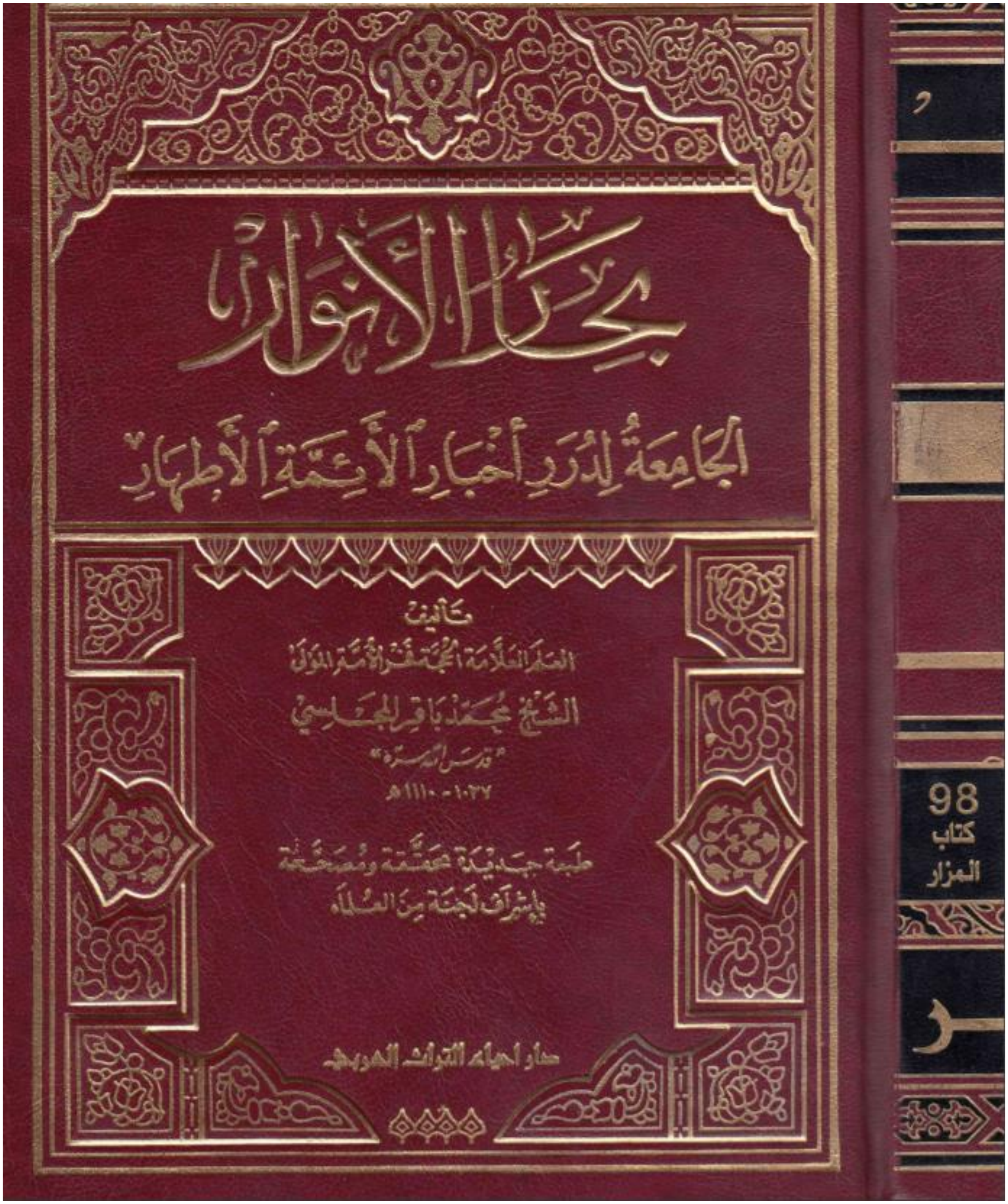
بحار الأنوار
الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار
تأليف
العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى
الشيخ محمد باقر المجلسي
"قدس الله سره"
١٠٣٧ - ١١١٠هـ
طبعة جديدة محققة ومصححة
بإشراف لجنة من العلماء
دار احياء التراث العربي
98
كتاب
المزار

و بعد العزّ مذلّلات ، و إلى مصرعك مبادرات ، و شمر جالس على صدرك ، مولغ سيفه في نحرك ، قابض شيبتك بيده ، ذابح لك بمهنّده ، وقد سكنت حواسّك ، و خمدت أنفاسك ، وورد على القناة رأسك، و سبي أهلك كالعبيد، وصفّدوا في الحديد فوق أقتاب المطيّات، تلفح وجوههم حرور الهاجرات ، يساقون في الفلوات أيديهم مغلولة إلى الأعناق ، يطاف بهم في الأسواق .

فالويل للعصاة الفسّاق ، لقد قتلوا بقتلك الاسلام و عطّلوا الصلاة والصيام و نقضوا السنن والأحكام ، وهدموا قواعد الايمان ، و حرّفوا آيات القرآن ، و هملجوا في البغي والعدوان، لقد أصبح رسول الله ﷺ من أجلك موتوراً وعاد كتاب الله مهجوراً ، وغودر الحقّ إذ قهرت مقهوراً ، و فقد بفقدك التكبير و التهليل ، و التحريم و التحليل ، و التنزيل و التأويل ، وظهر بعدك التغيير و التبديل ، والالحاد والتعطيل، والاهواء والأضاليل، والفتن والأباطيل، وقام ناعيك عند قبر جدّك الرسول صلّى الله عليه و آله ، فنعاك إليه بالدمع الهطول ، قائلاً يا رسول الله قتل سبطك و فتاك ، و استبيح أهلك و حماك ، و سبي بعدك ذراريك ، و وقع المحذور بعترتك و بنيك ، فنزع الرّسول الرّداء ، و عزّاه بك الملائكة والأنبياء ، و فجعت بك أمّك فاطمة الزهراء، واختلفت جنود الملائكة المقرّبين، تعزّي أباك أمير المؤمنين وأقيمت عليك المآتم في أعلا علّيّين، تلطم عليك فيها الحور العين، وتبكيك السماوات و سكّانها ، و الجبال و خزّانها ، و السّحاب و أقطارها ، و الأرض و قيعانها ، و البحار و حيتانها ، و مكة وبنيانها ، والجنان و ولدانها ، والبيت و المقام ، والمشعر الحرام ، و الحطيم و زمزم ، و المنبر المعظّم ، و النجوم الطوالع ، و البروق اللّوامع ، و الرعود القعاقع ، و الرياح الزعازع ، و الافلاك الروافع ، فلعن الله من قتلك و سلبك ، و اهتضمك و غصبك ، و بايعك فاعتزلك ، و حاربك و ساقك و جهز الجيوش إليك و وثب الظلمة عليك، أبرء إلى الله سبحانه من الآمر والفاعل و الغاشم و الخاذل ، اللّهمّ فثبّتني على الاخلاص و الولاء ، و التمسّك بحبل أهل الكساء ، وانفعني بمودّتهم و احشرني في زمرتهم ، و أدخلني الجنّة بشفاعتهم

دلیل(3):

فإنه لما أصابنا بالطف ما أصابنا وقتل أبي (عليه السلام) وقتل من كان معه من ولده واخوته وسائر أهله، وحملت حرمه ونساؤه على <u>الأقتاب</u> يراد بنا الكوفة

ترجمہ: مولا سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب ہم ارض لطف میں رنج والم میں گرفتار ہوئے اور میرے والد گرامی شہید ہو گئے اور انکے تمام بھائی، اولاد اور اہل بیت، انصار بھی شہید ہو گئے اور ہماری مستورات کو بے پردہ کیا گیا اور انکو <u>**پالانوں**</u> پر بٹھا کر کوفے کی طرف لے جانے لگے"۔

کامل الزیارات صفحہ نمبر 445

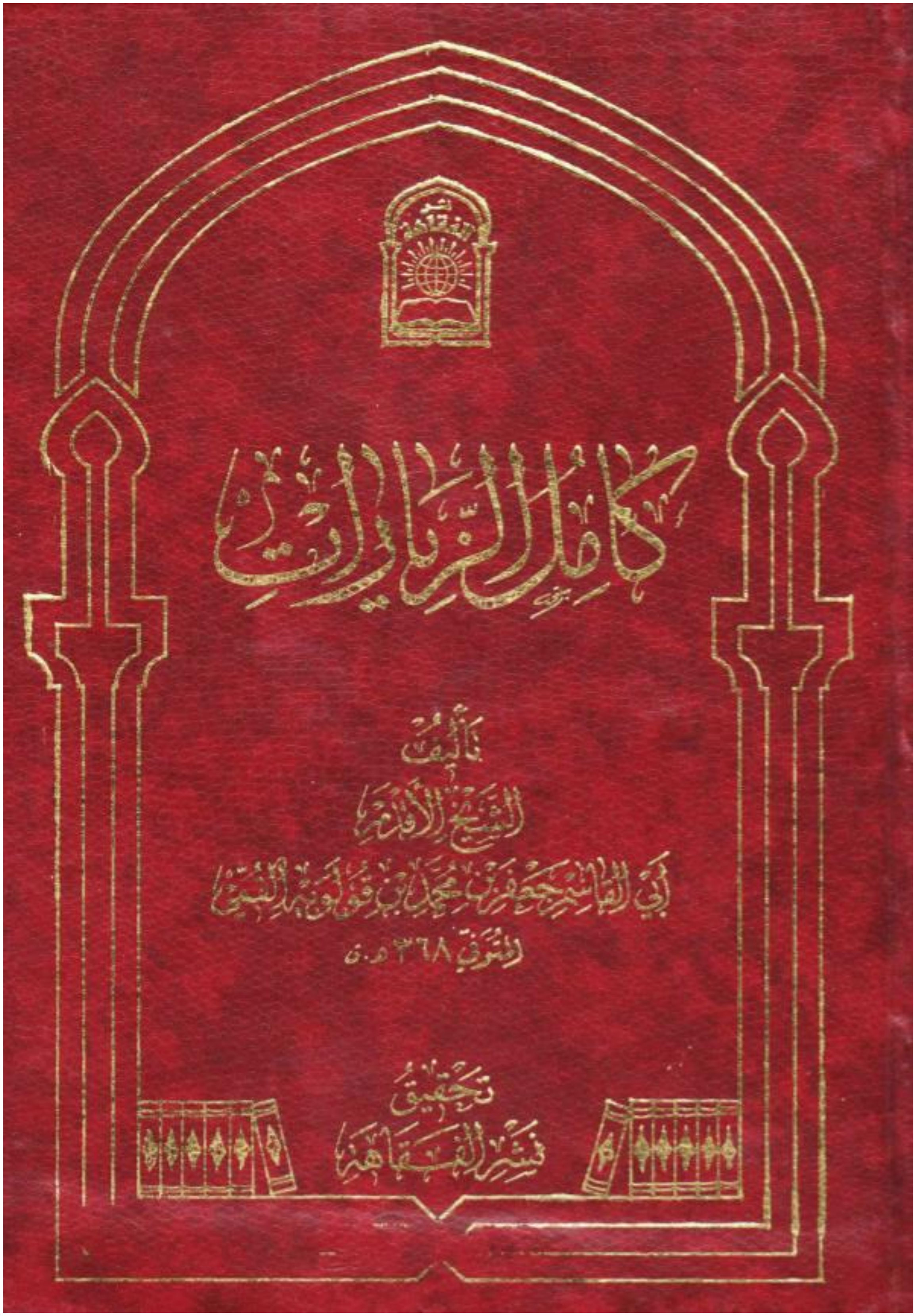
كامل الزيارات
تأليف
الشيخ الأقدم
أبي القاسم جعفر بن محمد بن قولويه القمي
المتوفى ٣٦٨ هـ.ق
تحقيق
نشر الفقاهة

← نوح بن دراج، قال : حدثني قدامة بن زائدة ، عن أبيه ، قال :

قال علي بن الحسين عليهما السلام : بلغني يا زائدة انك تزور قبر ابي عبد الله الحسين عليه السلام احياناً، فقلت : ان ذلك لكما بلغك ، فقال لي : فلما ذا تفعل ذلك و لك مكان عند سلطانك الذي لا يحتمل احداً على محبتنا و تفضيلنا و ذكر فضائلنا و الواجب على هذه الامة من حقنا ، فقلت : و الله ما اريد بذلك الا الله و رسوله ، و لا احفل بسخط من سخط و لا يكبر في صدري مكروه ينالني بسببه ، فقال : و الله ان ذلك لكذلك ، فقلت : و الله ان ذلك لكذلك ـ يقولها ثلاثاً و أقولها ثلاثاً ـ فقال : ابشر ثم ابشر ثم ابشر فلأخبرنك بخبر كان عندي في النخب المخزون.

فانه لما اصابنا بالطف ما اصابنا و قتل ابي عليه السلام و قتل من كان معه من ولده و اخوته و سائر اهله ، و حملت حرمه و نساؤه على الاقتاب يراد بنا الكوفة ، فجعلت انظر اليهم صرعي و لم يواروا ، فعظم ذلك في صدري و اشتد لما اري منهم قلقي ، فكادت نفسي تخرج ، و تبينت ذلك مني عمتي زينب الكبري بنت علي عليه السلام ، فقالت : ما لي أراك تجود بنفسك يا بقية جدي و ابي و اخوتي ، فقلت : وكيف لا اجزع و اهلع و قد أري سيدي و اخوتي و عمومتي و ولد عمي و اهلي مضرّجين بدمائهم ، مرمّلين بالعري ، مسلّبين ، لا يكفنون و لا يوارون ، و لا يعرج عليهم احد ، و لا يقربهم بشر ، كأنهم اهل بيت من الديلم و الخزر ، فقالت : لايجزعنك ما تري فوالله ان ذلك لعهد من رسول الله صلى الله عليه وآله الى جدك و ابيك و عمك ، و لقد اخذ الله ميثاق اناس من هذه الامة لا تعرفهم فراعنة هذه الامة ، و هم معروفون في اهل السماوات انهم يجمعون هذه الاعضاء المتفرقة فيوارونها ، و هذه الجسوم المضرّجة و ينصبون لهذا الطف علماً لقبر ابيك سيد الشهداء ، لايدرس اثره و لا يعفو رسمه على كرور الليالي و الايام ، و ليجتهدنّ ائمة الكفر و اشياع الضلالة في محوه و تطميسه ، فلا يزداد اثره الا ظهوراً ، و أمره الا علواً.

فقلت : و ما هذا العهد و ما هذا الخبر ، فقالت : نعم حدثتني ام ايمن ان رسول الله صلى الله عليه وآله زار منزل فاطمة عليها السلام في يوم من الايام ، فعملت له حريرة و أتاه علي عليه السلام بطبق فيه تمر ، ثم قالت ام ايمن : فاتيتهم بعُسّ فيه لبن و زبد ، فأكل رسول الله صلى الله عليه وآله و علي و فاطمة و الحسن و الحسين عليهم السلام من تلك الحريرة ، و شرب رسول الله صلى الله عليه وآله و شربوا من ذلك اللبن ، ثم اكل و اكلوا من ←

بیبی زینب سلام اللہ علیھا کا قبر حسین علیہ السلام پر خون کا پرسہ

"جس وقت بی بی زینب سلام اللہ علیھا نے پاک بھائی کے مزار اطہر پر پہنچ کر ماتم شروع کیا تو دل میں درد و غم کا طوفان موجزن ہوا، آپ نے بھائی کے پاک مزار سے ایک پتھر اٹھایا **اور اسے ہاتھ میں لے کر سر اطہر پر ضربیں لگانے لگیں**، ان کی اقتدا میں باقی مستورات نے بھی اسی طرح ماتم کرنا شروع کر دیا اور تاریخ گواہ ہے کہ سبھی مستورات نے اس قدر ماتم کیا کہ ان کے سرہائے اطہر کے خون سے مولا حسین علیہ السلام کی پاک مزار رنگین ہو گئ اور ساتھ ساتھ بی بی سلام اللہ علیھا بھائی کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں"۔

هنا ذبح الحسين بسيف شمرا

هنا قد تر بوا منه الجبينا

مجلس المنتظرین علی روضۃ المظلومین، جلد 5 صفحہ نمبر 413-414

من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً

جو مظلومیت کے عالم میں قتل ہو جائے ہم نے اس کے وارث کو تسلط دے دیا پس وہ قتل کرنے میں حد سے نہیں بڑھے گا یقیناً وہ منصور ہے (بنی اسرائیل 33)

مجالس المنتظرین

علیٰ

روضۃ المظلومین

جلد پنجم

اردو ترجمہ

مجموعہ مجالسِ تاریخ و تحقیق

شہزادہ فصیح البیان

السیّد محمد جعفرؑ الزمان نقوی البخاری

مترجم

جناب سید فیاض زیدی صاحب

www.khrooj.com

413

پھر ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوگئیں، تمام پاک مستورات سلواۃ اللہ علیھن نے مزارِ اطہر کے گرد دائرہ بنایا، فاتح شام سلواۃ اللہ علیہا نے انگشت شہادت دراز کر کے سر جھکایا اور اشک فشانی کے ساتھ بھائی کو یوں خراج تحسین پیش کیا

☆ السلام عليك يا ابا عبدالله() السلام عليك يا بن رسول الله() السلام عليك يابن امير المؤمنين() السلام عليك يابن سيدة النساء العالمين سلواۃ اللہ علیہا

جس وقت ملکہ شام بی بی سلواۃ اللہ علیہا نے پاک والدۂ گرامی سلواۃ اللہ علیہا کا اسم مبارک تلاوت کیا تو مزارِ پاک کو زلزلہ آیا، شاید امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو پاک ماں سلواۃ اللہ علیہا کی آغوش یاد آئی ہوگی

جب معظمہ بی بی سلواۃ اللہ علیہا نے زیارت کے یہ جملے ادا فرمائے تو بے بسی کے سبب زمین پر دو زانو بیٹھ گئیں، اور رو کر فرمانے لگیں حسینؑ بھائی علیہ الصلواۃ والسلام! ناراض نہ ہونا میں اب کھڑی نہیں رہ سکتی، میری مجبوری یہ ہے کہ میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں، صعوباتِ سفر کی وجہ سے سکت ہی نہیں رہی، شام میں کئی کئی گھنٹے بازاروں اور درباروں میں رہنے کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہوں، ضعیف ہوگئی ہوں، مجھے اپنے خاک آلود کھلے سر اطہر کی قسم مجھے بھائیوں اور بیٹوں کی شہادت نے بہت زیادہ کمزور کر دیا ہے، اب تو میں نماز بھی بیٹھ کر ادا کرتی ہوں

عزادارانِ حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام! ماتم میں خون بہانا معظمہ عالیہ بی بی سلواۃ اللہ علیہا کی سنت حسنہ ہے، آپ سوال کریں کہ وہ کیسے؟

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جس وقت معظمہ بی بی سلواۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے مزارِ اطہر پر پہنچ کر ماتم شروع کیا تو دل میں درد و غم کا طوفان موجزن ہوا،

www.khrool.com

آپ نے بھائی کے پاک مزار سے ایک پھول (پتھر) اٹھایا، اورا سے ہاتھ میں لے کر سر اطہر پر ضربیں لگانے لگیں، ان کی اقتداء میں باقی مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے بھی اسی طرح ماتم کرنا شروع کر دیا، اور تاریخ گواہ ہے کہ سبھی مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے اس قدر ماتم کیا کہ ان کے سرہائے اطہر کے خون سے مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک مزار رنگین ہوگئی، ساتھ ساتھ معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا بھائی کا مرثیہ بھی پڑھ رہی تھیں

هنا ذبح الحسينؑ بسيف شمراً

هنا قد تربوا منه الجبينا

فرمانے لگیں کہ یہی جگہ تھی کہ جہاں آپ زین ذوالجناح سے اتنے مشکل انداز میں اترے تھے کہ آپ نے سب سے پہلے پیشانی زمین پر رکھی تھی، میں آپ کے قریب کھڑی دیکھ رہی تھی کہ جب شمر ملعون آپ پر ظلم ڈھا رہا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بوسہ گاہ پر ظلم کرنے اور کعبۂ دین وایمان کو منہدم کرنے میں مصروف تھا، ہم قرآن سروں پر اٹھائے اس ملعونِ ازل کو خدا و رسول کے واسطے دیتی رہیں مگر اس بے حیا نے ذرا بھر رحم نہ کیا، اس وقت کوئی ہمدرد یا عزیز بھی موجود نہیں تھا کہ جو آپ کا پاک سر اپنی آغوش میں لیتا

معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی مرثیہ خوانی سے سرہائے شہداء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے رونا شروع کر دیا، مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن کے خون سے پاک تربت رنگین ہونے لگی، امام

www.khrooj.com

صحابیہ حضرت ہند کا غم اہل بیت علیہ السلام میں خون بہانا

سنت تقری: یہ فعل دو اماموں کی موجودگی میں ہوا:

فلمّا سمعت هند كلام السيدة زينب رقّت وبكت ونادت : وإماماه! واسيداه! واحسيناه! ليتني كنتُ قبل هذا اليوم عمياء ولا أنظر بنات فاطمة الزهراء على هذه الحالة ، ثم تناولت حجراً وضرب به رأسها!! فسال الدم على وجهها ومقنعتها ، وغشي عليها.

فلمّا أفاقت من غشيتها أتت إليها السيدة زينب وقالت لها : يا هند قومي واذهبي إلى دارك ، لأنّي أخشى عليك من بعلكِ يزيد

ترجمہ:۔ جس وقت ہند نے جناب زینب سلام اللہ علیھا کی باتیں سنیں تو چیخ پڑی۔ بلند آواز سے روتے ہوئے فریاد کرنے لگی "واااماہ، واسیداہ، واحسیناہ، ہائے میرا امام، ہائے میرا سردار، ہائے حسین علیہ السلام، کاش میں آج سے پہلے اندھی ہو گئی ہوتی اور سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کی بیٹیوں کو اس حال میں نہ دیکھتی۔ اس کے بعد شدت غم کی وجہ سے زمین سے پتھر اٹھایا اور اپنے سر پر مارنے لگ گئی جسکی وجہ سے سر سے خون جاری ہوا اور

بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ہوش آیا تو بی بی زینب سلام اللہ علیھا اس کے سرہانے آئی اور فرمایا اے ہند! اٹھ کر اپنے گھر جا مجھے ڈر ہے کہ کہیں یزید تجھ پر مصیبت نہ ڈھائے"۔

زینب الکبری، صفحہ نمبر 501

معین الخطباء جلا 1 صفحہ نمبر 333-334

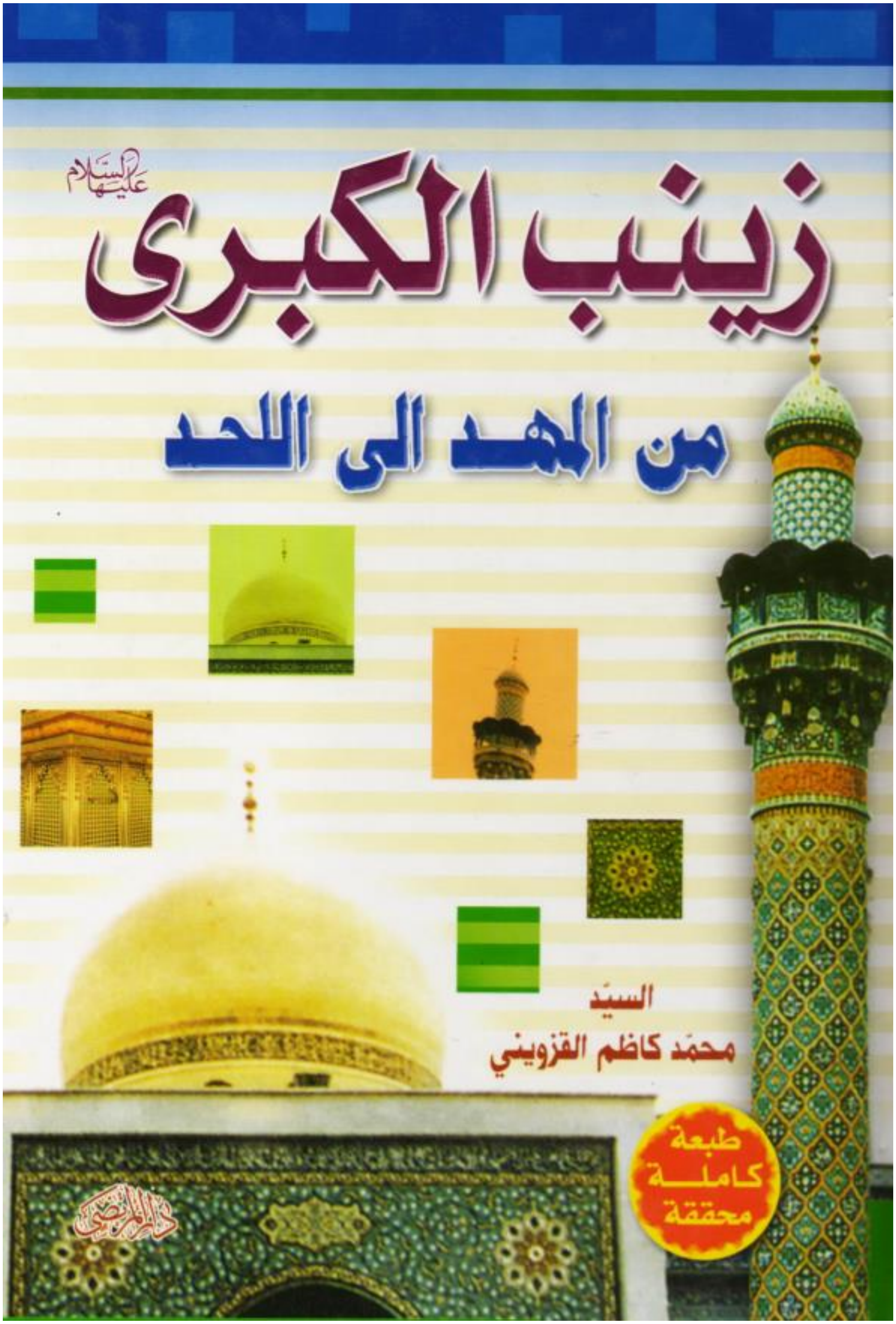
عليها السلام
زينب الكبرى
من المهد الى اللحد
السيّد
محمّد كاظم القزويني
طبعة كاملة محققة
دار المرتضى

وإنْ سالتِ عن زين العابدين فهو عَليلٌ نَحِيل..
لايُطيق النُهوض مِن كَثْرة المَرَض والأسقام، وإنْ سالتِ
عن زينب فانا زينب بنت علي!! وهذه أمّ كلثوم، وهؤلاء
بَقيّة مُخدّرات فاطمة الزهراء!!!

فلمّا سمِعَتْ هندُ كلامَ السيّدة زينب رَقّتْ وبكتْ
ونادتْ: واإماماه! واسيّداه! واحُسَيناه! لَيتَني
كنتُ قبلَ هذا اليوم عَمْياء ولا انظر بَنات فاطمة الزهراء
علىٰ هذه الحالة، ثمّ تَناولتْ حَجَراً وضَربتْ به راسَها!!
فسالَ الدمُ علىٰ وَجْهها ومَقنَعتِها، وغُشِيَ عليها.

فلمّا افاقَتْ مِن غَشْيَتها اتَتْ إليها السيّدةُ زينب
وقالتْ لها: ياهند قُومي واذْهَبي إلى دارِك، لانّي اخشىٰ
عليك مِن بَعْلِك يزيد.

فقالت هند: واللّه لا اذهَب حتّىٰ انوحَ علىٰ سيّدي
ومولاي ابي عبداللّه، وحتّىٰ أدخِلَك وسائرَ النساء
الهاشميّات.. مَعي إلى داري!!

فقامَتْ هند وحَسَرتْ راسها وخَرجَتْ حافية إلى
يزيد وهو في مَجلس عام، وقالت: يايزيد! انتَ امَرتَ
راسَ الحسين يُشال علىٰ الرمح عند باب الدار؟

اراسُ ابنِ فاطمة بنت رسول اللّه مَصلوب علىٰ فِناء
داري؟!

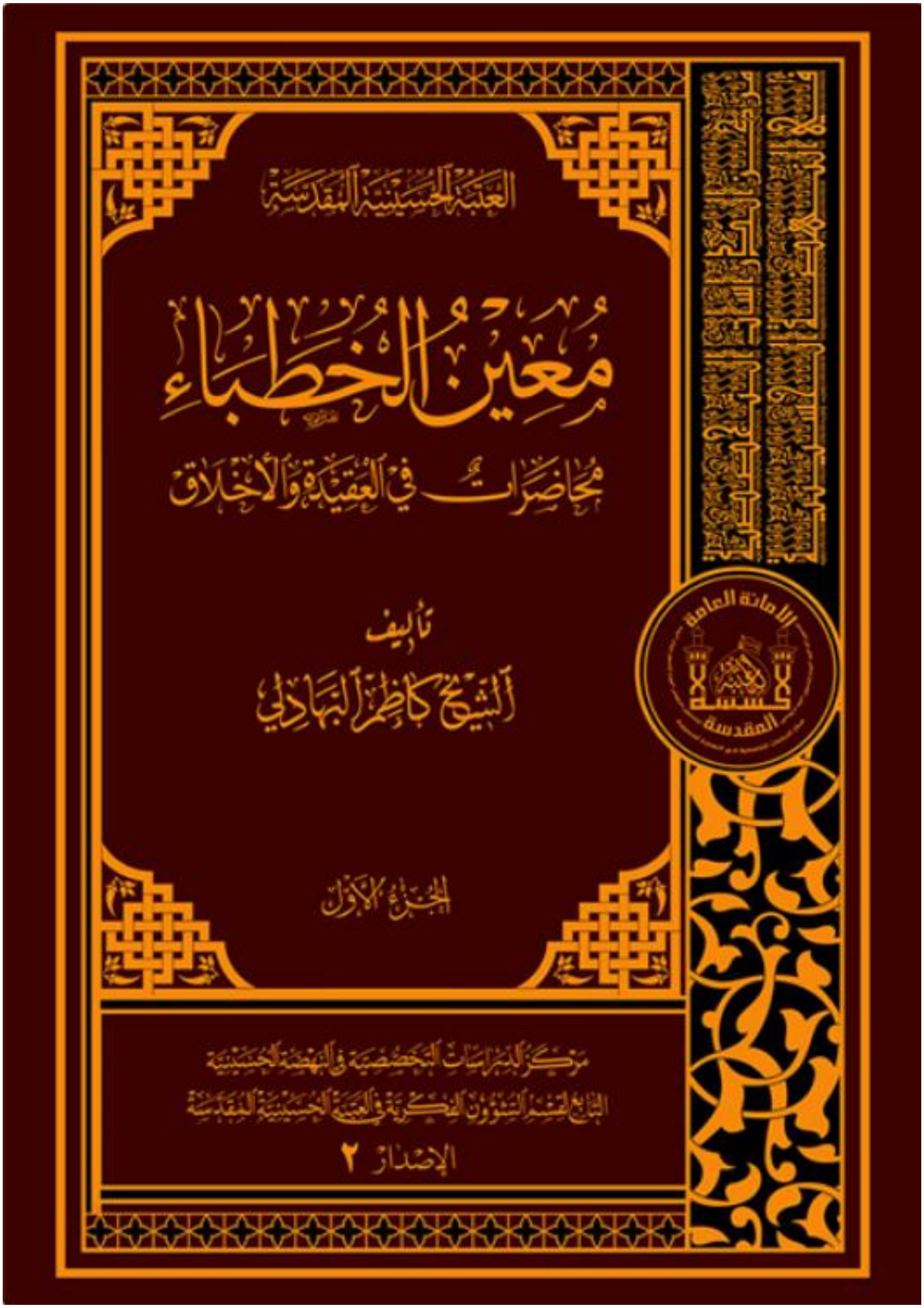
العتبة الحسينية المقدسة
معين الخطباء
محاضرات في العقيدة والأخلاق
تأليف
الشيخ كاظم البهادلي
الأمانة العامة
المقدسة
الجزء الأول
مركز الدراسات التخصصية في النهضة الحسينية
التابع لقسم الشؤون الفكرية في العتبة الحسينية المقدسة
الإصدار ٢

خادمة عندهم. قالت لها زينب: وعن أيّها تسألين؟ قالت أسألك عن الحسين وإخوته وأولاده وعن بقيّة أولاد علي، وأسألك عن سيدتي زينب، وعن أختها أُمّ كلثوم، وعن بقيّة مخدرات فاطمة الزهراء عليها السلام؟

فبكت عند ذلك زينب بكاءً شديداً، وقالت لهند: أمّا إن سألتِ عن دار علي عليه السلام فقد خلفّناها تنعى أهلها، وأمّا إن سألتِ عن العبّاس وبقيّة أولاد علي، فقد خلفناهم على الأرض مجزّرين كالأضاحي بلا رؤوس، وإن سألتِ عن زين العابدين عليه السلام فها هوعليل نحيل لا يُطيق النهوض من كثرة المرض والأسقام، وهذه أُمّ كلثوم، وهذه بقية مخدرات فاطمة الزهراء، وإن سألت عن زينب فأنا زينب بنت علي:

أنـــه زينـــب اليحچـــون عنـــي سـليت المصـــايب مـــا ســـلني
مصـــايب احســـين الـــدوهنني نـــزلن عـــلى اعيـــوني اوعمنـــي

(فايزي)

زينـــب تجاوبهـــا اوگلبهـــا فسّرتـــه الهـــم
يالتنشـــدين احســـين جســـمه ابكربلـــه تـــم
والـــراس جـــابوه إليزيـــد اوهـــاي چلـــثم
وآنـــه الـــذي ابخـــدري الـــوادم تضرـــب أمثـــال
يـــا هنـــد خلصـــت كـــلّ عمامـــي بـــأرض الطفـــوف
وعبـــاس ظـــل جســـمه بـــلا راس ولا اچفـــوف
مـــا چنـــت أظـــن مـــن بلـــد لاخـــر بالسـبي انطـــوف
اوتتفـــرج اعلينـــه الخلـــگ مـــا خطـــر علبـــال

فلمّا سمعت هند هذا الكلام ـ كلام زينب ـ رقّت وبكت ونادتب: وا إماماه، وا سيداه، وا حسيناه، ليتني كنت قبل هذا اليوم عمياء ولا أنظر بنات فاطمة الزهراء على هذه الحالة.

ثُمَّ تناولت حجراً وضربت به رأسها، فسال الدم على وجهها ومقنعتها وغشي عليها، فلمّا أفاقت من غشيتها قيل: فقامت وحسرت وشققت الثياب وهتكت وخرجت حافية إلى يزيد وهو في مجلس عام، وقالت: يا يزيد أنت أمرت برأس الحسين يُشال على الرمح عند باب الدار؟ رأس ابن فاطمة بنت رسول الله ﷺ مصلوب على فناء داري، فوثب إليها يزيد فغطّاها، فقالت: يا يزيد أخذتك الحميّة عليَّ فلِمَ لا أخذَتْكَ الحميّة على بنات رسول الله؟ هتكتَ ستورهنَّ وأبديتَ وجوههنَ، وأنزلتهن في دار خربة؟ والله، لا أدخل حرمك حتّى أدخلهن معي. وفعلاً أدخلتهن دارها بموافقةٍ من يزيد، فاقمن المآتم ثلاثة أيام.

(أبوذية)

سـهر بـالعين يـوم احسـين ورّث ... عـلى امصـابه دلـيلي ابنـار ورّث
هنـد تلـبس جديـد الهـدم والـرث ... عـلى سـكنه اوتطـب ديـوان أُميّـة[1]

***

أوصى النبـيُّ بوصـلِ عـترةِ أحمـدٍ ... فكـأنّما أوصى بهـا أنْ تُقطعـا

***

إنّا لله وإنّا إليه راجعُونَ
وَسَيَعْلَمُ الّذينَ ظَلَمُوا آل محَمَّدٍ أيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ
وَالعَاقِبَةُ لِلمُتَّقِينَ

(١) مجمع مصائب أهل البيت عليهم السلام: ج٢، ص١٢٦ ـ ص١٢٩، مع تصرّف يسير في العبارة.

صحابی حضرت عابس شاکری علیہ السلام کا سر پر ضرب لگانا

حضرت عابس بن شعیب شاکری مخلص شیعوں میں سے تھے اور نصرت مولا امام حسین علیہ السلام کرتے ہوئے کربلا میں شہید ہوئے۔

مقتل حسین علیہ السلام المعروف مقتل المقرم میں آیت اللہ عبدالرزاق رقم کرتے ہیں:

قال عابس بن أبي شبيب: يا أبا عبد الله اما والله ما أمسى على ظهر الأرض قريب ولا بعيد أعز على ولا أحب إلى منك، ولو قدرت على أن ادفع عنك الضيم والقتل بشئ أعز على من نفسي ودمي لفعلته، السلام عليك يا أبا عبد الله اشهد الله اني على هديك وهدى أبيك، ثم مشى بالسيف مصلتا نحوهم وبه ضربة على جبينه

ترجمہ: "حضرت عابس مولا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اس سطح زمین پر کوئی قریب اور نہ کوئی دور کا انسان ایسا ہے کہ جو مجھے آپ علیہ السلام سے زیادہ عزیز ہو۔ اگر میں آپ علیہ السلام سے ان دشمنوں کو دور کرنے کی طاقت رکھتا تو مجھے یہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتا اور میں ایسا کرتا۔ آپ علیہ السلام پر خدا کی

سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ اور آپکے والد علیہ السلام کی ہدایت پر قائم ہوں یہ کہہ کر تلوار نکالی اور فوج یزید کی طرف چلے اور **اپنی ہی تلوار سے اپنی پیشانی پر ضرب لگائی**"۔

مقتل حسین المعروف مقتل المقرم صفحہ نمبر 252

مقتل مقرم اردو صفحہ نمبر 339,340

اہلسنت کتاب تاریخ طبری جلد 5 صفحہ نمبر 444

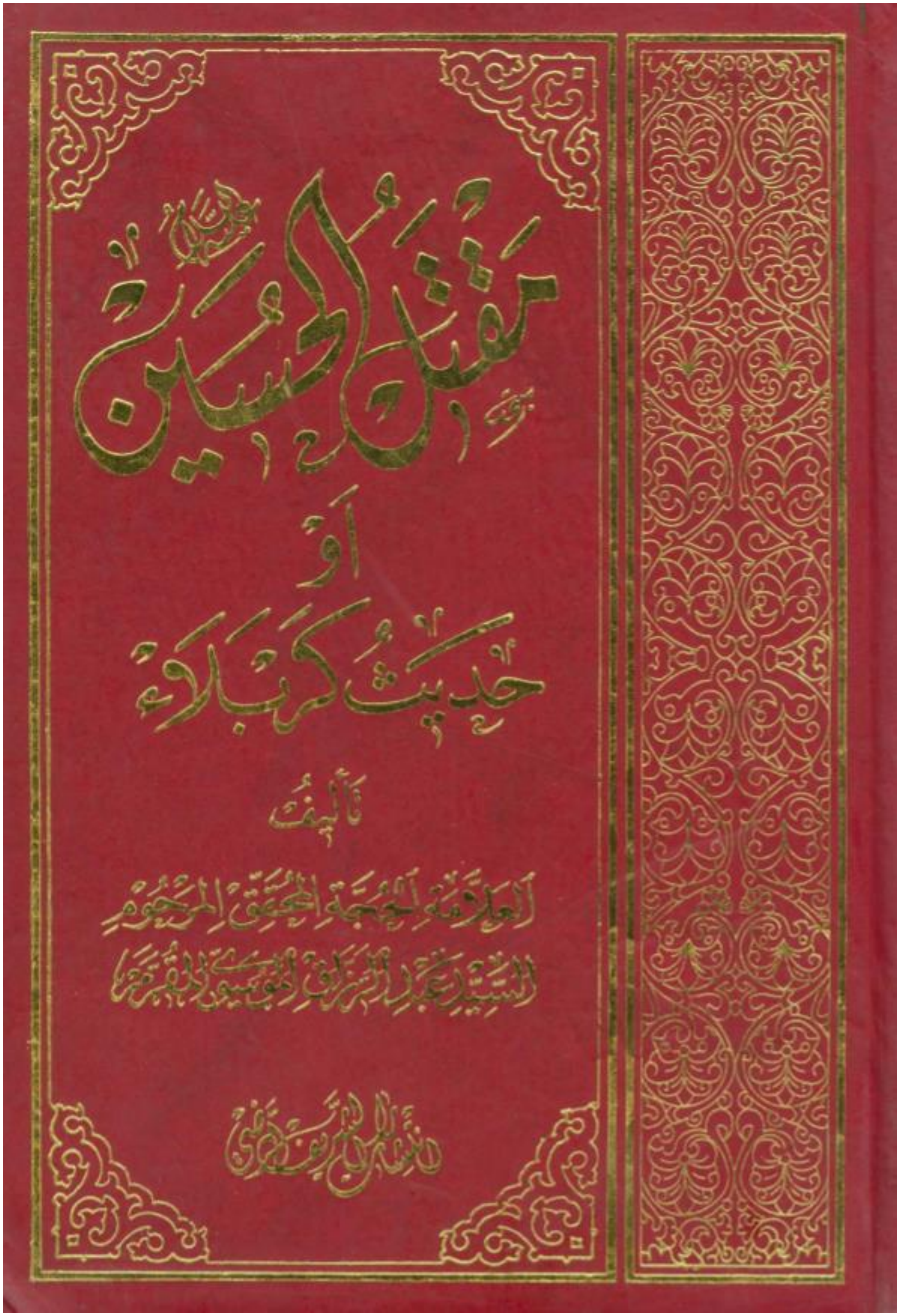
مقتل الحسين
أو
حديث كربلاء
تأليف
العلامة الحجة المحقق المرحوم
السيد عبد الرزاق الموسوي المقرم
نشر الشريف الرضي

فيا ليت إنـي كنـت من قبـل قتله ويوم حسين كنت في رمس قابر[1]

حنظلة الشبامي

ونادى حنظلة بن سعـد الشبامـي : يا قوم إنـي اخـاف عليكم مثـل يوم الاحزاب مثل دأب قوم نوح وعاد وثمود والذين من بعدهم وما الله يريد ظلماً للعباد ـ يا قوم اني اخاف عليكم يوم التناد يوم تولون مدبرين ما لكم من الله من عاصم ومن يضلل الله فما له من هاد ـ يا قوم لا تقتلوا حسيناً فيسحتـكم الله بعذاب وقد خاب من افترى .

فجزاه الحسين خيراً وقال : رحمك الله انهم قد استوجبوا العذاب حين ردوا عليك ما دعوتهم اليه من الحق ونهضوا اليك ليستبيحوك واصحابك فكيف بهم الآن وقد قتلوا اخوانك الصالحين .

قال : صدقت يا ابن رسول الله أفـلا نروح الى الآخـرة ؟ فاذن له فسلم على الحسين وتقدم يقاتل حتى قتل[2] .

عابـــس

واقبل عابس بن شبيب الشاكري على شوذب[3] مولى شاكر وكان شوذب من الرجال المخلصين وداره مألف للشيعة يتحدثون فيها فضل اهل البيت .

فقال : يا شوذب ما في نفسك ان تصنع ؟ قال : اقاتل معك حتى اقتل فجزاه خيراً وقال له : تقدم بين يدي ابي عبـد الله (ع) حتـى يحتسبـك كما احتسب غيرك وحتى أحتسبك فان هذا يوم نطلب فيه الاجر بكل ما نقدر عليه فسلم شوذب على الحسين وقاتل حتى قتل .

فوقف عابس امام ابي عبد الله (ع) وقال : ما امسى على ظهـر الارض

---

(١) الطبري ج٦ ص ٢٤٨ .

(٢) تاريخ الطبري ج٦ ص ٢٥٤ .

(٣) في أعلام الورى ص ١٤٥ سماه شوذان وفي ارشاد المفيد كما هنا .

قريب ولا بعيد اعز علي منك ولو قدرت ان ادفع الضيم عنك بشيء اعز علي من نفسي لفعلت ، السلام عليك ، اشهد اني على هداك وهدى ابيك ! ومشى نحو القوم مصلتاً سيفه وبه ضربة على جبينه فنادى : ألا رجل فأحجموا عنه لأنهم عرفوه اشجع الناس ، فصاح عمر بن سعد : ارضخوه بالحجارة فرمي بها فلما رأى ذلك القى درعه ومغفره وشد على الناس وانه ليطرد اكثر من مائتين ، ثم تعطفوا عليه من كل جانب فقتل فتنازع ذووا عدة في رأسه ، فقال ابن سعد : هذا لم يقتله واحد وفرق بينهم بذلك[1] .

جـــون

ووقف جون[2] مولى ابي ذر الغفاري امـام الحسـين يستأذنـه فقـال عليه السلام : يا جون إنما تبعتنا طلباً للعافية فأنت في اذن مني ! فوقـع على قدميه يقبلها ويقول : أنا في الرخاء ألحس قصاعكم ، وفي الشدة أخذلكم ان ريحي لنتن وحسبي للئيم ولوني لأسود فتنفس علي بالجنة ليطيب ريحي ويشرف حسبي ويبيض لوني ، لا والله لا افارقكم حتى يختلط هذا الدم الاسود مع دمائكم ! فأذن له الحسين[3] فقتل خمساً وعشرين وقتـل ، فوقف عليه الحسـين وقـال : اللهم بيِّض وجهه وطيِّب ريحه واحشره مع محمد (ص) وعـرِّف بينه وبين آل محمد (ص) .

فكان من يمر بالمعركة يشم منه رائحة طيبة اذكى من المسك[4] .

أنس الكاهلي

وكان أنس بن الحارث بن نبيه الكاهلي شيخاً كبـيراً صحـابياً رأى النبي

(١) الطبري ج٦ ص ٢٥٤ .

(٢) في تاريخ الطبري ج٦ ص ٢٣٩ بالحاء المهملة وبعدها واو ثم الياء « حوى » وفي مناقب ابن شهراشوب ج٢ ص ٢١٨ : برز جوين ابن ابي مالك مولى ابي ذر الغفاري وفي مقتل الحسين للخوارزمي ج٢ ص ٢٣٧ جون مولى ابيّ ذر الغفاري وكان عبداً أسود .

(٣) مثير الاحزان لابن نما ص ٣٣ طبع ايران وفي اللهوف ص ٦١ طبع صيدا أفتنفس بالجنة أترغب أن لا أدخل الجنة !

(٤) مقتل العوالم ص ٨٨ .

مقتل الحسینؑ المقرم

مؤلف

علامہ السید عبدالرزاق الموسوی المقرم (اعلی اللہ مقامہ)

مترجم

علامہ حسن رضا باقر ابن حافظ اقبال حسین جاوید

تراب پبلیکیشنز لاہور
0345-8512972

"خدا تم پر رحم فرمائے۔ یہ لوگ اسی وقت عذاب خدا کے موجب قرار دے دیے گئے ہیں جب انھوں نے تمھاری دعوت حق کو ٹھکرایا اور تمھاری طرف جنگ کے لیے بڑھے تاکہ تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو شہید کر سکیں اور سوچو کہ اب ان کا کیا حال ہوگا جب کہ ان لوگوں نے تمھارے نیک و صالح بھائیوں کو شہید کر دیا"۔

حنظلہ نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا۔ کیا ہم آخرت کی طرف کوچ نہ کریں؟ تو حضرت امام حسینؑ نے حنظلہ کو اذن جہاد عطا کیا اور وہ حضرت امام حسینؑ کو الوداع کہہ کر جنگ کے لیے روانہ ہوگئے یہاں تک کہ منصب شہادت پر فائز ہوئے۔ (تاریخ طبری: ج۶، ص ۲۵۴)

عابس بن شبیب شاکری اور شوذب کی شہادت

عابس بن شبیب شاکری، شاکر کے غلام شوذب ① کے پاس آئے۔ شوذب اہل بیتؑ کے مخلص شیعوں میں سے تھے اور ان کا گھر شیعوں کے لیے مانوس اور جائے پناہ تھا، جہاں پر وہ اہل بیتؑ کے فضائل کا تذکرہ کرتے تھے۔

عابس نے شوذب سے کہا: اے شوذب! تیرے دل میں کیا کرنے کا ارادہ ہے؟

شوذب نے جواب دیا: میں آپ کے ہم رکاب ہو کر جنگ کرنا چاہتا ہوں یہاں تک کہ جام شہادت نوش کروں۔ اس پر عابس بن شبیب شاکری نے انھیں جزائے خیر کی دعا دی اور کہا: ابو عبداللہ الحسینؑ کی خدمت میں جاؤ یہاں تک کہ وہ تمھیں بھی ایسے ہی دعا دیں جیسے دوسروں کو دعا دی اور یہ وہ دن ہے جس میں ہم جتنا زیادہ اجر و ثواب طلب کرنا چاہیں طلب کر سکتے ہیں۔ پھر شوذب حضرت امام حسینؑ کو الوداعی سلام کہتے ہوئے میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے اور جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

شوذب کی شہادت کے بعد عابس بن شبیب شاکری حضرت امام حسینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اس سطح زمین پر کوئی قریب اور نہ ہی کوئی دور کا فرد ایسا ہے کہ جو مجھے آپؑ سے زیادہ عزیز ہو۔ اگر میں آپؑ سے ان دشمنوں کو دور کرنے کی قدرت رکھتا تو مجھے یہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتا اور میں ایسا کرتا۔ آپؑ پر خدا کی سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ میں آپؑ اور آپؑ کے بابا جان کی رُشد و ہدایت والی راہ پر گامزن ہوں۔

پھر وہ اپنی تلوار کو لہراتے ہوئے قوم اشقیاء کی جانب بڑھے اور تلوار سے اپنی ہی پیشانی پر ایک ضرب لگائی اور للکارتے ہوئے کہا: کیا کوئی ایسا مرد ہے جو میرا مقابلے پر آئے تو تمام یزیدی ان سے دور ہٹ گئے کیونکہ انھوں نے انھیں پہچان لیا تھا کہ یہ تمام لوگوں سے بہادر اور دلیر شخص ہیں۔

---

① اعلام الوریٰ: ص ۱۴۵ پر ان کا نام شوذان ہے لیکن ارشاد مفیدؒ میں شوذب ہی ہے۔

یہ منظر دیکھ کر عمر ابن سعد (ملعون) چلایا: اس پر پتھروں کی بارش کر دو۔ پھر یزیدی لشکر پتھروں سے ان پر ٹوٹ پڑا۔ جب حضرت عابس بن شبیب شاکری نے یزیدیوں کی یہ حرکت دیکھی تو اپنی زرہ اور خود اُتار کر پھینک دی۔ آپ کے بعد ان اشقیاء پر حملہ آور ہوئے اور دو سو سے زیادہ اشقیاء کو واصلِ جہنم کر دیا۔ پھر ہر طرف سے یزیدی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور یہ شہید ہو گئے۔ جناب عابس کی شہادت کے بعد لشکرِ اشقیاء کے کئی افراد میں اس بات پر جھگڑا ہونے لگا کہ ان کا سر بطورِ غنیمت کس کے ملے گا تو ابن سعد (ملعون) نے کہا: اسے ایک شخص نے قتل نہیں کیا اور یہ کہہ کر ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔ (تاریخ طبری: ج۶، ص ۲۵۴)

جنابِ جون کی شہادت

حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام جون ① حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے اذنِ جہاد طلب کیا تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اے جون! تم ہمارے ساتھ عافیت اور آسائش کے لیے آئے تھے اور اب میں تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

یہ سن کر جون امام علیہ السلام کے قدموں پر جھکے اور آپؑ کے قدموں پر بوسے دینے کے بعد عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! مَیں آسودگی اور آسائش کے زمانے میں آپؑ کے ساتھ رہا اور اب مصیبت و سختی کے زمانے میں آپ کا ساتھ چھوڑ جاؤں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بے شک مَیں جانتا ہوں کہ میرے پسینے سے بو آتی ہے۔ میرا نسب پست ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے لیکن آپ مجھ پر جنت کے ذریعے احسان فرما کر میرے پسینے کو معطر، میرے نسب کو بلند اور میرے رنگ کو سفید کر دیں۔ نہیں خدا کی قسم! میں اس وقت تک آپؑ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک یہ سیاہ خون آپؑ کے خون میں مخلوط نہ ہو جائے۔

پھر حضرت امام حسینؑ نے جون کو اذنِ جہاد عطا کیا ② اور آپؑ نے میدانِ جنگ میں پچیس یزیدیوں کو واصلِ جہنم کرنے کے بعد جامِ شہادت نوش کیا۔ حضرت جونؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ ان کے لاشے پر آئے اور دعا کی:

اللھم بیّض وجھہ وطیّب ریحہ واحشرہ مع محمد وعرّف بینہ وبین آلِ محمد

"اے اللہ! اس کے چہرے کو نورانی فرما اور ان کے بدن کی خوشبو کو معطر فرما اور انھیں حضرت محمدؐ کے

---

① تاریخ طبری: ج۶، ص ۲۳۹ پر ان کا نام "حوی" حاء، واو اور یاء کے ساتھ مذکور ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۲، ص ۲۱۸ پر ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام جوین ابن ابی مالک اشقیاء کے مقابلے پر گئے۔ "مقتل الحسینؑ خوارزمی" ج۱، ص ۲۷۷ پر ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام حضرت جون ایک سیاہ فام غلام تھے۔

② "مثیر الاحزان" ابن نما: ص ۳۳، مطبوعہ ایران، جب کہ "اللھوف" ص ۶۱، مطبوعہ صیدا میں ہے کہ حضرت جونؓ نے فرمایا کہ آپؑ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں اور کیا آپؑ چاہتے ہیں کہ مَیں جنت میں نہ جاؤں۔

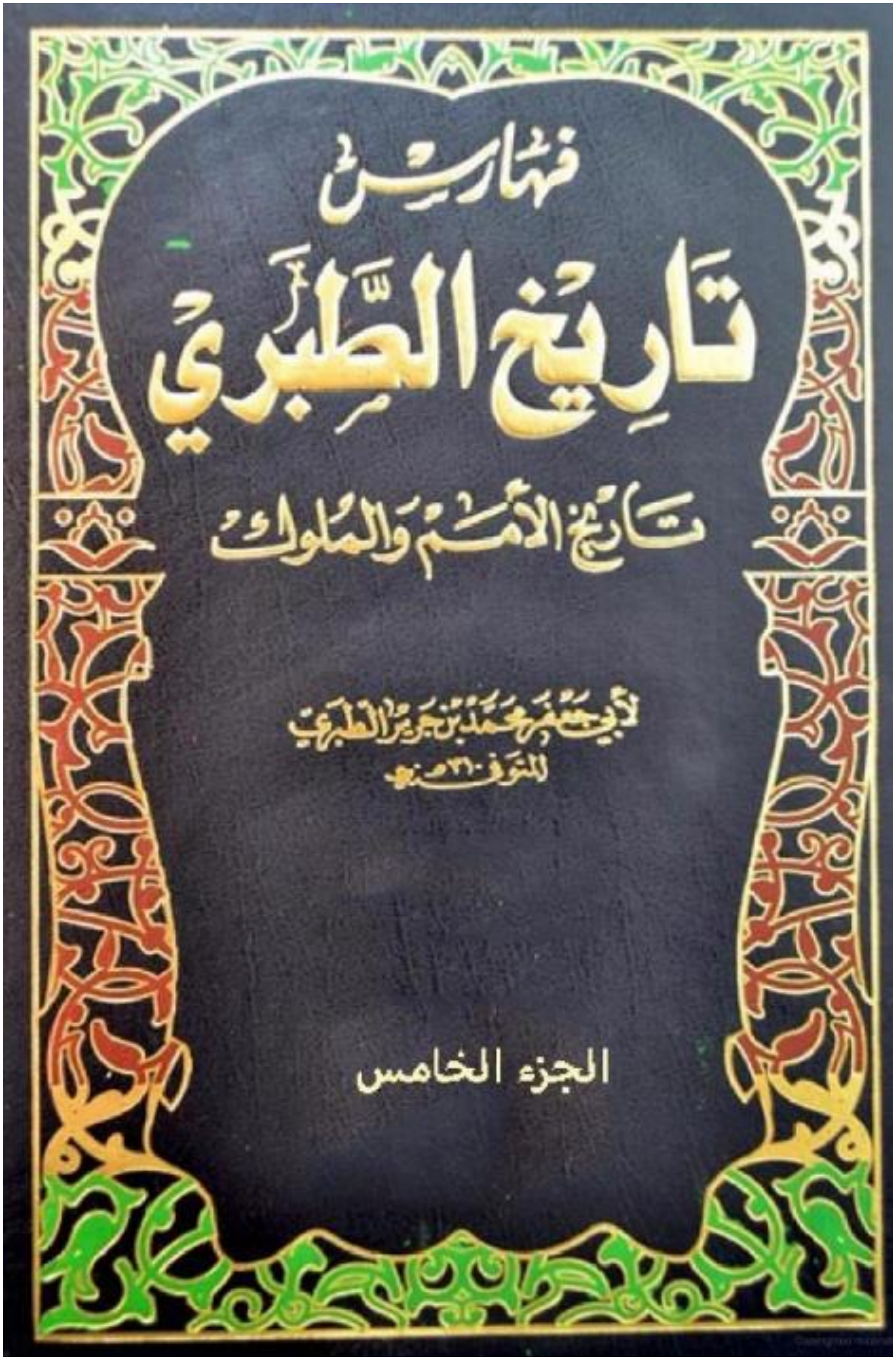
فهارس
تاريخ الطبري
تاريخ الأمم والملوك
لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
المتوفى ٣١٠ هـ
الجزء الخامس

به منّى بك لسرّنى أن يتقدّم بين يدىّ حتى أحتسبه، فإنّ هذا يوم ينبغى لنا أن نطلب الأجرَ فيه بكلّ ما قدَرْنا عليه، فإنه لا عملَ بعد اليوم، وإنما هو الحساب؛ قال: فتقدّم فسلّم على الحسين، ثم مضى فقاتل حتى قُتل. ثم قال عابس بن أبى شبيب: يا أبا عبد الله، أما والله ما أمسَى على ظهر الأرض قريبٌ ولا بعيدٌ أعزّ علىّ ولا أحبّ إلىّ منك؛ ولو قدرتُ على أن أدفع عنك الضّيمَ والقتلَ بشىء أعزّ علىّ من نفسى ودمى لفعلتُه؛ السلام عليك يا أبا عبد الله، أشهدُ اللهَ أنى على هَدْيك وهدْىِ أبيك؛ ثم مشى بالسيف

٢/٣٥٤ مصلتاً نحوَهم وبه ضربة على جبينه.

قال أبو مخنف: حدّثنى نُمير بن وَعْلة، عن رجل من بنى عبد من هَمْدان يقال له ربيع بن تميم شهد ذلك اليوم، قال: لما رأيتُه مُقبلا عرفتُه وقد شاهدتُه فى المَغازى، وكان أشجعَ الناس، فقلت: أيُّها الناس، هذا الأسد الأسوَد، هذا ابن أبى شبيب؛ لا يخرجنّ إليه أحد منكم، فأخذ ينادى: ألا رجلٌ لرجل! فقال عمر بن سعد: ارضَخُوه بالحجارة؛ قال: فرُمِىَ بالحجارة من كلّ جانب، فلما رأى ذلك ألقَى دِرْعه ومِغفرَه، ثمّ شدّ على الناس، فوالله لرأيتُه يكرُد[1] أكثرَ من مائتين من الناس؛ ثم إنهم تعطّفوا عليه من كلّ جانب، فقتِل؛ قال: فرأيت رأسَه فى أيدى رجال ذوى عُدّة؛ هذا يقول: أنا قتلته، وهذا يقول: أنا قتلته، فأتَوا عمرَ بن سعد فقال: لا تختصموا، هذا لم يقتلْه سِنان واحد، ففرّق بينهم بهذا القول.

قال أبو مخنف: حدّثنى عبد الله بن عاصم، عن الضحّاك بن عبد الله المِشرقىّ، قال: لما رأيتُ أصحاب الحسين قد أصيبوا، وقد خلُص إليه وإلى أهل بيته، ولم يبق معه غيرُ سُوَيد بن عمرو بن أبى المطاع الخثْعَمىّ وبُشَير ابن عمرو الحضرمىّ، قلت له: يابن رسولِ الله، قد علمتَ ما كان بينى وبينك؛ قلتُ لك: أقاتل عنك ما رأيتُ مقاتلا، فإذا لم أر مقاتلاً فأنا فى حِلّ من الانصراف؛ فقلتَ لى: نعم؛ قال: فقال: صدقتَ، وكيف لك

(١) الكرد: الطرد.

صحابی امام علی علیہ السلام صعصعہ بن صوحان، بحرینیوں اور بصریوں کا غم امام حسین علیہ السلام میں قمہ زنی کرنا

اس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے: حضرت صعصعہ بن صوحان اور دیگر بحرینی لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے سفر کی خبر ملی تو انہوں نے عراق کی طرف نصرت امام حسین علیہ السلام کیلیے سفر کرنا شروع کیا اور جس وقت بصرہ پہنچے ان کو پتا چلا کہ مولا امام حسین علیہ السلام کربلا کی طرف جا چکے ہیں۔ تو تب بصری اور بحرینی، حضرت صعصعہ بن صوحان کی قیادت میں کربلا کی طرف روانہ ہوئے اور ان انصار حسین کا قافلہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے 9 دن بعد کربلا قبر امام حسین علیہ السلام پر پہنچا۔

كما وجدنا في كتاب(لم تكن ردة) ص ٢٤٢ نقلا عن و ثائق تاريخية فيي القرن الثانى الهجرى ان البحرانيين والبصريين والعامليين اول من ضربوا رؤوسهم بالسيوف لما زاروا قبر الامام الحسين مص صعصعة بن صوحان العبدى فى اليوم التاسع بعد شهادة الامام الحسين

ترجمہ: "اسی طرح ہم نے پایا ہے۔ کتاب (لم تکن ردۃ) کے صفحہ نمبر 272 پر، جسکو نقل کیا گیا ہے 200 ہجری کی معتبر تاریخ سے کہ بحرین والوں، بصرہ والوں اور عاملین نے صعصعہ بن صوحان کے ساتھ پہلی مرتبہ زیارت قبر امام حسین علیہ السلام پر شدت غم امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے تلواروں سے اپنے سروں پر ضربیں لگا کر خود کو زخمی کیا۔ یہ واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے 9 دن بعد کا ہے۔"

الشائر الحسینیہ صفحہ نمبر 16، محقق کبیر، مجاھد ملت آیت اللہ محمد جمیل حمودی العاملی

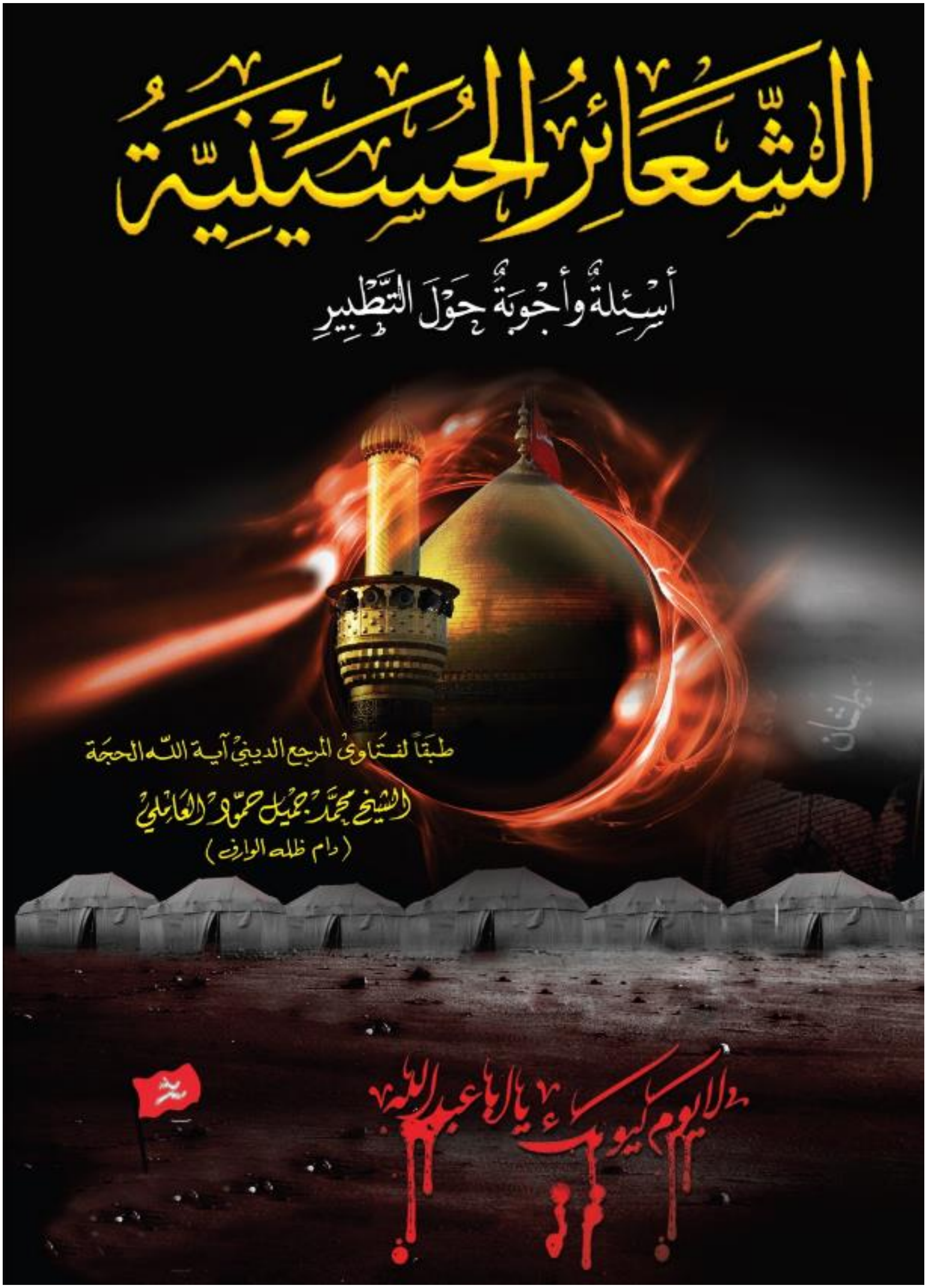
الشعائر الحسينية
أسئلة وأجوبة حول التطبير
طبقاً لفتاوى المرجع الديني آية الله الحجة
الشيخ محمد جميل حمود العاملي
(دام ظله الوارف)
لا يوم كيومك يا أبا عبد الله

فاتهـم من نصرة الإمام روحي فداه[1]، وجاء في كتاب معالي السّـبطين للعلاّمة الحائري الجـزء الثاني ص١٧٤: «إنّ هنداً زوجة يزيد لعنه الله تعالى لمّا اجتمعت في خربة الشّـام بسـبايا أهل بيت النبوّة وعرفتهنّ ضربت رأسـها بحجر فسـال الدّم على وجهها ومقنعتها وغشـي عليهـا..» وكذا ما ورد عـن أهل المدينـة أنّهم نتفـوا لحاهم حزنـاً وجزعاً على الإمام عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ[2]، وما ورد عن مولاتنـا العقيلة الحوراء زينب عَلَيْهَا ٱلسَّلَامُ حيث ضربت رأسها بمقدّم المحمل فشخب منه الدّم الطاهر[3]، وكان ذلك بمرأى ونظر الإمام العظيم زين العابدين عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ ولم يعترض على ذلك أبداً، فدلّ الأمر على الجواز الشّرعي لأنّ سـكوته دلالة تقريره لصحّة الفعل بل وحسنه بسـبب ما أصابه من الهمّ والغمّ على فراق أبيه سفينة النّجاة ومصباح الدّجى سيّدنا وإمامنا الأكبر أبي عبد الله عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ..

وعليه فإذا قام الدّليل على مشروعيّة التّطبير فلا دية على من طبّر للآخرين..

وبعبارة أخـرى: إنّ الشـرطين المتوفّرين والمأخوذيـن على نحو العلّـة التامّة في أصـل الدّية (وهمـا التّشـفّي أو الانتقـام والعبـث، يضاف إليهمـا عدم وجـود مجوّز شـرعي) غير متوفّرين فـي التّطبير، فيكون مباحاً شـرعاً، بل ومسـتحب لأنّـه من أبرز مصاديق الجزع على سـيّد الشّـهداء عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ حسـبما أشـرنا أعـلاه، ولأنّـه أيضاً من مصاديق العج والضجيج الواردين في دعاء النّدبة حيث قال سـيّدنا الإمام المعظّم بقيّة الله الأعظم روحي وأرواح العالمين لتراب نعليه الفداء:

---

(١) لم نعثر على مصدره ولكننا وجدنا ما لعلّه أعظم من رضخ الرؤوس بالحجارة وهو الإلقاء بالنّفس من على ظهر الدّابة، فقد روى ابن أعثم الكوفي المتوفى عام ٣١٤هـ في كتابه [مقتل الإمام الحسين عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ] ص١٩٥: إنّ التّوابين بقيادة سليمان بن صرد الخزاعي لّما وصلوا إلى كربلاء وأشرفوا على قبر مولانا المعظّم الإمام الحسين عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ (**رموا أنفسهم عن دوابهم وجعلوا يقولون إنّا خذلنا ابن بنت نبيّنا وقد اسأنا وأخطأنا**) فالرّمي أعظم ضرراً من رضخ الرؤوس بالحجارة كما لا يخفى على المتأمّل. كما وجدنا في كتاب [لم تكن ردّة] ص٢٧٢ نقلاً عن وثائق تاريخيّة في القرن الثّاني الهجري أنّ البحرانيّين والبصريّين والعامليّين أوّل من ضربوا رؤوسهم بالسّيوف لما زاروا قبر الإمام الحسين عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ مع صعصعة بن صوحان العبدي في اليوم التاسع بعد شهادة الإمام الحسين عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ.

(٢) راجع: (اللهوف على قتلى الطفوف) لإبن طاووس ص ١٩٩.

(٣) راجع: (بحار الأنوار) للعلامة المجلسي ج ٤٥ ص ١١٤.

حضرت اویس قرنی کا دندان توڑنا

حضرت اویس قرنی علیہ السلام نے کہا: کہ آپ رسول کریم ﷺ کے دوستوں میں سے ہیں تو یہ بتائیے کہ جنگ احد میں حضور ﷺ کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا تھا اور آپ نے اتباع نبوی ﷺ میں اطنے تمام دانت کیوں نہ توڑ ڈالے؟ یہ کہہ کر اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا کہ جب دانت مبارک شہید ہوا تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیا کہ شاید کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہو۔ اسی طرح ایک ایک کر کے جب تمام دانت توڑ ڈالے اس وقت مجھے سکون نصیب ہوا۔ یہ دیکھ کر دونوں صحابہ پر رقت طاری ہو گئی اور یہ اندازہ ہو گیا کہ ادب کا حق یہی ہوتا ہے۔ گو حضرت اویس دیدار نبی ﷺ سے مشرف نہ ہو سکے لیکن اتباع رسالت کا مکمل حق ادا کر کے درس ادب دیتے رخصت ہو گئے۔

تذکرۃ الاولیاء، صفحہ نمبر 14: حضرت شیخ فرید الدین عطار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

سُنو! بے شک

اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

تذکرۃ الاولیاءؒ

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

مقام ولایت، خلافت سے بہتر ہے: حضرت عمرنے آپ کوایسے کمبل کے لباس میں دیکھاجس کے نیچے تونگری کے ہزاروں عالم پوشیدہ تھے یہ دیکھ کر آپ کے قلب میں خلافت سے دستبرداری کی خواہش پیدا ہوئی اور فرمایا کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو روٹی کے ٹکڑے کے بدلے میں مجھ سے خلافت خرید لے۔ یہ سن کر حضرت اویس نے کہاکہ کوئی بیوقوف شخص ہی خرید سکتا ہے۔ آپ کوتوفروخت کرنے کے بجائے اٹھاکر پھینک دینا چاہئے پھر جس کا جی چاہے اٹھالے گا۔ یہ کہہ کر حضور اکرم کا بھیجا ہوا لباس پہن لیااور فرمایا کہ میری سفارش پر بنو ربیعہ اور بنو معنرکی بھیڑوں کے بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مغفرت فرمادی۔ اور جب حضرت عمرنے آپ سے حضورؐ اکرم کی زیارت نہ کرے کے متعلق سوال کیاتو آپ نےان سے پوچھاکہ اگر آپ دیدار نبی سے مشرف ہوئے ہیں توبتایئے کہ حضورؐ کے ابرو کشادہ تھے یا گھنے ؟ لیکن دونوں صحابہ جواب سے معذور رہے۔

اتباع نبوی میں دندان مبارک کاتوڑنا: حضرت اویس نے کہاکہ اگر آپ رسول کریم صلعم کے دوستوں میں سے ہیں تو یہ بتایئے کہ جنگ احد میں حضورؐ کاکون سادانت مبارک شہید ہوا تھااور آپ نے اتباع نبویؐ میں اپنے تمام دانت کیوں نہ توڑ ڈالے ؟ یہ کہہ کر اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھاکر کہاکہ جب دانت مبارک شہید ہواتومیں نے اپناایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیاکہ شاید کوئی دوسرادانت شہید ہوا ہو، اسی طرح ایک ایک کر کے جب تمام دانت توڑ ڈالے اس وقت مجھے سکون نصیب ہوا۔ یہ دیکھ کر دونوں صحابہؓ پر رقت طاری ہو گئی اور یہ اندازہ ہو گیاکہ پاس ادب کاحق یہی ہوتا ہے گو حضرت اویس دیدار نبیؐ سے مشرف نہ ہوسکے لیکن اتباع رسالت کامکمل حق اداکر کے دنیاکو درس ادب دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

مومن کے لئے ایمان کی سلامتی ضروری ہے: جب حضرت عمرنے اپنے لئے دعاکی درخواست کی تو آپ نے کہاکہ نماز میں التحیات کے بعد میں یہ دعاکیاکرتاہوں۔ اللہم اغفر للمومنین والمومنات اے اللہ تمام مومن مردوں عور ں کو بخش دے اور اگر تم ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں سرخروئی حاصل ہوگی۔ ورنہ میری دعابے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔

وصیت: حضرت عمرنے جب وصیت کرنے کے لئے فرمایاتو آپ نے کہاکہ اے عمر!اگر تم خداشناس ہو تو اس سے زیادہ افضل اور کوئی وصیت نہیں کہ تم خدا کے سواکسی دوسرے کو نہ پہچانو، پھر پوچھاکہ اے عمر، کیا اللہ خالق تم کو پہچانتا ہے۔ آپ نے فرمایاہاں۔ حضرت اویس نے کہاکہ بس خدا کے علاوہ تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے افضل ہے۔

استغناء: حضرت عمرنے خواہش کی کہ آپ کچھ دیر اسی جگہ قیام فرمائیں میں آپ کے لئے کچھ لے کر آتاہوں

www.maktabah.org

امام جعفر صادق علیہ السلام کا زنجیر زنی کا حکم دینا

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شہادت حسین علیہ السلام پر آسمان و زمین میں جو کچھ آسمان و زمین میں ہے وہ سب جنت، جنت کے باسی سب گریاں ہوتے ہیں۔اس دن زنجیر زنی، سینہ زنی کی جائے۔ گریبان چاک کیے جائیں اور واویلا کیا جائے۔

معالی السبطین فی احوال الحسن والحسین جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 15

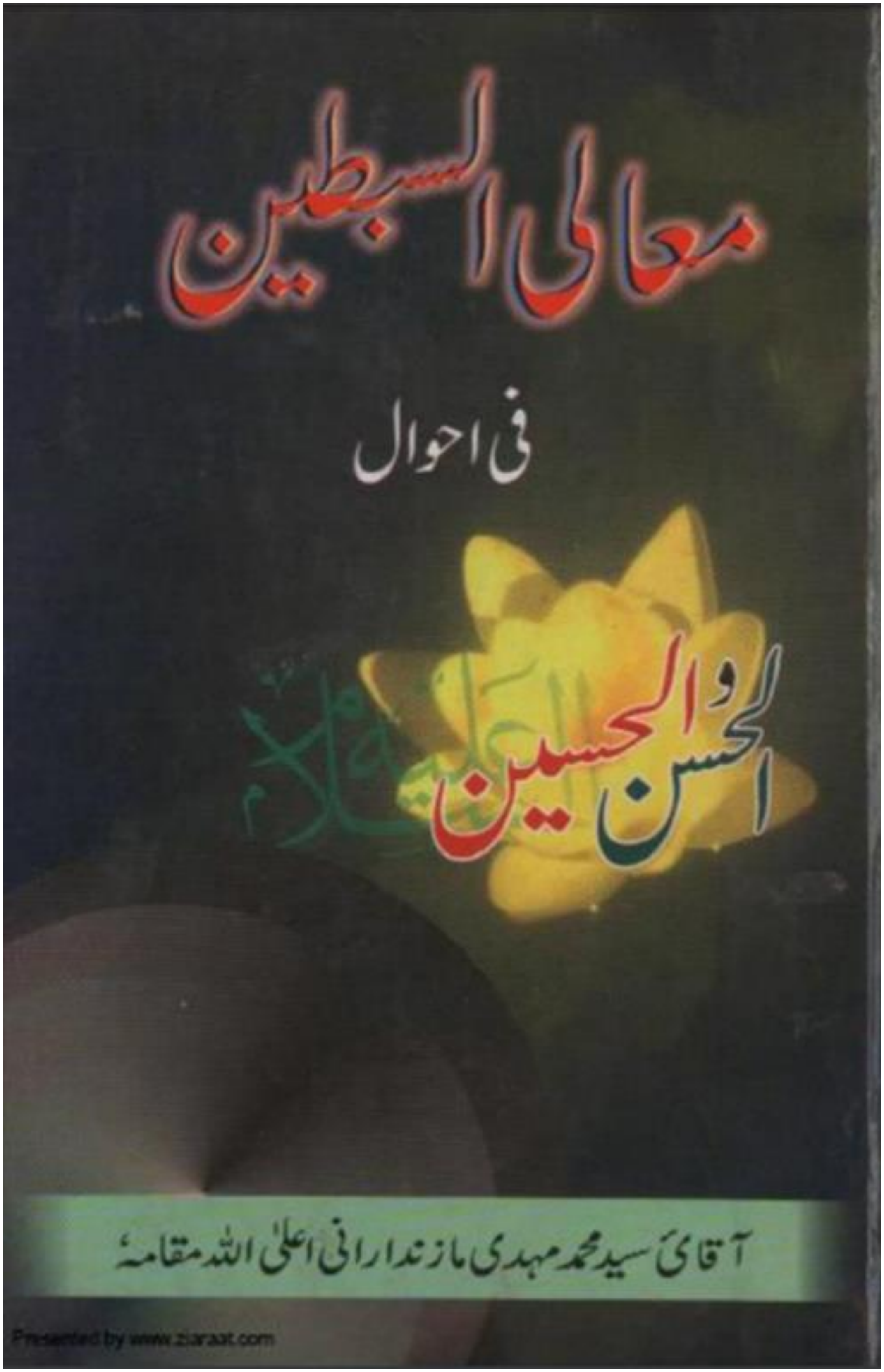
معالی السبطین
فی احوال
الحسن و الحسین علیہ السلام
آقای سید محمد مہدی مازندارانی اعلی اللہ مقامہ
Presented by www.ziaraat.com

پھر یوم موتہ سنگین ترین دن تھا اس دن جناب جعفر ابن ابی طالب شہید ہوتے تھے۔

لیکن یہ دونوں دن یوم عاشور کے مقابلہ میں کہیں کم تھے۔ تنہا فرزند رسول تھا اور لاکھوں درندے تھے۔

ای دن کے لیے امام رضاؑ نے فرمایا ہے۔

یوم عاشور نے ہمیں ہمیشہ کے لیے غمزدہ کر دیا ہے۔ ہماری آنکھوں کو ہمیشہ کے لیے بہنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ اسی دن میدان کربلا میں ہمارے صغیر و کبیر اور مہمان و میزبان کی لاشیں بے دردی سے پامال کی گئیں۔ اگر کوئی شخص رونا چاہتا ہے تو اسے حسینؑ جیسے مظلوم پر رونا چاہیے۔ اگر کوئی ماتم کرنا چاہتا ہے تو حسینؑ جیسے مظلوم پر ماتم کرنا چاہیے۔ غم شبیر سے گناہوں میں بھی کمی ہوتی ہے۔

والد محترم کو پورے عشرہ محرم میں کبھی کسی نے مسکراتے ہوئے بھی نہیں دیکھا تھا۔

یوم عاشور تو آہ و بکا اور گریہ و زاری میں غش کر گر جاتے تھے۔

امام صادقؑ نے فرمایا ہے کہ شہادت حسینؑ پر آسمان و زمین جو کچھ آسمان و زمین میں ہے وہ سب جنت۔ جنت کے باسی سب گریاں ہوتے ہیں۔ اس دن زنجیر زنی، سینہ زنی کی جائے۔ گریبان چاک کیے جائیں۔ اور واویلا کیا جائے۔

کیونکہ ان آنسوؤں اور اس گریہ و زاری سے جناب زہراؑ کے ساتھ بھی تعاون ہے۔

مولا حسین کے غم وماتم میں جسموں پر ایسے زخم لگاتے رہو کہ نشان باقی رہیں۔

فقد روي أنه(عليه السلام)أوصى ابنه الإمام زين العابدين(عليه السلام) قائلا له : يا ولدي ، بلّغ شيعتي عني السلام ، وقل لهم : إن أبي مات غريباً فاندبوه ، ومضى شهيداً فابكوه.

روایت کیا گیا کہ مولا حسین علیہ السلام نے اپنے امام بیٹے زین العابدین علیہ السلام کو وصیت کی۔ فرمایا اے میرے بیٹے میرے شیعوں کو میرا سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ مجھ سجاد علیہ السلام کا بابا عالم غربت میں مارا گیا پس **اسکے لیے ندب (ایسے زخم لگاتے رہو جنکے نشان باقی رہیں) کرو**۔ اور وہ شہید گیا ہے اس پر آہ وبکا کرو۔

(النَّدَبُ۔ أثرالجرح۔) جب کوئی جراح (سرجن) علاج کیلئے جسم کو کاٹتا ہے اور اس زخم کا نشان باقی رہ جاتا ہے۔ اسے ندب کہتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے مولا سجاد علیہ السلام کو اپنے شیعوں کیلئے وصیت کرتے ہوئے اس لفظ کا استعمال کیا ہے اور ہم نے اس روایت کے ترجمہ میں اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔۔۔

الدمعة الساکبہ جلد 4 صفحہ نمبر 351

معالي السبطين جلد 2 صفحہ نمبر 22

ذريعة النجاة صفحہ نمبر 139

موسوعة کلمات الامام الحسين (ع)-لجنة الحديث في معهد باقر العلوم (ع)–صفحہ نمبر 486

زينب الکبری (ع) من المهد الی اللحد 217

من أخلاق الإمام الحسين (ع)-عبدا لعظيم المهتدي البحراني- صفحہ 253

موسوعة

كلمات الإمام الحسين عليه السلام

اعداد لجنة الحديث:

محمود شريفى — سيد حسين زينالى

محمود احمديان — سيد محمود مدنى

معهد تحقيقات باقر العلوم عليه السلام

منظمة الإعلام الإسلامي

دار المعروف

للطباعة والنشر

فقال عليه السلام: «يا بُنَيَّ إنَّ عَمَّكَ قَدْ قُتِلَ، وَقَطَعُوا يَدَيْهِ عَلىٰ شاطِىءِ الْفُراتِ»، فبكي علي بن الحسين عليه السلام بكاء شديداً حتّى غشي عليه، فلما أفاق من غشيته جعل يسأل عن كل واحد من عمومته والحسين عليه السلام يقول له: «قُتِلَ».

فقال: «و أين أخي علي، وحبيب بن مظاهر، ومسلم بن عوسجة، و زهير بن القين»؟

فقال له: «يا بُنَّي اِعْلَمْ اَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخِيامِ رَجُلٌ حَيٌّ إلاّ أَنَا وَ أَنْتَ، وَ أَمّا هٰؤُلاءِ الَّذِينَ تَسْأَلُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ صَرْعىٰ عَلَى وَجْهِ الثَّرىٰ»، فبكى علي بن الحسين بكاءً شديداً، ثمّ قال لعمته زينب: «يا عمتاه عليّ بالسيف والعصا».

فقال له أبوه: «وَما تَصْنَعُ بِهِما».

فقال: «أما العصا فاتوكأ عليها، وأما السيف فاذبُ به بين يدي ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فإنه لاخير في الحياة بعده»، فمنعه الحسين من ذلك وضمّه إلى صدره وقال له: «يا وَلَدِي اَنْتَ اَطْيَبُ ذُرِّيَّتي، وَاَفْضَلُ عِتْرَتِي، وَاَنْتَ خَلِيفَتِي عَلىٰ هٰؤُلاءِ الْعِيالِ وَالاَطْفالِ، فَإنَّهُمْ غُرَباءُ مَخْذُولُونَ، قَدْ شَمِلَتْهُمُ الذِّلَّةُ وَالْيُتْمُ وَشَماتَةُ الاَعْداءِ وَنَوائِبُ الزَّمانِ سَكِّتْهُمْ إذا صَرَخُوا، وَآنِسْهُمْ إذا اسْتَوْحَشُوا، وَسَلِّ خَواطِرَهُمْ بِلَيْنِ الْكَلامِ، فَإنَّهُمْ ما بَقَىَ مِنْ رِجالِهِمْ مَنْ يَسْتَأْنِسُونَ بِهِ غَيْرُكَ وَلا اَحَدٌ عِنْدَهُمْ يَشْكُونَ اِلَيْهِ حُزْنَهُمْ سِواكَ، دَعْهُمْ يَشُمُّوكَ وَتَشُمُّهُمْ، وَيَبْكُوا عَلَيْكَ وتَبْكِي عَلَيْهِمْ».

ثمّ لزمه بيده وصاح بأعلى صوته: «يا زَيْنَبُ وَ يا اُمَّ كُلْثُومٍ وَيا سَكِينَةُ وَيا رُقَيَّةُ وَيا فاطِمَةُ، اَسْمِعْنَ كَلامِي وَ اعْلَمْنَ اَنَّ ابْنِي هٰذا خَلِيفَتِي عَلَيْكُمْ، وَهُوَ اِمامٌ مُفْتَرَضُ الطّاعَةِ» ثُمَّ قالَ لَهُ: يا وَلَدِي بَلِّغْ شيعَتي عنّي السَّلامَ فَقُلْ لَهُمْ: إنَّ أَبي ماتَ غريباً فانْدُبُوهُ ومَضىٰ شهيداً فابْكُوهُ.[1]

---

١ ـ الدمعة الساكبة ٤: ٣٥١، معالي السبطين ٢: ٢٢، ذريعة النجاة: ١٣٩.

زينبُ الكُبرىٰ عليها السلام

مِـن المهْـد إلـى اللحْـــد

بقلم المرحوم

السيّد محمد كاظم القزويني

مفترض الطاعة ».

ثم قال له : « يا ولدي بلغ شيعتي عني السلام ، وقل لهم : إن أبي مات غريباً فاندبوه ، ومضى شهيداً فابكوه ».[1]

---

1 . كتاب (الدمعة الساكبة) للبهبهاني ، طبع لبنان ، عام 1409 هـ ، ج 4 ، ص 351 . 352.

المحقق

الكتاب: من أخلاق الإمام الحسين (ع)
المؤلف: عبد العظيم المهتدي البحراني
الجزء:
الوفاة: معاصر
المجموعة: مصادر سيرة النبي والائمة
تحقيق:
الطبعة: الأولى
سنة الطبع: ١٤٢١ - ٢٠٠٠ م
المطبعة: علمية - قم
الناشر: انتشارات شريف الرضي - قم - ايران
ردمك:
ملاحظات:

وتبكي عليهم ". ثم لزمه بيده (عليه السلام) وصاح بأعلى صوته: " يا زينب ويا أم كلثوم ويا سكينة
ويا رقية ويا فاطمة، اسمعن كلامي واعلمن ان ابني هذا خليفتي عليكم، وهو امام مفترض
الطاعة ".
ثم قال له: " يا ولدي بلغ شيعتي عني السلام فقل لهم: ان أبي مات غريبا فاندبوه ومضى شهيدا فابكوه ". (١)
نعم.. إن هذا الموقف الذي ثبته الحسين (عليه السلام) وابنه علي (زين العابدين) لموقف
مشحون بالعاطفة والمودة والتعاون والتضامن بآدابها الممتازة، وهي مفردات أخلاقية ينبغي لنا التزامها في كل المواقف المشابهة.

غريبون عن أوطانهم وديارهم * تنوح عليهم في البراري وحوشها
وكيف ولا تبكي العيون لمعشر * سيوف الأعادي في البراري تنوشها
بدور توارى نورها فتغيرت * محاسنها ترب الفلاة تعوشها (٢)

* الدروس المستفادة هنا:
١ - إن الأخلاق الكريمة أصمد القيم في الإنسان العقائدي.
٢ - إن قول الحقيقة يعني احترام الأمانة والإنسان ذا العلاقة بها.
٣ - الوصية بالقيم وفي أصعب ساعات الحياة قيمة لابد منها في رسالة الحياة الأخلاقية.
٤ - تخليف الفرد الكفوء لحمل الأمانة وإبلاغ الرسالة أخلاقية ربانية.
٥ - لابد من تجاوز الزمن، والتحدث مع الأجيال بلا حواجز الأيام الحاضرة، فهذا هو رسالة الأخلاقيين الباقية.

E / في إتمام الحجة وقوة الاستقامة
حينما يكون الحقد والدناءة والخساسة من رذائل الأخلاق، يجاهد صاحب الفضائل الأخلاقية بكل ما أوتي من حكمة وحجة لينقذ عدوه من رذائله، لأن عملية الانقاذ بنفسها
واحدة من الفضائل، هذا ما تحلى به الإمام الحسين (عليه السلام) لما أقبل على عمر بن سعد وقال له:
" أخيرك في ثلاث خصال ".

---

١ - الدمعة الساكبة ٤: ٣٥١، معالي السبطين ٢: ٢٢، ذريعة النجاة: ١٣٩.
٢ - معالي السبطين ج ١ ص ٢٨١، قالها الحسين (عليه السلام) في رثائه على ابن أخيه القاسم بن الحسن (عليه السلام).

مزید کچھ کتابیں میں نے بنائی ہے مومنین سے گزارش ہے کہ اسکا بھی مطالعہ کریں۔ لنک دے رہا ہوں کتاب کے وہاں سے ڈاونلوڈ کر لیں۔ تمام کتب سکین پیجز کے ساتھ بنائی گئی ہیں۔

1۔ علیؑ رب

http://www.mediafire.com/file/unsc73zixeobe9t/%25D8%25B9%25D9%2584%25DB%258C_%25D8%25B1%25D8%25A8.pdf/file

https://jafrilibrary.com/books/33076

2۔ انا صلاۃ المومنین (تشہد پر سکین پیجز کے ساتھ مفصل کتاب)

http://www.mediafire.com/file/d89ll4wp0n137pv/%25D8%25A7%25D9%2586%25D8%25A7_%25D8%25B5%25D9%2584%25D8%25A7%25D8%25A9_%25D8%25A7%25D9%2584%25D9%2585%25D9%2588%25D9%2585%25D9%2586%25DB%258C%25D9%2586%25D8%258C%25D8%25AA%25D8%25B4%25DB%2581%25D8%25AF.pdf/file

https://jafrilibrary.com/books/33075

3۔ حقیقت شرک

http://www.mediafire.com/file/3iitjy6u12y25ff/%25D8%25AD%25D9%2582%25DB%258C%25D9%2582%25D8%25AA_%25D8%25B4%25D8%25B1%25DA%25A9.pdf/file

https://jafrilibrary.com/books/33077

4۔ جلا جلالہ (کیا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم کے ساتھ جلا جلالہ لگایا جاسکتا ہے؟؟)

http://www.mediafire.com/file/rh8wtge6bwcisph/%25D8%25AC%25D9%2584%25D8%25A7_%25D8%25AC%25D9%2584%25D8%25A7%25D9%2584%25D9%2587.pdf/file

Syed Ali Asghar Abbas Zaidi